فتبارک اللہ احسن الخالقین

الحمدللہ کہ کلام بلاغت نظام امیر الامرا رئیس الرگو سار شمالی دودمان جناب السید
محمد حسین خاں صاحب بہادر مشتی التخلص تحصیلدار ضلع گونڈہ نصیر آباد ڈپٹی کلکٹر ضلع

یعنی دیوان اول کہ
مسمیٰ باسم تاریخی المعروف بہ

مرغوب جہان

است در سنہ [illegible] ہجری نبوی مطابق سنہ [illegible]
عیسوی

حسب اہتمام و تصحیح بلاغت الکلام شاعر رنگین بیان والا دودمان جناب شیخ ... صاحب متخلص بہ ... کہ شاگرد رشید حضرت اسیر مغفور و مرحوم اند

در مطبع نامی منشی نولکشور مثل شاہد رعنا زیور طبع پوشید

[illegible] جناب ثریا قدر مرزا محمد [illegible] علی صاحب بہادر متخلص بہ ثریا [illegible] مرزا سلیمان [illegible] بہادر [illegible]

اسم تاریخی

بتاریخ نامہ

۱۳۰۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
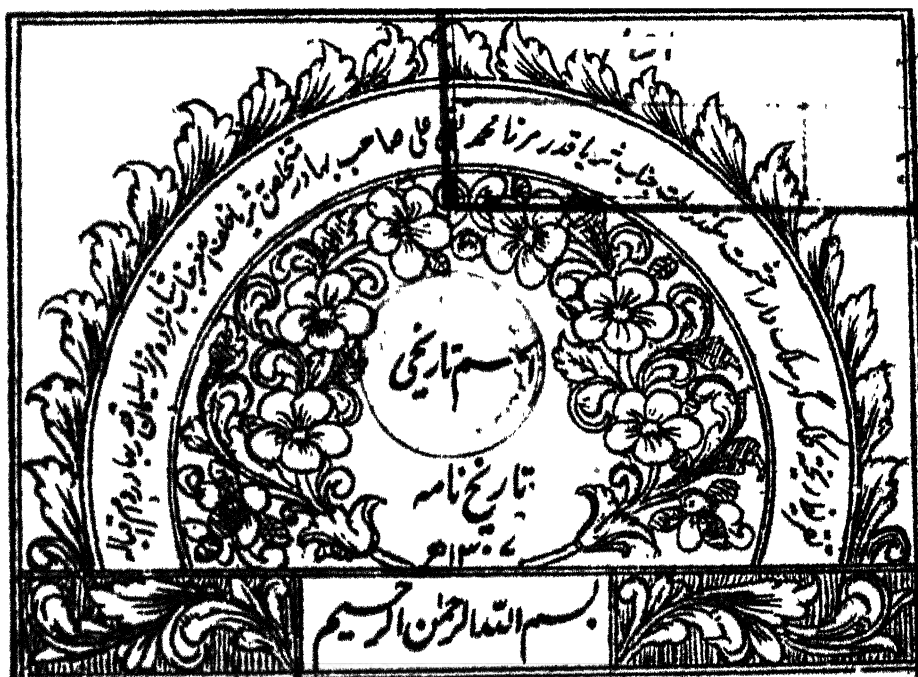
تقریظ و قطعات تاریخ موسوم بتاریخ نامہ بر دیوان جناب سید تجمل حسین خان صاحب
رضوی ڈپٹی کلکٹر بہادر ضلع نواب گنج بارہ بنکی ریختہ قلم ژولیدہ رقم ثریا قدر
میرزا محمد تقی علی المتخلص بہ ثریا خلف اصغر جناب مستطاب معلی القاب - نہال آبشار سلطنت
و شہریاری - دُر دریاے خلافت و تاجداری نور حدقۂ عظمت و جلال - نورِ حدیقۂ حشمت و
اقبال - دریا دل ابر نوال کیوان ہمت برجیس خصال - اعلی حضرت - والا رتبت
حضور پر نور صاحب عالم و عالمیان - شاہزادۂ میرزا سلیمان قدر بہادر سکندر شان

لازالت شموس دولتہ طالعتہ و مابرحت اقمار علو رتبتہ ساطعتہ۔ نظم

پس از حمد خلاّق ارض و سما
کنم لب تر از نعتِ خیرالورا

دہن بر کشایم بمدح علی
وصیِ بلا فصل بعد نبی

ثنائے ائمہ کنم آشکار
کہ ہستند شان حجتِ کردگار

اما بعد کہان ہین عاشقان شاہد سخن۔ و معشوقانِ عاشق تن۔ کہ یہ مژدۂ تازہ شنیدنی ہی بلکہ اک بہارستانِ نضارت آگین دیدنی ہی یہ دیوان ہی کہ یکقلم پرستان کا نقشا ہی۔ کثرتِ مضامین ہین کہ پریون کا جمگھٹا ہی ہر ورق اسکا غیرتِ ورقِ گل۔ اور ہر سطر مرغولِ رشکِ طرۂ سنبل مصاریع اشعار خطوطِ فاصل جدا دل سے مجنون وار دریدہ گریبان۔ اور لیلائے معانی سیہ محمل لفظ مین بصد کرشمہ و ناز پنہان شوخی بیان فرزانہ کو دیوانہ بناتی ہی۔ عروسِ فکر نکہری ہوئی اپنا جوبن دکھاتی ہی نزاکت استعارات و کنایات بسانِ شاہدِ طناز سراپا عشوہ و ناز۔ مشاطۂ نظارہ کا

بلاگردانی کو پنجۂ مژگان دراز۔ الفاظِ دلنشین نے لائق صاد نقش بٹھایا۔ کہ الف
قامتون نے مثل یاے تحتانی فرطِ انفعال سے ہرگز سر نہ اٹھایا۔ شاہد مبالغہ کا
چرخ اطلس پر دماغ۔ رنگینی و تازگی تشبیہ غیرتِ ریاحین باغ ہے لفظین نزاکت و لطافت
مین رشکِ یاسمن و نسترن ہین صفحات مطرا غیرتِ سبزانِ چمن۔ گل سر سبد
تازگی مین ہر استعارہ۔ وکان گلفروش دامن نظارہ ہر نقطہ مانند نافۂ غزال چین۔
بل غیرتِ خال عنبرین مہوشانِ زہرہ جبین آبِ فصاحت سے انہار مصابیع مالا مال
اور بلاغتِ الفاظِ معنی آفرین ہم پیالۂ مے پرتگال۔ زمین شعر آسمان کو رشک دینے
مین فرد۔ ہر بیت دل آویز و ہر درد مصرع مصرع انتخاب۔ رنگ آمیزی مین لاجواب
اس نگارستان مین سیکڑون خوبیان۔ اور ہزارون باریکیان ہین۔ کہانتک شمار ہو
ہو دیکھنے سے دلِ ناظر شیدا ہو۔ انیس جلوت۔ جلیس خلوت۔ معشوق باوفا۔ یار
بے ریا۔ دافع درد جدائی۔ مونسِ شب تنہائی۔ کون دیوان بہجت عنوان تجمل جسکا

تام تاریخی **مرغوب جہان** ہی فی الحقیقت مرغوبِ جہان و جہانیان ہی اب یہان

بلبلِ خامہ نئی روش سے گلزار بیان مین نغمہ سنج ہی۔ خوشی دل سے نزدیک و دور

نیج ہی۔ سبحان اللہ جب ایسا گلشنِ بے بہار ہو۔ تو ہر سمت سے تحسین و احسنت

کی کیونکر نہ پکار ہو۔ راقم بھی حسب ایماے سامی بلبلِ شاخسار بلاغت طوطیِ

شکرستانِ فصاحت۔ شاعرِ نازک خیال۔ نثار شیرین مقال۔ اعنی نواب قاسم علیخان

صاحب سلمہ کہ دوستِ قدیم اور مخلصِ صمیم جناب سید تجمل حسین خانصاحب ڈپٹی کلکٹر

مصنف دیوان ہذا کے جو مسمی بمرغوب جہان ہی یہ چند الفاظ مرکب تاریخی جو اکثر

سنین معروف و غیر معروف زمانہ ہین بنا بر یادگار مع دیگر قطعات تاریخ بفحواے ع مثبت

	بگیتی سخن زندہ دار شہان		سخن یادگار مہان جہان	

گلدستہ بناتا ہی۔ بطرز جدید و روشِ نوسناتا ہی کہ دیوان ہذا کو سال ہجری مین کہ تیرہ

سات ۱۳۰۷ھ مین۔ گلستان سخن گوے ۱۳۰۷ھ۔ یا نظم نورانی ۱۳۰۷ھ۔ یا منظوم نگار ۱۳۰۷ھ۔ یا گلشن خوشنما ۱۳۰۷ھ

کہنا زیبا ہے - اور سال عیسوی کہ اٹھارہ سو نواسی ۱۸۸۹ء ہین - باغ فتوت یا باغ مخمور

یا - گلزار مستلزات - کہنا روا ہے - اور عام فصلی کہ بارہ سو ستانوے ۱۲۹۷ ہین - باغ ظفر

یا نگارستان دستان - کہنا مناسب ہے - اور سن بکرمی کہ انیس سو چھیالیس سمت ۱۹۴۶

سن حال ہین اور انیس سو سینتالیس سن استقبال ہوتے ہین - تقریر منظوم - یا چمن مخفی

یا - خوشۂ منظوم - یا - منظوم افضل - کہنا انسب ہے - اور سن مہدوی کہ ایکہزار پچاس

ہین ۱۰۵۰ - گلزار صاحب بصیرت - یا - بوستان ہوشیاری - یا - باغ گویائی - یا گلشن خیال

ان ناموں کے ساتھ منسوب کرنا مزیب ہے - اور سال پارسی یزدجردی کہ بارہ سو

اکاون ہین ۱۲۵۱ - گلزار ذوالعقول - یا - بوستان اخلاق - کہنا مزین ہے - اور سن

سالکا بکرماجیتی کہ اٹھارہ سو تیرہ ہین ۱۸۱۳ - اگر - باغ خاطر کہین - تو کیا برا ہے

اور سال ساکے نوروزی کہ اٹھارہ سو دس ہین ۱۸۱۰ - گلشن عظمت - کہنا نہایت

خوشنما ہے - اور سال بنگلہ کہ بارہ سو چھیانوے ہین ۱۲۹۶ - نسخۂ شاعری - کہو - اور

جو ہین تو نام اُسکا بہت مناسب مرغوب جہان ہے۔ بس چپ ہی رہو

۱۳۰۰ھ

قطعۂ تاریخ | قطعۂ تاریخ دیوان ہذا بزبان عربی | بلسانِ عربی

اَلَا اِنَّ ہٰذا کلامٌ حُلوٌ — لطیفٌ بما اَملا مِن رشادِ

آگاہ ہو تحقیق کہ یہ کلام ہے شیرین — پاکیزہ ہے بسبب اُس چیز کے کہ لکھا ہے ہدایت سے

متیٰ غِند طبعٍ وجدتُ السّنین — بابدالِ عامٍ الیٰ امتدادِ

ہرگاہ فکر کیا طبیعت نے پایا مین نے برسون کو — بسبب بدلنے سنہ کے طرف بڑھنے کے

لذا قیل تاریخہٗ فی المحرم — بقولٍ بلیغٍ بلفظٍ سدادِ

اسواسطے کہی گئی تاریخ اسکی محرم مین — ساتھ گفتار رنگین کے ساتھ لفظ درستیون کے

دیگر قطعۂ تاریخ دیوان ہذا بصنعت صوری و معنوی بزبان فارسی

چون مرتب گشت دیوان فصاحت نظام — در بلاغت من شنیدستم کہ ہست او ہمچو زند

طبع غواص ثریا غوطہ زد در بحر فکر — اندران حالت سروش غیب گفت اے ہوشمند

گو ہین تاریخ طبعش صوری و ہم معنوی — سال ہجری یکہزار و سہ صد و ہفت آمدہ

سنہ ۱۳۰۷ھ

ایضاً قطعۂ تاریخ در تناسب

چو فکر سن عیسوی داشتیم — یکایک بخاطر رسید آن زمان

همین مصرعهٔ تر به کلکم رسید
حسین دختر عشق حسن تابان

دیگر تعمیه که مصرع آخر آن عربی ست

تجمل کرد این چه خوش مطبوع دیوان است
سپیدی و سیاهی شمس و فَی را
ز روئے جودت ست این سال فصلی
جزاک الله فی الدارین خیرا

نوع دیگر متناسب

تجمل حسین چو نوشته است دیوان
سراسر مروت سراپا مودت
سن بکرمی هم رقم زد ثریا
فصاحت کماهی مذاق محبت

ایضاً رباعی در صنعت مهمله و هم متناسب

سحر در طلسم دارد هر مصرع مسلم
در دهر سرا و را گردد کدام محرم
هر کس مطالعه کرد اوراد ام در دل
سود رود سرور کرده لامع کلام محکم

دیگر در صنعت زبر و بینه بزبان اردوے معلی

چھپا جو میر تجمل حسین کا دیوان
یہ ہیں اور زُبر ہیں لکھا ثریا نے

کیا مطالعہ جسنے بہت ہوا وہ خوش
عجب طرح کا ہوا اک کلام وہ دلکش

سنہ ١٣١٠ مہدوی سنہ ١٩٤٩ع

ایضاً بہ صنعت مذکور در سمت بکرمی

چھپا جو دیوان تو اسے ثریا
ہین زُبر و بین ہین بکرمی سن

ہر ایک دل مین بہت ہوا خوش
کہا ہوئی ہی یہ نظم دلکش

سمت ١٩٤٦ بکرمی

دیگر بہ سالِ مہدوی در صنعت تناسب

کیا خوش اسلوب ہی دیوان مسرت عنوان
قدردانی سے کہین دیکھ کے اربابِ سخن
مہدوی سال کی تاریخ ثریا نے لکھی

شائقین و شعرا کیون نہ کرین اُسکو خرید
گر فصاحت مین ہی یکتا تو بلاغت مین وحید
واہ کس شان و تجمل کا ہی دیوان جدید

سنہ ١٣١٠ مہدوی

ایضاً در صنعت تناسب

بہارِ بےخزان ہی گلشنِ ایجاد مین گویا
چمن ہر صفحہ ہی دیوان عجب بستان خرم ہی

عزیز اُسکو ہر اک کھتا ہی دل کی طرح پہلو مین	انیس خلوت عشاق ہی غمخوار و ہمدم ہی
لکھی تاریخ طبع اُسکی بھی کلک ثریا نے	کلام نزہت آئین تجمل جان عالم ہی

۱۳۰۱ھ

کبت تاریخ درزبان سنسکرت

اَتّھہ سُندر کابِ بُلوکتْ ہین ہسکہ برِہما نند بڑھیو جو ہمارِ ہی
ایسی عمدہ شاعری دیکھنے ہی خوشی ازحد بڑھی مجکو

تاکہ سمان بنا ون کیہت سَکل گُرین کھہ کھہ ہجھارِ ہی
اُسکے موافق نظم کرنے کو سب شاعر بالکل ہار گئے

ثریا کہت سب کُوٹ جتن سے کِیو اکچھر ایک سکیو نو جار ہی
ثریا کہتا ہی کہ سب نے کرور ون تدبیرین کین لیکن ایک حرف بھی نہ بنا سکے

اہ بول تہاری نپٹ پیاری چال چلن مان سب سے نیاری
کیونکہ یہ باتین تمھاری نہایت پیاری اور چال چلن مین سب سے جدا ہین
سمت ۱۹۴۱

یک مصرع تاریخ دیوان ہذا در صنعت مربع

نقشہ ہاے نادر شطرنج

عمدہ تحفہ الطف احسن محکم دلکش دیوان گفتہ

	۱۲۲۴ھ	۱۲۲۴ھ	۱۲۲۴ھ	۱۲۲۴ھ	[illegible]ھ	۱۲۲۴ھ	۱۲۲۴ھ	۱۲۲۴ھ	
۱۸۰۹ء	ہمہ	تحفہ	لطف	احسن	ہمسر	دلکش	بیداران	تحفہ	۱۸۰۹ء
۱۸۰۹ء	تحفہ	لطف	احسن	ہمسر	دلکش	بیداران	تحفہ	ہمہ	۱۸۰۹ء
۱۸۰۹ء	لطف	احسن	ہمسر	دلکش	بیداران	تحفہ	ہمہ	تحفہ	۱۸۰۹ء
۱۸۰۹ء	احسن	ہمسر	دلکش	بیداران	تحفہ	ہمہ	تحفہ	لطف	۱۸۰۹ء
۱۸۰۹ء	ہمسر	دلکش	بیداران	تحفہ	ہمہ	تحفہ	لطف	احسن	۱۸۰۹ء
۱۸۰۹ء	دلکش	بیداران	تحفہ	ہمہ	تحفہ	لطف	احسن	ہمسر	۱۸۰۹ء
۱۸۰۹ء	بیداران	تحفہ	ہمہ	تحفہ	لطف	احسن	ہمسر	دلکش	۱۸۰۹ء
۱۸۰۹ء	تحفہ	ہمہ	تحفہ	لطف	احسن	ہمسر	دلکش	بیداران	۱۸۰۹ء
	۱۸۰۹ء	۱۸۰۹ء	۱۸۰۹ء	۱۸۰۹ء	۱۸۰۹ء	۱۸۰۹ء	۱۸۰۹ء	۱۸۰۹ء	

یہ وہ صنعت ہی کہ ایک مصرع چونسٹھ[۶۴] مرتبہ پڑھا جاے اور نقشہ مین لکھنے سے مہرہ ہاے شطرنج کی چال پر آوے جو لفظ جس خانہ مین ہی اُسی مہرہ کی چال سے مصرع اور ہم تاریخ برابر بیٹھے چنانچہ رخ اپنی

چال سے اور فرزین اور بادشاہ وغیرہ اپنی اپنی چال سے مصرع اور تاریخ پوری کرتے ہین اِلّا پیل دونون ملکر ایک مصرع پورا کرینگے اور چال مہرہ ہائے مربع کی اِس شعر سے سمجھے

اسپ فرزین اسپ رخ باز اسپ فرزین اسپ گیر ‖ پیل داری در مربع ہر طرف دور پذیر
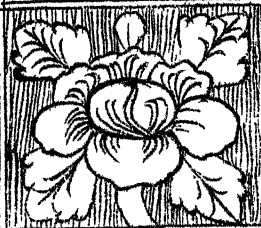
شعر تاریخ در زبان بنگلہ
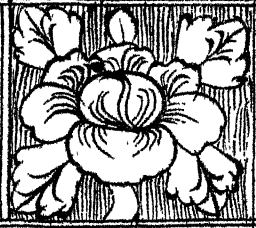
بحر متدارک

سَمتَ کھوشجا بولی موین نی جیتا گورونا شریا
سال تاریخ ڈھونڈھا کہا دل سے نہ کرو فکر اے شریا
بولن بی ساکل شاربو ناش ای ہی یشو سوک دویان کا
کہو سب غضب کا یہ ہی گل باغ راحت

۱۲۹۶ بنگلہ

اِس شعر کے معنی حسب محاورہ تحریر ہوئے
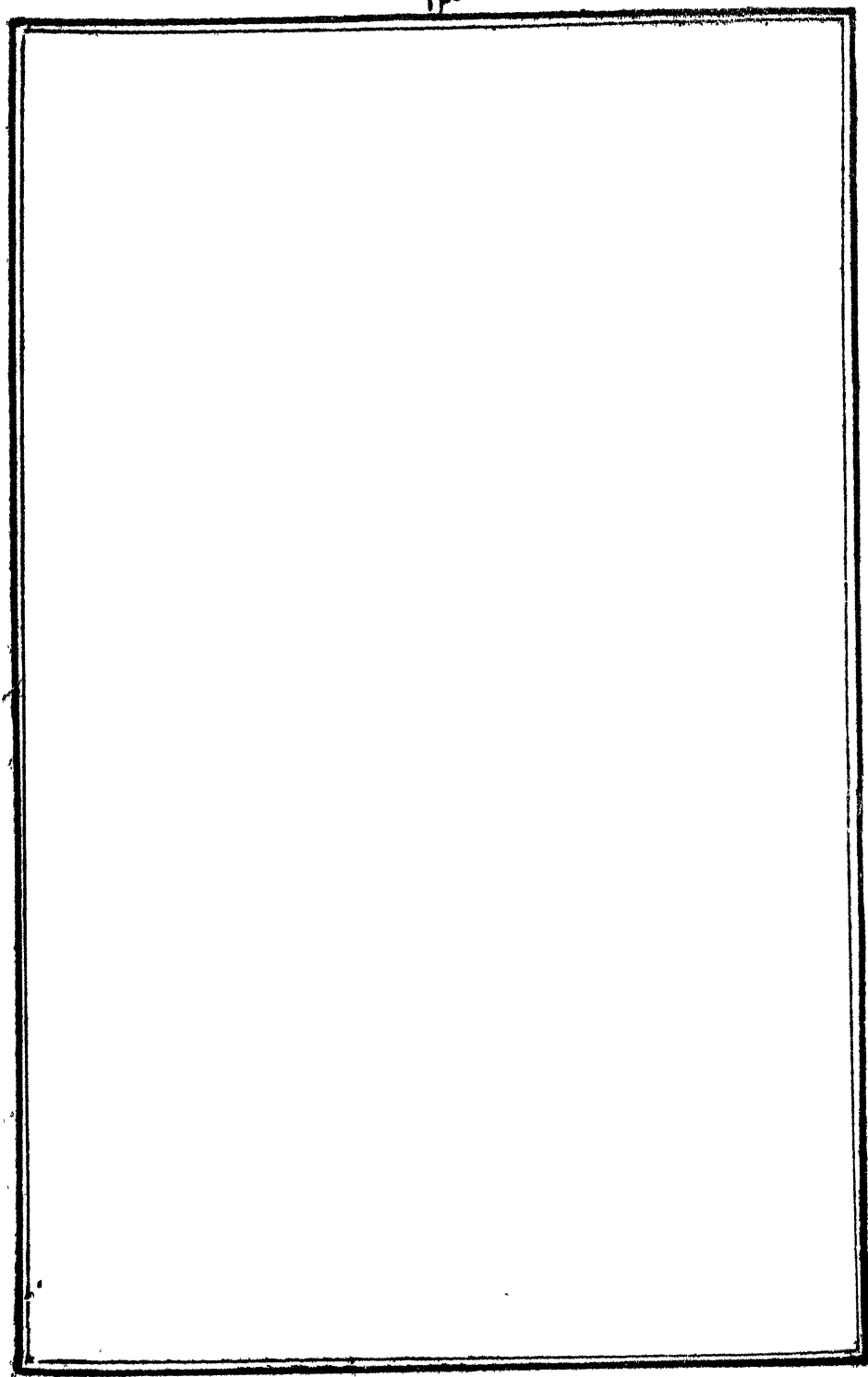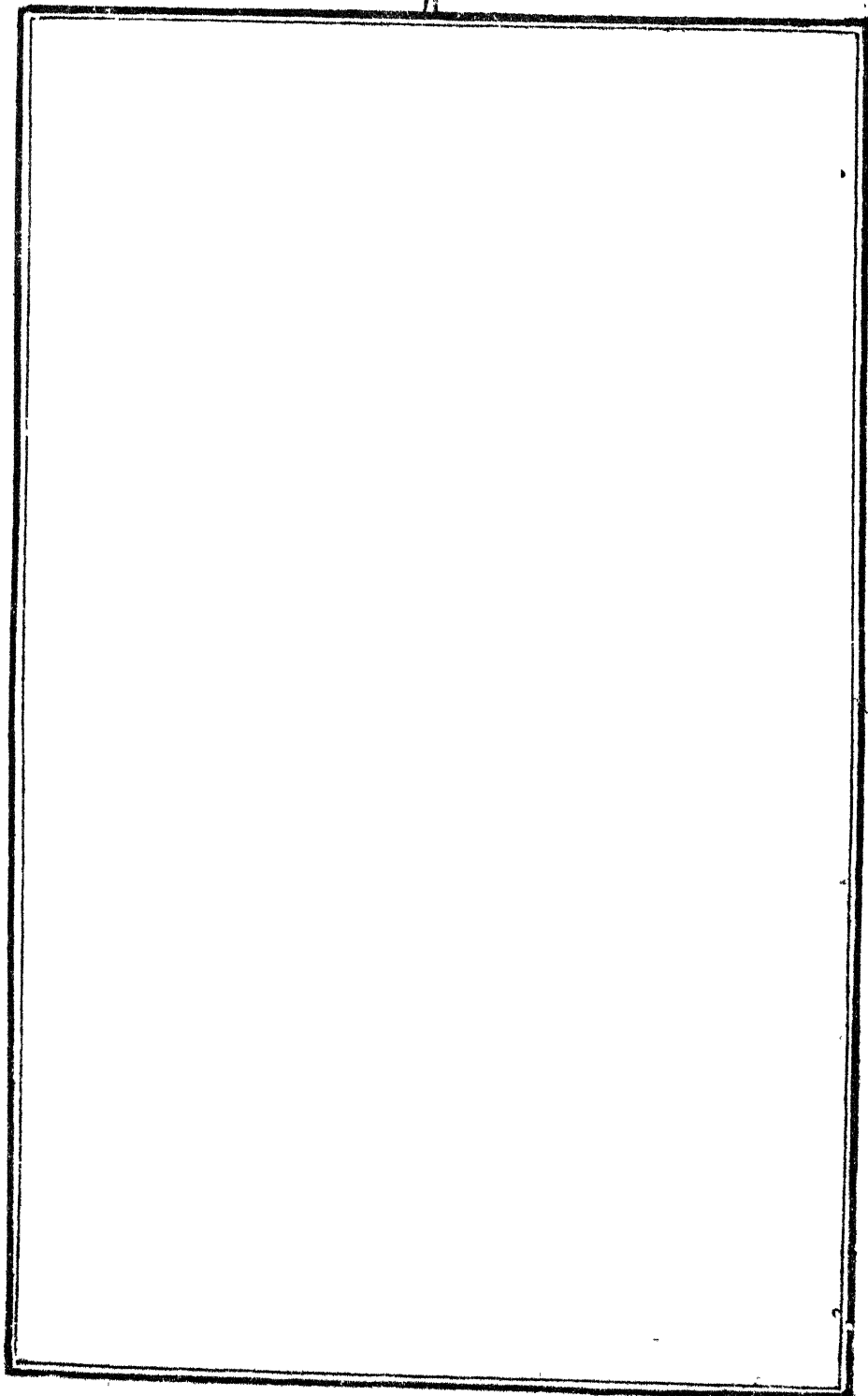
بسم اللہ الرحمن الرحیم

سر دیوان یہ مطلع ہی جو مطلع مہر انور کا
یقیناً ہی رقم وصف اسمین رخسار پیمبر کا

دلیلِ زورِ دستِ مرتضیٰ ہی حال خیبر کا
نہ بھولیگا کبھی روح القدس کو صدمہ شہپر کا

زمین سے لامکان تک نورِ رخ پھیلا جو حیدر کا
فلک پر پھر گیا منہ شرم سے خورشید انور کا

اذان مین بھی پس نامِ خدا موجود ہی دیکھو
محمد مصطفےٰ کا نام اقدس اور حیدر کا

زمین و آسمان سب حکم سے اسکے ہوے پیدا
وہی خالق ہی برّ و بحر و ماہ و مہر انور کا

علی سے تا بہ مہدی رہنماے خلق بارہ ہین
وصی ہر ایک انمین سے بلاشک ہی پیمبر کا

کسی کی کیا ہی طاقت کرسکے جو نعت احمدؐ کی
خدا خود جانتا ہی مرتبہ اپنے پیمبرؐ کا

۲

غلامِ مرتضیٰ ہی کیا ڈرے عصیان کی کثرت سے
بھروسا ہی **تجمل** کو شفیعِ روزِ محشر کا

۱۹

ہون مین دل سے غلام حیدر کا
وردِ ہر دم ہی نام حیدر کا

عقدۂ مشکلات حل کرنا
ہی ازل سے یہ کام حیدر کا

طور بھی اک ہی جلوہ گاہ علی
عرش بھی اک مقام حیدر کا

قدسیون کے لیے عبادت ہی
تذکرہ صبح و شام حیدر کا

دو جہان مین ہی کس کا یہ پایا
عرشِ اعظم ہی بام حیدر کا

بندگی کبریا کی صبح و مسا
کام ہی یہ دوام حیدر کا

پیشوا اسکو جانتے ہین ہم
جو ہی پیر و امام حیدر کا

شک نہین ہی کلام حق لاریب
کلمۂ اور کلام حیدر کا

کعبہ مین جب بتون نے پائی شکست | کس جگہہ تھا مقام حیدر کا

یہ جو قائم ہین آسمان و زمین | ہی یہ سب انتظام حیدر کا

آتے تھے دیکھنے فلک سے ملک | جنگ مین اہتمام حیدر کا

صورتِ مہر و ماہ روشن ہی | خلق پہ خُلقِ عام حیدر کا

ایک سے دو کیا تھا اژدر کو | اِس سے حیدر ہی نام حیدر کا

کیون خزف ہون نہ وان کے در نجف | کہ نجف ہی مقام حیدر کا

خانۂ عافیت نہ کیون ہو لحد | نقش ہی دل پہ نام حیدر کا

سب پہ روشن ہی رجعتِ خورشید | آسمان ہی غلام حیدر کا

طی کرونگا پلِ صراط کو مین | لونگا جس وقت نام حیدر کا

شبِ معراج پردہ سے باہر | ہاتھ تھا لا کلام حیدر کا

کیون تجمل کو خوف محشر ہو | مدح خوان ہی مدام حیدر کا

یہ تجمل کی ہر دعا یارب
جلد دکھلا مقام حیدر کا

جو لوحِ عرش اعظم کو نبیؐ نے یکقلم دیکھا
علیؑ کا نام اپنے نام کے نیچے رقم دیکھا

بہت ڈھونڈھا کسی جا پر نہ تجھکو اے صنم دیکھا
تجس میں ترے ہر گوشۂ دیر و حرم دیکھا

نبی معراج سے آئے تو یہ اصحاب سے بولے
علیؓ کا نامِ نامی عرش پر ہمنے رقم دیکھا

محمدؐ کو ہوئی معراج میں جب قربتِ یزدان
خدا کی آستین سے دستِ حیدر کو بہم دیکھا

زمینِ روضۂ حیدر کو کیسا ہی شرف حاصل
فلک کو ہمنے جب دیکھا پئے تسلیم خم دیکھا

رہی مدت تلک دنیا مین لیکن وائے ناکامی
تمھارا چہرۂ انور نہ ہمنے ایک دم دیکھا

ہمارا یوسفِ ثانی سرِ بازار جب نکلا
حسینون مین حیا سے ہمنے ہر گردن کو خم دیکھا

فرشتے بنکے اژدر آئے مرقد مین مگر بھاگے
ہماری لوحِ دل پر نام حیدر جب رقم دیکھا

تجمل کیا لکھے شانِ سواری اپنے دلبر کی

(۴) کبھی چشمِ فلک نے بھی نہ یہ جاہ و حشم دیکھا (۱۴)

دوزخ کو حکم ہو جو جنابِ امیر کا
نبجاے سرد ہو کے کرہ زمہریر کا

ارشاد ہو ابھی جو جنابِ امیر کا
مسند ہو بادشاہ کی تکیہ فقیر کا

پاے اگر اشارہ جنابِ امیر کا
نبجاے شعلہ نار کا جامہ حریر کا

ہوس غبارِ پا جو جنابِ امیر کا
تاجِ شہی بنے ابھی بستر فقیر کا

جود و کرم نماز مین دیکھو امیر کا
دیکر انگوٹھی بھر دیا کاسہ فقیر کا

کیونکر نہ افتخار نصیرین کرین انھین
بندہ بنایا حق نے جنابِ امیر کا

خیبر مین جبرئیل سے کیا رکتی ذوالفقار
دستِ خدا تھا ہاتھ جنابِ امیر کا

شاہون کو آسکے در پہ گدائی کی ہے ہوس
کیا مرتبہ ہے آپ کے در کے فقیر کا

لولاک کی شان مین ہے اک کی لافتا
کیا دو جہان مین رتبہ ہے شاہ و وزیر کا

جبریل لائے آیۂ اکملت عرش سے
مشہور ماجرا ہے یہ خمِ غدیر کا

جب لوح پہ قلم نے لکھا نام مرتضیٰ
کشتی نوح جس گھڑی طوفان مین تھی پھنسی
یونس کو بھی بچا لیا ماہی کی پیٹ مین

سر خم ہوا ادب سے ملک وردبیر کا
حافظ ہوا تھا نام مرے دستگیر کا
ادنی یہ معجزہ تھا نبی کے وزیر کا

۵

حیدر ترے کرم سخا سے تجمل کو ہی عجب
پورا ہوا سوال نہ کیون اس فقیر کا

۱۳

قبر تک یہ شعلۂ ہجران بھڑکتا جائیگا
سیر گلشن کو چلا ہی آج میرا گلبدن
کہتی تھی لیلی مرا مجنون چلا ہی سوے دشت
عشق اس موے مژہ کا دیکھنا مرنے پہ بھی
دشت غربت مین نہین کچھ خوف دم سے دوڑ ہی
جا چکی فصل خزان اب آئی ہی فصل بہار

مجمر سینہ مین انگارا دہکتا جائیگا
دیکھ لینا یہ ہر اک کوچہ مہکتا جائیگا
راہبر کوئی نہین رستا بھٹکتا جائیگا
سینۂ خستہ مین کانٹا سا کھٹکتا جائیگا
پانون کی زنجیر سے تپا کھڑکتا جائیگا
روز افزون سبزۂ گلشن لہکتا جائیگا

دستِ ساقی سے مئے گلرنگ کیون پیتا نہین
منہ ترا محشر تلک زاہد مہکتا جائگا

ناز سے کہتے ہین وہ چھیڑو نہ مجکو بطرح
ورنہ ڈر سے گھر تلک یہ دل دھڑکتا جائگا

تیغ بھی روئیگی وقت قتل ہون وہ بیگناہ
دیدۂ جوہر سے میرا خون ٹپکتا جائگا

چھائی ہی کالی گھٹا اور چونک تک اٹھتا ہی یار
دمبدم اے رعد تو کب تک کڑکتا جائگا

لائقِ انعام ہوگا یار کا لاکر جواب
دم مین پہونچیگا اگر قاصد لپکتا جائگا

۶

اے تجمل داغِ غم جس دل مین ہی شبیر کا
حشر تک وہ مہر کی صورت چمکتا جائگا

۱۵

مسیحا ہی مسیحائی تری گفتار سے پیدا
صدائے قم باذنی ہی تری رفتار سے پیدا

نہین کے بعد ہان کہتا ہی میرے گھر کے آنے پر
صنم انکار ہوتا ہی ترے اقرار سے پیدا

خیابانِ جنان مین گو تری رضوان نے کوشش کی
مگر اک گل ہوا بڑھکر نہ اُس رخسار سے پیدا

دکھا کر رشتے کو تسبیح یہ زاہد سے کہتی ہی
کہ رشتہ کر لیا ہی ہمنے بھی زنار سے پیدا

جسے کہتے ہین سب عنبر وہ ہی ادنی غلام اپنا
صدا ہی یہ تمھاری زلف کے ہر تار سے پیدا

خلیل اللہ کو نمرود نے چاہا جلا ڈالے
گلستان بنگئی آتش ہوئی گل نار سے پیدا

امید لطف تھی جب تک نہ غیرون کی رسائی تھی
عذاب جان عاشق ہوگیا اغیار سے پیدا

جہان مین نیک و بد کا کس طرح سے ساتھ ہی دیکھو
گلستان مین نہین ہوتے جدا گل خار سے پیدا

تمھارے دو ہین گیسو نہین جوڑا ہی کالے کا
ہین دو عقرب تمھارے ابروے خمدار سے پیدا

دہن مین آبلے کیون مین آپ کو زبان سمجھون
صدا ہی ہاے ہو کی پاؤن کے ہر خار سے پیدا

تعلق دیکھیے مجنون موا ہی کب مگر اب تک
صداے ہاے لیلی ہی ہر کہسار سے پیدا

عدم کو حسن پہونچا اور پہونچنے کی رسید آئی
ہی یہ امر ای صنم تیرے خط رخسار سے پیدا

شب وصلت ہی آیا ہی مرے گھر وہ قمر طلعت
نہ کیونکر نور ہو ہر اک در و دیوار سے پیدا

تیرے زلف صنم کب جلوہ گر ہین رخ پہ دو ابرو
یہ دو عقرب ہوے ہین گیسوے دلدار سے پیدا

تباؤ ای تجمل کچھ نہین تدبیرین پڑتی

۱۰

کرشمے روز ہوتے ہین نئے دلدار سے پیدا

گذر ہوا ہی تو اکبار دیکھتے جانا
مسیح ہم بھی ہین بیمار دیکھتے جانا

بہت نحیف جنون ہی مرا تنِ لاغر
چبھے نہ پانؤن مین یہ خار دیکھتے جانا

تمھاری مانگ کے رستے مین دل یہ کہتے ہین
نہین ہی زلفین مین یہ مار دیکھتے جانا

جو سوے گورِ غریبان گذر تمھارا ہو
مزار ہو گئے مسمار دیکھتے جانا

سنا جو بکتا ہی یوسف کہا زلیخا نے
مری نگاہ سے بازار دیکھتے جانا

اندھیری شب مین چلے ہو جو سوے میخانہ
عسس کو ہو نہ خبر یار دیکھتے جانا

چلے تھے جب سوے بستی کہا تھا قسمت نے
جو پیش آئیگا ناچار دیکھتے جانا

نہ شانے سے دلِ عاشق کو ہو کہین ایذا
تم اپنی زلف کا ہر تار دیکھتے جانا

تلاشِ یار مین مجنون کی طرح حضرتِ دل
تمام وادی و کہسار دیکھتے جانا

کہو یہ کبک سے گر ہی خرامِ ناز کا شوق
ہمارے یار کی رفتار دیکھتے جانا

بنا ہی شیخ برہمن کہو یہ لوگون سے
گلے مین پہنے ہی زنار دیکھتے جانا

شراب پی کے درِ میکدہ پہ متوالو
پڑے ہین شیخ بھی سرشار دیکھتے جانا

کہو طیور سے صیاد دام کے بدلے
لیے ہی ہاتھ مین تلوار دیکھتے جانا

نکل رہا ہی جو خط رخ پہ ایسکے آئینہ
زوالِ حسن کے آثار دیکھتے جانا

گذر چمن مین جو گلرو ہو عندلیبون کے
گلون سے باغ مین تکرار دیکھتے جانا

جو سوے گورِ غریبان گذر تمھارا ہو
نگاہِ ناز سے ای یار دیکھتے جانا

ق

بروزِ حشر کہیگا خدا فرشتون سے
حسین کے بھی عزادار دیکھتے جانا

کہین نہ دھوکے سے ملجائین عاصیون مین وہ
بچشمِ غور خبردار دیکھتے جانا
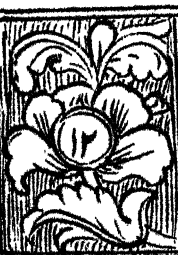
چلے ہو چھپ کے تجمل جو کوے دلبر مین
قدم قدم پہ ہین اغیار دیکھتے جانا

بڑی خوشی سے ساقی نے سجا ہی آج میخانہ
صراحی بھی طلائی ہی زمرد کا ہی پیمانہ

بڑا جھرمٹ ہی مستونکا ہر اک ساقی سے کہتا ہی
ہمارے واسطے جلد اک چھلکتا جام بھر لانا

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے میرے گلرو کو
بنا مخمور کیسا جھومتا آتا ہی مستانا

پری رو کے مقابل مین نہین ہی خوبرو کوئی
حسینونمین بھی یکتا ہی مزاج اُسکا ہی شاہانا

جہان کے عاشقونمین تاجداری ہم پہ زیبا ہی
مذاقِ عاشقی مین مرتبہ اپنا ہی خاقانا

ذرا کر صبر خالق دیکھ آگے کیا دکھاتا ہی
جو ہونا تھا ہوا ای دل بھلا اب کیا ہی پچھتانا

جھکائے سر کو ہین ہم تیغ کے نیچے ترے قاتل
نہین کچھ فائدہ دیگا ہمارا تجھکو دھمکانا

صنم کم رات باقی ہی سحر کا وقت آتا ہی
ذرا اب ہنسکے بولو کسلیے ہی اتنا شرمانا

مکانِ غیر پر پوشیدہ جا کر یار کہتا ہی
اگر وہ خستہ دل پوچھے مرا آنا نہ تبلانا

ترے کوچے مین پھر بے روک ٹوک آنا ہمارا ہو
ہمین اک راہداری کا ملے گر تجھسے پروانا

وہ آدم ہی ہی بعدِ مرگ بھی جو عشق رکھتا ہی
نہین جلتا ہی شمع مردہ پر محفل مین پروانا

کوئی اُس غیرتِ لیلی سے کہدے ای تجمل یہ

بیابان مین ترا مجنون پڑا پھرتا ہی دیوانا

آیا مسیح اور نہ جِلایا چلا گیا
تلقین کے وقت شانہ ہلایا چلا گیا

صیاد آیا باغ مین پر خیریت ہوئی
بلبل نہ جب پھنسے تو ستایا چلا گیا

آیا بھی سنگدل جو کبھی میرے پاس تک
نفرت کی باتین کر کے رُولایا چلا گیا

تعدیر سے جو گور پہ آیا مسیح بھی
دھوکے سے اور مردہ جلایا چلا گیا

در پر سے یار آ کے گیا ایک بیک پلٹ
حیران ہون مین کِسلیے آیا چلا گیا

سُن لینے کے علاوہ تجمل کا کیا ہی بس
جو آیا اُسکے دل مین سُنایا چلا گیا

دیر و حرم سے دل مرا گمراہ ہو گیا
دونون گھرون کے راز سے آگاہ ہو گیا

صبحِ شبِ وصال چلی جب وہ اپنے گھر
سایہ کی طرح ہوش بھی ہمراہ ہو گیا

دم مین نگاہِ رحم جو خالق کی ہو گئی
ہر ذرہ رہِ ہر نگیا گلِ ماہ ہو گیا

کہدے نسیم جا کے مرے گلعذار سے
صدمہ ترے فراق کا جانکاہ ہو گیا

بازار ہو کے یوسفِ ثانی اگر چلا
ہر شخص ایستادہ سرِ راہ ہو گیا

سارے جہان نے یہ کیا روز و شب طواف
گھر اسکا کعبہ اور وہ بیت اللہ ہو گیا

دل کے ہین اسکے کوچۂ گیسو مین گم ہوا
جو رہنما تھا آپ وہ گمراہ ہو گیا

کوئی نہین جہان مین تجمل کا اب انیس
اک دل تھا وہ بھی اُنکا ہوا خواہ ہو گیا

ہر حسن ترقی پہ یہ سرکار تمھارا
سو جان سے عالم ہی خریدار تمھارا

ہی حکم مرے قتل کو درکار تمھارا
منہ دیکھ کے رہ جاتی ہی تلوار تمھارا

بیفائدہ کرتے ہین دوا آکے مسیحا
ممکن نہین اچھا ہو یہ بیمار تمھارا

زنجیر مین جب الفتِ گیسو کے پھنسا ہی
کس طرح رہا ہو یہ گرفتار تمھارا

آنا ہی تو جلد آؤ خدا کے لیے کب تک
تڑپے گا اسی طرح سے بیمار تمھارا

جلاد کو ہو حکم کہ کاٹے ابھی گردن | گر قتل کے قابل ہی گنہگار تمھارا
جو مجکو جہان ڈھونڈھیگا مین اسکو ملونگا | تھا روز ازل تو یہی اقرار تمھارا
قصہ شب ہجران کا کرین کس سے بیان ہم | اک دل تھا سو وہ بھی ہی طرفدار تمھارا
اے واعظو ان رندون کی جانب سے نہ نکلو | جُبّہ کہین لین مل کے نہ دو چار تمھارا

گر عاشق صادق ہی تجمل تو ملو گے
آسان ہی ملنا نہین دشوار تمھارا

آج گلشن مین گل اندام جو مجکو نظر آیا | بلبلین چھوڑ کے کہتی ہین زمین پر قمر آیا
آنکھین پتھرا گئین ہین مجکو سجھائی نہین دیتا | بلبلو مجکو بتا دو مرا گلرو کدھر آیا
بیوفائی کا تمھاری مین گلہ کس سے کرون اب | چاہ غیرون سے ہے تمکو نہ مرا کام بر آیا
بے تامل مری گردن تو جھکی تھی تہ شمشیر | ہاتھ کیون روک لیا دل مین عبث تجکو ڈر آیا
تھا گدا اب تو خدا نے ہی غنی مجکو بنایا | سیم تن یار مرا آج جو ہی میرے گھر آیا
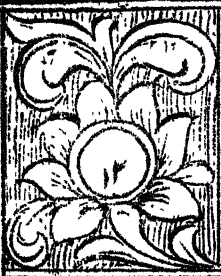
۱۳ ۱۲

اب عیادت کی بھی ہے فکر تجمل تمہین لازم
رات میخانے مین گذری اُٹھو وقتِ سحر آیا

زندگی مین تو نہ اِک دم درِ جانان چھوڑا
شکرِ خالق ہے کہ جب ہو گئے بیجان چھوڑا

دیکھ صیادِ عدو تو نے ستایا کیا کیا
الفتِ گل سے نہ بلبل نے گلستان چھوڑا

اپنے لیلی کے تعشق مین پریشان خاطر
مرگیا قیسِ حزین پر نہ بیابان چھوڑا

پڑ دیہ ارِ صنم نشتین کِس کِس کی نہ کین
سگ ہی چھوڑا نہ کوئی یار کا دربان چھوڑا

میزبانی کا ہوا خاتمہ بس تجھپہ زمین
کھا گئی خود نہ کوئی لاشۂ مہمان چھوڑا

خار کہتے تھے رفاقت کو ہماری دیکھو
زندگی بھر نہ کبھی قیس کا دامان چھوڑا

دیکھکر میرے سلیمان کو یہ بولین پریان
شہرۂ حسن ترا سن کے پرستان چھوڑا

زندگی مین تھی بہت جانکی حافظ لیکن
گورِ دارا پہ کسی نے نہ نگہبان چھوڑا

مین تو اے گُل ترے یاران ہلباسی سے نہ تھا
لاشہ بے گور و کفن کسلیے عریان چھوڑا

اپنے بیمار سے کیا خوب مسیحائی کی
ملک الموت کے ہی ہاتھہ مین کیا تیغ فنا

تو نے ہمراہ جنون کو پئ درمان چھوڑا
نہ کوئی گبر نہ ترسا نہ مسلمان چھوڑا

سچ یہ کہتا ہی تجمل شہ دین کے غم مین
آنکھین وہ کور ہین جنکو نہین گریان چھوڑا
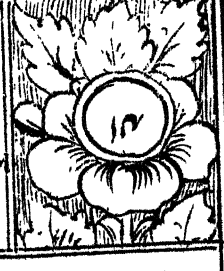
پتا پا کر در پیر مغان کا
مجاور بنگیا شیخ آستان کا

سحر سے شام تک ہی میکدہ گھر
نمازین چھوڑ دین روزہ کہان کا

جنون مین اب تو ہی صحرا نوردی
خدا حافظ ہی مجھ بے خانمان کا

ہوئے سب قصہ کہنہ ہی زمانہ
ہماری اور تمھاری داستان کا

تمھارے عشق مین مین جان دیکر
فقط طالب ہوا نام و نشان کا

تجھے ڈھونڈھا حرم مین دیر مین بھی
وہین پہونچا پتا پایا جہان کا

مژہ کو تیرے جب ہوتی ہی جنبش
مزہ ملتا ہی یان نوک سنان کا

اُٹھا جب بتکدے مین شورِ ناقوس
تو سمجھا شیخ اُسے نعرہ اذان کا

کہا بلبل نے جب اُس گل کو دیکھا
ہی یارب پھول یہ کِس بوستان کا

ہی مہر و ماہ و انجم کی بدولت
فروغ اتنا زمین پر آسمان کا

نشانہ میرے سینے کو بناؤ
جو تم کو شوق ہی تیر و کمان کا

۱۵

تجمل کو یہی وردِ زبان ہی
نجف پہونچون بھروسا ہی جہان کا

۱۹
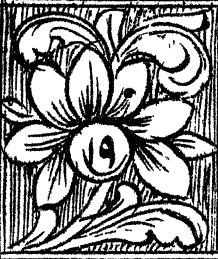
تمھارے ظلم سے مُنھ کو مرے جگر آیا
مگر نہ حرفِ شکایت زبان پر آیا

جو سینہ اُس گلِ تر کا اُبھار پر آیا
ہمارے نخلِ تمنّا مین یہ ثمر آیا

بغیر یار ہوا بزم مین جو ذکرِ شراب
لہو سے ساغرِ دیدہ ہمارا بھر آیا

ضعیفی آئی جوانی کی شب تمام ہوئی
ہوا وا یہ دیدۂ غفلت دمِ سحر آیا

بھیگی کشتیِ گردون حباب کی صورت
سرشکِ چشم کا دریا جو جوش پر آیا

دل رقیب مین کیا کیا حسد کے داغ پڑے
ہمارے پاس جو دم بھر کو وہ قمر آیا

گذر گئی مری سب انتظار ہی مین عمر
جواب لیکے ابھی تک نہ نامہ بر آیا

تمھارے راز محبت کی ہوگی پردہ دری
جو ایک اشک مری آنکھ مین نظر آیا

ابھی ہی نیمچہ ہوجائیگا وہ پھر شمشیر
قیامت آئی جو قد اُسکا باڑھ پر آیا

مسافران عدم کی ملے خبر کیونکر
کبھی رسید نہ آئی نہ نامہ بر آیا

چھپا کرینگے عنادل نپائیگا صیاد
چمن مین سبزہ بالیدہ تا کمر آیا

سیاہ بال تھے جتنے وہ سب سفید ہوے
تمام رات ہوئی اب دم سحر آیا

چمن کی سیر کو وہ شاہ گلرخان جو گیا
براے نذر ہر اک غنچہ لیکے زر آیا

نماز چھوٹیگی توبہ شکست ہوگی تری
دعاے رند مین زاہد اگر اثر آیا

گھٹا کی طرح جو کوے صنم مین رونے لگا
بڑھا یہ اشک کا دریا کہ تابہ سر آیا

ہر ایک امر مین کرتا ہر اسکی یہ تقلید
طبیعت آئی جدھر دل مرا اودھر آیا

مسافران عدم کس سبکروسی گئے | کہین نشان قدم تک نہین نظر آیا
لگائے تیر نگہ سیکڑون رقیبون پر | نہ بھول کر بھی یہ ناوک کبھی ادھر آیا
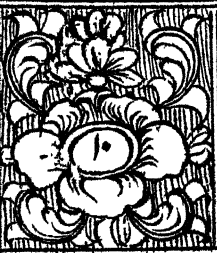
۱۶ زبان دل سے **تجمل** ہو مدح خوان اُنکا
کہ جنکے واسطے دو ہونے کو گھر آیا ۱۰

محبت دیکھیے پنہان جوہر رشک قمر اپنا | اُگلتا ہی شفق سے آسمان خون جگر اپنا
ہی بہتر سب حسینون سے جو وہ رشک قمر اپنا | حسد سے مہر گردون بھی جلاتا ہی جگر اپنا
مری محفل مین آئیگا اگر وہ غیرت یوسف | بچھاؤنگا مین بدلے فرش کے نور نظر اپنا
نہین کم صور اسرافیل سے نالہ ہمارا ہی | قیامت پر قیامت ہو دکھائے زور اگر اپنا
ارادہ کر رہا ہی دام گیسو سے نکلنے کا | ہمارا طائر دل تول کر ہر ایک پر اپنا
بہت روز ون سے ہی ہم پر نگاہ لطف ساقی کی | ہوا کرتا ہی میخانے مین روز و شب گذر اپنا
برنگ بو ہوا ہی کون گل پردہ نشین یارب | چمن مین جو کبھی ہونے نہین پاتا گذر اپنا

یہ مٹی ایکدن بہ جائیگی بحرِ تلاطم مین
حباب آسا اٹھاتا ہے عبث مغرور سر اپنا

موافق شانہ ہو تو ہمکو اسکی مانگ ہاتھ آئی
ابھی ملجائے رستہ خضر اگر ہو راہبر اپنا
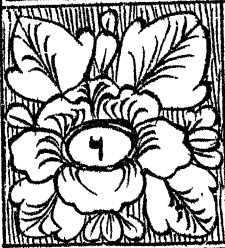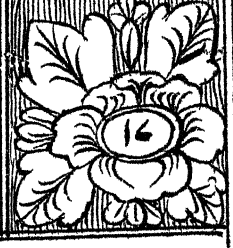
ہمین کیا اے تجمل خوف ہے نارِ جہنم سے
بنے گا ابرِ رحمت حشر مین دامانِ تر اپنا

گھر سے جب چین بہ جبین یار ستمگر نکلا
دیکھو ڈر دم تنِ رستم سے بھی باہر نکلا

دیکھکر سینۂ صد چاک کو ظالم رویا
داغ جب عشق کا اسکے مرے دل پر نکلا

ایک شب دشت مین دل نے جو کیا شور و فغان
قیس گھبرایا ہوا قبر سے باہر نکلا

پھینک کر نامۂ اعمال فرشتے بھاگے
نعشِ عاشق سے جو اک شعلہ بھڑک کر نکلا

فاختہ دعویِ باطل سے ہوئی شرمندہ
راست کب پیشِ قدِ یار صنوبر نکلا
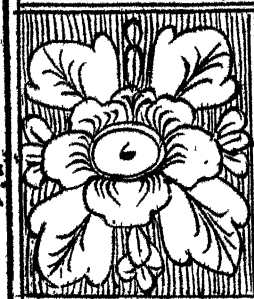
رو کے غم اپنا تجمل نہ سنانے پایا
یار میخانے سے بیساختہ ہنسکر نکلا

عشق کے سودے کو بے سمجھے ہو مول لیا
پیشتر عقل کی میزان مین کیون تول لیا

دل کے بہلانے کو مجنون کیطرح شام و سحر
جس جگہ بیٹھ گئے دفتر غم کھول لیا

قتل کرنے کے لیے پہلے تو بندھوایا تھا
کسلیے ہاتھون سے پھر تو نے مجھے کھول لیا

تشنگی عشق مین غالب ہوئی جبدم ہمنے
کاسۂ دل مین سدا شربت غم گھول لیا

چھوڑ کر دولت دنیا کو گدائی ٹھانی
شاہون نے تاج کی جا ہاتھ مین کشکول لیا

سبکی اور گرانی مین ہوئی خوب تمیز
ہمنے سنگ حرم و دیر کو اب تول لیا

١٩ ٨
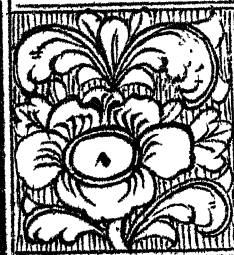
ناز کیون آج کے دن ہو نہ تجمل مجکو
مین بھی دو چار گھڑی یار سے ہنس بول لیا

کیون ہم سے آج رنج ہے تمھارا بھرا ہوا
بہر خدا بتاؤ یہ کیا ماجرا ہوا

زلفون کو اپنے رخ سے ہٹایا حضور نے
یا تیرہ ابر سے مہ انور جدا ہوا
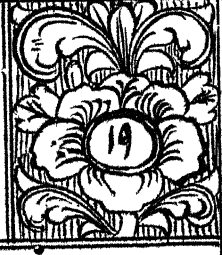
کرتا تھا چار آنکھیں یہ پردے سے آئینہ
دشمن ہمارا آج جو ٹوٹا بھلا ہوا

سرخی تمھارے ہاتھونکی حنا گواہ ہی
مہندی نہین لہو ہی کسی کا بھرا ہوا

بنیاد عشق کی مٹی یا رب جہان سے
عاشق کے دل کے واسطے یہ تو بلا ہوا

تعطیل کا نہین کوئی غیرون کے گھر مین دن
ہر دم شکایتون کا ہی دفتر کھلا ہوا

باتون کا آپ کے جو ادھر سے بھی ہو جواب
شکوے نہ کیجیے گا یہ دل ہی جلا ہوا

۲۰
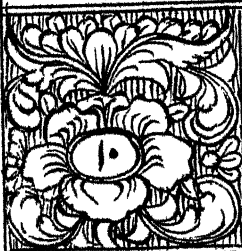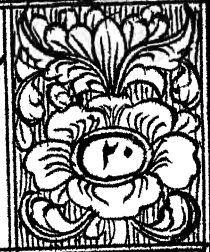
آیا تجمل لفتِ جانان مین پیش وہ
تقدیر مین ہمارے جو کچھ تھا لکھا ہوا

۱۰

مین گدا ابھی عالمِ وحشت مین سلطان بنگیا
زیرِ پا تختِ زمین تختِ سلیمان بنگیا

داغِ دل فصلِ بہاری سے کھلے ہین مثلِ گل
سینۂ صد چاک اپنا اک گلستان بنگیا

آمد اُس رشکِ پری کی باغبان نے جب سُنی
باغ کو ایسا سجایا اُسنے پرستان بنگیا

کام آیا ہجر کی شب طرفہ اپنا داغ دل
خانۂ تاریک مین ماہِ درخشان بنگیا

ہجر مین اُس برق وش کے دیدۂ پرنم مرا
اِسقدر رویا کہ رشکِ ابر باران بنگیا

ہو کے عاقل کیون گیا یہ مدرسہ مین عشق کے
یہ دلِ دانا مرا طفلِ دبستان نبگیا

اسلیے طوقِ غلامی گردنِ قمری مین ہی
سایۂ قدِ صنم سروِ خیابان نبگیا

چھوڑ کر گلشن کو ہی گل آئین آتی بلبلین
گھر ترا اب آشیانِ عندلیبان نبگیا

جب سے مجکو بادیہ پیمائے کی خدمت ملی
مین رہ میرے لیے خارِ بیابان نبگیا

۲۱

کیون شبِ مرقد نہو روز ای تجمل بعد مرگ
مہر داغِ الفت شاہِ شہیدان نبگیا

۸
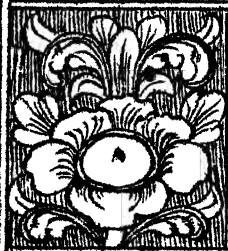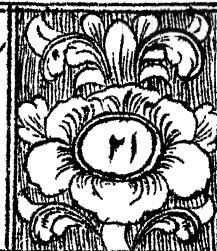
نکلی نہ کبھی دل کی مرے یار تمنا
اشک آنکھون سے برساتی ہی ہر بار تمنا

مجنون کی طرح پھرین اب کھینچ کے مجکو
دکھلائیگی پھر وادی و کہسار تمنا

بس لاشۂ عاشق کی لحد تک یہ صدا تھی
ہمراہ چلی اپنے دلِ افگار تمنا

کتا رہا کس یاس سے عاشق دمِ آخر
افسوس نہ نکلی مری اکبار تمنا

خوشبو ترے زلفون کی گئی جب سے ختن مین
رکھتے ہین بہت تبت و تاتار تمنا

ایذا انھیں اُٹھ سکتی ہو اب ہجر کی تیرے
ہو وصل کی اب دل پہ گرانبار تمنا

یہ ساری مصیبت ہو تمنا کی بدولت
سچ کہتے ہو بیشک ہی خطاوار تمنا
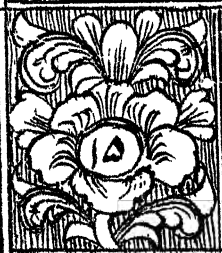
ہون روضۂ حیدر پہ فدا چل کے تجمل
کرتا ہو مرا دل یہی ہر بار تمنا
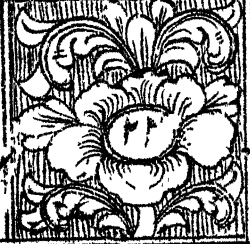
۲۲ ۱۵

ترا عشق گیسو ستاتا ہو کیا کیا
بلائین مرے سر پہ لاتا ہو کیا کیا

نہ سمجھو نئی بات عادت ہو اُسکی
فلک عاشقون کو رُلاتا ہو کیا کیا

ہو عشاق پہ کوچہ گردی کی تہمت
وہ گھر بیٹھے باتین بناتا ہو کیا کیا

زمانے کی نیرنگیان دیکھتے ہو
یہ ظالم دلون کو ستاتا ہو کیا کیا

گرشمے اپنے گالون کے دکھلاکے ہمکو
وہ یوسف کنوئین اب جھکاتا ہو کیا کیا

ہٹاکر وہ رخ اور دستِ حنائی
جلے دل کو وہ گل جلاتا ہو کیا کیا

محبت مین ہمتو تڑپتے ہین اُسکے
وہ غیرون سے اب دل لگاتا ہو کیا کیا

وہ گل اوڑھ کر زعفرانی دوپٹہ ۔ دم جوش گریہ ہنستا ہی کیا کیا
نہ مانو لگا حیلہ نہ کوئی بہانہ ۔ ہین دیکھون ذرا تمکو آتا ہی کیا کیا
جو ہی پاس ناموس ننگ اس صنم کو ۔ وہ ذلت نسے بچتا بچاتا ہی کیا کیا
جو آئینہ پیش نظر یار کے ہی ۔ بناوٹ کی باتین سکھاتا ہی کیا کیا
رقیبون سے ملنے کا انکار کرکے ۔ وہ بت قسمین ہر روز کھاتا ہی کیا کیا
زر و سیم و فیروزہ و لعل و گوہر ۔ وہ بندون کو اپنے دلاتا ہی کیا کیا
خدا نے ہین دین نعمتین کیسی کیسی ۔ بشر دیکھو دنیا مین کھاتا ہی کیا کیا
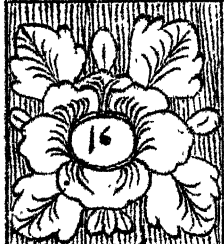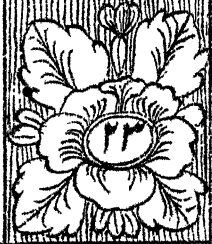
۲۳ ۱۰

تجمل عزادار سبط نبی کا
شرف دیکھین عقبی مین پاتا ہی کیا کیا

نہین دھیان جاتا کبھی خودسری کا ۔ عجب رنگ ہی چرخ نیلوفری کا
نہین سنگدل تمسا دنیا مین کوئی ۔ ہر نقشہ تمھارا بت آذری کا

رخ وخال وخط چشم و ابرو کو تیرے
ہے دعویٰ زمانے کی غارت گری کا

نکلتے ہو کیون گھر سے شام و سحر تم
یہ ڈر ہے نہ سایہ ہو دیو و پری کا

گرا سرو سب قمریون کی نظر سے
کرے اور دعویٰ تری ہمسری کا

نہ کیون روئین سرکار عشقِ بتان سے
ملا ہے ہمین عہدہ نوحہ گری کا

علی نے کہا سب سے پا کر امامت
یہ صدقہ ہے احمد کی پیغمبری کا

ارادہ ہے لے ماہ کے رخ کا بوسہ
تعشق ذرا دیکھو کبکِ دری کا

عبادت مین سائل کو دی تھی علی نے
یہ قصہ ہے مشہور انگشتری کا

کمالِ فنِ شاعری بھی ہے کیا شے
ہے کیا نام خاقانی و انوری کا

صراحی مین ساقی نہین دختِ رز ہے
گمان کر نہ خالی پہ ہرگز بھری کا

زبان پر ہے ہر اک پیر و طفل و جوان کے
ہے ذکر اے پری وش تری دلبری کا

سنے کچھ جو بلقیس سے ذکر خوبی
سلیمان بھی خادم بنے اُس پری کا

غم ورنج مین تو نہ گذریگی یکسان
زمانہ کبھی آئیگا بہتری کا

ترے حکم سے ذرہ ہو مہر تابان
ابھی کوہ ریزہ ہو اک کنکری کا

مرقع مین عالم کے جس سمت دیکھو
تماشا ہر قدرت کی صنعت گری کا

جہان دیکھتا ہون تجمل وہی ہی
وہ مختار ہی ساری خشکی تری کا
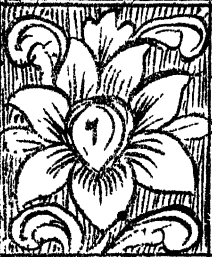
اہی فلک کب تک مجھے تڑپائیگا
پوچھتا ہون اِسمین تو کیا پائیگا
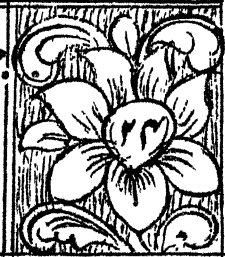
جس گھڑی فضلِ خدا ہو جائیگا
بے بلائے آپ بت وہ آئیگا

ڈر خدا سے کیون رُلاتا ہی مجھے
اِسکا بدلا تو خدا سے پائیگا

خشک سالی سے ہی اب خلقت تباہ
ابرِ رحمت کب خدا برسائیگا

دولتِ دنیا کی بیجا ہی ہوس
قبر مین جب ہاتھ خالی جائیگا

اہی تجمل خستہ حالی کو تری

دیکھکر وہ ماہر و شرمائیگا

مرے حال پر رحم کھاؤ ذرا
صنم اپنی صورت دکھاؤ ذرا

یہ کیسے اشارے کیے دور سے
قریب آکے مجھسے بتاؤ ذرا

صنم آج نوروز کی عید ہے
گلے سے مجھے بھی لگاؤ ذرا

کرون نعت دل اپنا تمپر فدا
قسم ہے خدا کی جو آؤ ذرا

یہ مانا نہین دابے غیرون نے پانو
قسم میرے سر کی تو کھاؤ ذرا

بگڑکر لگا کہنے نازک مزاج
چلو ہاتھ اپنے ہٹاؤ ذرا

وہ کہتے کہین داغ الفت کہان
کرو چاک سینہ دکھاؤ ذرا

تجمل گیا بھول اے زاہدو
طریق عبادت سکھاؤ ذرا

عشق مین بار ترے ہنسنے ہی کیا کیا دکھا
کو بکو پھرتے رہے وادی و صحرا دیکھا

دیر و کعبہ مین پھرے ساغر و مینا دیکھا
پر کسی جا نہ ترا ہمنے سراپا دیکھا

نہ مجھے دیر کا ہی دھیان نہ کعبے کا خیال
کس جگہ یاد دلاؤن تجھے کس جا دیکھا

رنگ ہر جا پہ ہی موجود تری قدرت کا
جس جگہ ہمنے نظر کی ترا جلوا دیکھا

یاد جب سبزۂ رخسارِ صنم کی آئی
چشم سے اشک کا بہتے ہوے دریا دیکھا

جستجو ہی مین مجھے صبح سے شام آج ہوئی
گلِ مقصد نہ ملا منہ تھا یہ کس کا دیکھا

قیس لیلی کی تجسس مین بس آبادی سے
سوے ویرانہ گیا جب نہ گذارا دیکھا

دلِ عاشق کو کچھ امید ہوئی وصلت کی
ابروون کا جو پریرو کے اشارا دیکھا

ہنسکے مجھسے یہ کہا وصلِ صنم ہوگا نصیب
جب نجومی نے مرا ٹھیک ستارا دیکھا

مصحفِ رو ہی دوا تیری کہا عیسی نے
میرے ہر پارۂ دل کو جو دوپارا دیکھا

پوچھتا اب نہین اتنا بھی وہ بت کون ہو تم
ہمنے دل دے کے تجمل یہ تماشا دیکھا

۲۶ ۵

اندنون ذہن رسا اپنا وہ عالی بنگیا
سلسلہ مضمون کا کیا سلک لآلی بنگیا

ہون وہ عاشق میرے غم مین اسقدر کاہش ہوئی
تھا کمالی پہلے وہ مہ اب ہلالی بنگیا

اپنے دیوان کو بجا ہی باغ جنت گر کہون
مصرع ہر بیت کیا پھولون کی ڈالی بنگیا

وقت آرائش جو اُسکے رخ پہ گیسو آگئے
دن مری آنکھون کے آگے رات کالی بنگیا

روضہ شاہ زمن پر جاکے یہ ساکن ہوا
یہ تجمل دل مرا قطب شمالی بنگیا

تمہاری بیوفائی کا وہان بھی غل مچاؤنگا
خدا کے سامنے مین عرش کا پایہ ہلاؤنگا

اگر میخانہ مین ساقی نہوگا تو قباحت کیا
تمھین ہاتھون سے اپنے جام مے بھر بھر پلاؤنگا

مجھے مفلس نہ سمجھو گر اجازت دوگے آنیکی
یہ اپنا نقد دل ہاتھون پہ رکھکر نذر لاؤنگا

وہ بزم غیر مین ہنس ہنس کے یون کہنے لگے مجھسے
نہ آؤنگا ترے گھر عمر بھر تجھکو رلاؤنگا

ازل کے روز سے ہی صحبت ناجنس سے نفرت
تری صحبت مین اے واعظ نہ آؤنگا نہ آؤنگا

مجھے بے گھر سمجھکر تمکو پاس آنے سے نفرت ہی
تمھارے واسطے آنکھون مین اپنے گھر بناؤنگا

ہماری سوزش دل دیکھکر وہ شعلہ رو بولا
ابھی یہ کیا جلا ہی اور اسکو مین جلاؤنگا

تامل کیون ہی قاتل کام اپنا کیون نہین کرتا
قسم کھلوا نلے تو مجھسے نہ ہرگز غل مچاؤنگا

جو وعدہ اُس سے آنیکا لیا مین نے تو وہ بولا
اگر مجکو نہ چھیڑو گے تو اک ساعت کو آؤنگا
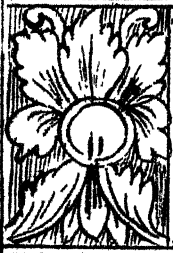
۲۹ تجمل کر کے استغفار یہ اقرار کرتا ہی ۱۱
بس اب اپنے خدا سے پاک سے دل کو لگاؤنگا

ہمسری کا ماہ کو تیرے ارادہ رہگیا
شرم سے ایسا گھٹا بنکر کبادہ رہگیا

شیخ مے نوشی کا کچھ کر کے ارادہ رہگیا
ہاتھہ مین ساقی کے ہنسکر جام بادہ رہگیا
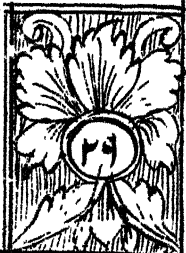
بازیِ شطرنج ہارے اسطرح ہم یار سے
فوج ساری کٹ گئی تنہا پیادہ رہگیا

ق

نامہ بر کہنے لگا عاشق نے جلدی لکھدیا
اسلیے خط کا ترے مضمون سادہ رہگیا

ہان ترے اُس خستہ دل کی بدحواسی ہی کھُلی
اسلیے خط کا لفافہ بھی کشادہ رہگیا

وعدہ ہی وعدے مین اپنی عمر آخر ہوگئی
وصلت جانان کا دل ہی مین ارادہ رہگیا

گردش گردون سے میخانے ہوے سارے خراب
خم نہین مینا نہین ساقی نہ بادہ رہگیا

زیور اُس گل نے اُتارا جس گھڑی حمام مین
لطف دونا ہوگیا جب حسن سادہ رہگیا

قبر بیمار محبت کھود کر بولا مسیح
گھُن گئے سب استخوان باقی برادہ رہگیا

نامہ بر کتنا صنم سے شکوے سب لکھے نہین
خط مین گنجائش نہ تھی مضمون زیادہ رہگیا

۲۰
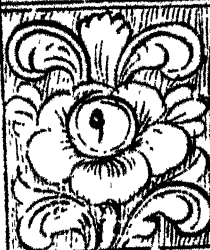
شوق مشق تیر اُس ابرو کمان کو جو ہوا
اے تجمل ماہ نو بنکر کبادہ رہگیا

۹
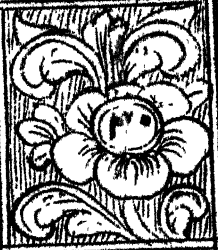
اُس بت سے خواب مین بھی خدا نے ملا دیا
افسوس ہی کہ مرغ سحر نے جگا دیا

میخانے مین جو یار ملا دیکھیے نصیب
دشمن نے اپنے جاکے عسس سے بتادیا

کہنے لگا وہ مجھسے ہی کیون عاشقی پہ ناز
تونے بس ایک دل کے سوا اور کیا دیا

غیرون کے آگے کس لیے ظالم نے بخطا
مجکو نشانہ تیر ستم کا بنادیا

بھٹکے جو راہِ عشق مین وہ اتفاق سے
ہمنے خضر کو دور سے رستا بتا دیا

مدت کے بعد آنکھ لگی تھی تہِ مزار
بیکار صور پھونک کے مجکو جگا دیا

ہمتو مسیح دل سے ترے کلمہ گو رہے
پھر کس خطا پہ مردہ ہمارا جلا دیا

کرنے نہ پائے اپنی پریشانیان بیان
یہ عشقِ زلفِ یار نے سرمہ کھلا دیا
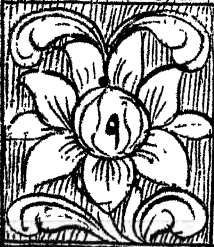
عشقِ بتان بلا ہے تجمل کرو گریز
اِس آگ نے تو خرمنِ دل کو جلا دیا

سوالِ وصل پہ قاتل خفا ہوگا تو کیا ہوگا
اگر تن سے سرِ عاشق جدا ہوگا تو کیا ہوگا
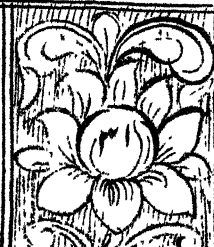
تری اِس بیوفائی کا خدا کے سامنے اے بت
بیان جسدم یہ سارا ماجرا ہوگا تو کیا ہوگا

جیا جب تک زمانے مین رہا عریان بدن اسکا
ترے وحشی کا لاشہ بے ردا ہوگا تو کیا ہوگا

یہ عاشق توڑ کر زنار لینگے ہاتھ مین سبحہ
مبدل ہو کے تو بت سے خدا ہوگا تو کیا ہوگا

نہو گا جب تلک بادِ موافق حکم خالق کا
مری کشتیِ غم پہ ناخدا ہوگا تو کیا ہوگا

عذاب نار دوزخ سے گنہگار و نہین ڈرتے
خدا سے جب تمھارا سامنا ہوگا تو کیا ہوگا

کہا قاتل نے تو مجکو ڈراتا کیون ہی مرنے سے
ہزارون مرگئے تو بھی فدا ہوگا تو کیا ہوگا

ارے او بے مروت بعد مردن قبر عاشق پر
ترا آنا جو با ناز و ادا ہوگا تو کیا ہوگا

۳۲

ڈراتا کیون ہی ناصح روز محشر سے تجمل کو
مدد پر جب علی سا پیشوا ہوگا تو کیا ہوگا

۹

آج چھپ چھپ کے جو صیاد ہی چلتا پھرتا
پیر دل بلبل ناشاد ہی چلتا پھرتا

کیا مرے جوش جنون نے ہی اثر دل پر کیا
صبح سے کیون ستم ایجاد ہی چلتا پھرتا

ٹہلے سے خون کسی بیجرم کا ہی سر پہ سوار
فکر مین قتل کی جلاد ہی چلتا پھرتا

کو بکو شام و سحر اب تو تمھارا عاشق
دیکھو با نالہ و فریاد ہی چلتا پھرتا

مردے جی اٹھتے ہین جھنکار سے چھڑون کی سنکر
صحن مین جب وہ پریزاد ہی چلتا پھرتا

آکے کرتا نہین کیون پایہ سلاسل مجھکو
دیکھکر کیون مجھے حداد ہی چلتا پھرتا

کھینچا صفحۂ دل پر تری تصویر کو ہی
پس اسی فکر مین بہزاد ہی چلتا پھرتا

ہی عیان کچھ نہین فکر اپنے گرفتارون کی
اسطرح سے وہ دل آزاد ہی چلتا پھرتا

صبر کر صبر یہ کہتا ہی تحمل تجھسے
کس لیے ای دل ناشاد ہی چلتا پھرتا

۳۳ ۹

مرقد مین بھی فراق کا جو غم لگا رہا
ہاتھ اپنے سینے سے پئے ماتم لگا رہا
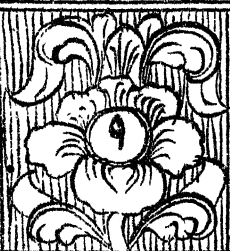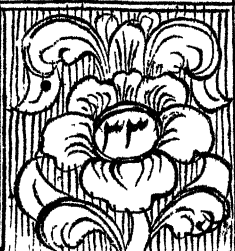
فرقت کے ساتھ وصل کی امید بھی رہی
سینے سے داغ داغ سے مرہم لگا رہا

آخر کو جاکے پیر مغان کا ہوا مرید
زاہد جو پیچھے رندون کے ہر دم لگا رہا

بدنام اک مجھی کو خدا کے لیے نکر
ای بت تری تلاش مین عالم لگا رہا

چھوڑا نہ عشق یار نے مرقد مین بھی مجھے
کیونکر نہ خوش ہون ساتھ مرے غم لگا رہا

تلوار جب تلک رہی قاتل تری علم
بس اسکے دم کے ساتھ مرا دم لگا رہا

رویا شب فراق مین اسطرح تا سحر
تار آنسوون کا آنکھ سے پیہم لگا رہا

گر عقل پاس آئی تو دل نے بھگا دیا
پہلو میں یہ عدو مرے ہر دم لگا رہا

۳۴
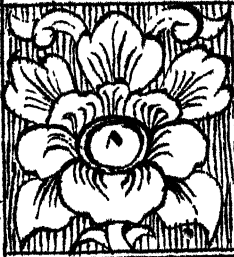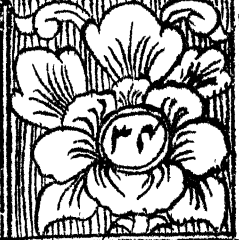
محشر کے روز ہوگا تجمل وہ باغ باغ
جس دل میں غم حسین کا ہر دم لگا رہا

۸

ہمیں غیروں کے آگے گھر سے وہ باہر نکال آیا
قیامت ہے نہ کچھ اپنی بھی عزت کا خیال آیا

نہیں کچھ غم جو پائے پان محفل میں رقیبوں نے
بحمد اللہ حصہ میں مرے اُسکا اُگال آیا

جواب لا کا ایسا خوف تھا ہمکو امیروں سے
زبان پر آجتک اپنے نہیں حرف سوال آیا

شب وصلت نہ لی کروٹ ادھر کی ایسی نفرت تھی
ہزاروں منتیں کیں پر نہ کچھ تمکو خیال آیا

نہیں علم و ہنر جنمیں بہائم سے وہ بدتر ہیں
وہی انسان ہے دنیا میں جسے کچھ بھی کمال آیا

عدو گل کی ہوئی بلبل پھری شمشاد سے قمری
جو بہر سیر گلشن میں کبھی وہ نونہال آیا

۳۵
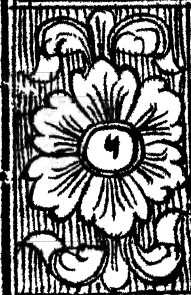
قیامت ہوگئی تھی چھو لیا تھا اُسکے گیسو کو
تجمل شکر خالق ہے کہ بچکر بال بال آیا

۶

سرخرو ہو کر تمھاری تیغ کا پھل تر ہوا
داغ خون بیگنہ تلوار کا جوہر ہوا

کیا صفائی ہی تمھارے چہرۂ پرنور کی
دیکھکر آئینہ اسکندری ششدر ہوا

رنج و دردو کاہش و غم سے فراغت ملگئی
ہجر مین جینے سے تو مرنا مرا بہتر ہوا

عمر گذری رنج و غم مین پہ ہی بیتابی دلکی
یہ دل ناداں نہ ابتک صبر کا خوگر ہوا

بیڑیان گو کٹ چکی ہین ناتوانی سے جنون
بیڑیون کا داغ بھی اب پاؤن کا لنگر ہوا
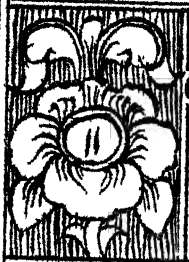
اے تجمل ہو فدا ان شاہزادون پر یہ دل
جنکی خاطر سے شکستہ ہو کے دو گوہر ہوا

۳۶ ۱۱
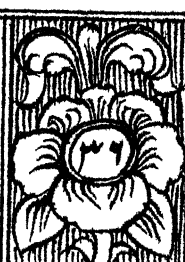
جانتا ہی مرغ دل ابرو ہلانا آپ کا
یہ خطا ہرگز نہین ہوگا نشانا آپ کا

جب ہو جانا پیش خالق یہ تو فرمائین حضور
صاف کہدون یا چھپاؤن مین فسانا آپ کا

زندگی مین تو نہ کی کچھ عاشق شیدا کی قدر
ہی عبث مرد سے یہ اب آنسو بہانا آپ کا

نیند اچٹتی ہی تو پھر آتی نہین ہی رات بھر
یاد آتا ہی گلے سے جب لگانا آپ کا

غیر سے کہتا ہون مین اُس بت کو پاکر مہربان
کام کچھ آتا نہین ہی اب سکھانا آپ کا

شیخ صاحب کیون ہی میرے سامنے دعوائے زہد
یاد ہی وہ چھپکے میخانے مین آنا آپ کا

قہقہہ دشمن لگائینگے جو دیکھینگے یہ چال
نعشِ عاشق پر غضب ہی مسکرانا آپ کا

یہ بہانہ عاشقون کے دل کے مل دینے کو ہی
کیا غضب ہی اے صنم چٹکی بجانا آپ کا

مین ہوا بیجان تو اُسنے لاش پر آکر کہا
جانتے ہین خوب ہم بھی یہ بہانا آپ کا

دیکھکر یہ رنگ گل کرتے ہین جامہ چاک چاک
کیا غضب ہی پانون مین منھدی لگانا آپ کا

گر تجمل کو ملے دربان کی قسمت یا علیؑ
پھر نہ چھوٹے زندگی بھر آستانا آپ کا

پھر صفائی مین ہوئی آج کدورت پیدا
بے سبب ہوگئی تکرار کی صورت پیدا

حسن کا اِسکو زوال اور ہی کمال اُسکو پسند
زلف و خط مین نہو کسطرح عداوت پیدا

بھیجکر نامہ مری اُسنے خبر پوچھی ہی
شکر ہی کچھ تو ہوئی دل مین محبت پیدا

ناز کی چال نہ یون دیکھیے ہر دم چلیے / نہ کہین قبل قیامت ہو قیامت پیدا

آپ کے چہرے پہ غصہ سے جو سرخی آئی / آتشِ دل مین ہوئی اور بھی حدت پیدا

آئین عیسی بھی جلانے جو ترے کشتے کو / ابھی چہرے سے ہون آثار ندامت پیدا

وار پر وار لگائے جو تری تیغ زبان / کیون نہون دل مین جراحت پہ جراحت پیدا
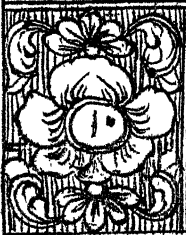
پھر تجمل کو نہوتی تری پروا ای گل / اور ہوتا جو کوئی صاحبِ صورت پیدا
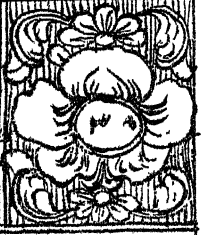
برائے قتل عاشق بارِ خنجر پر رکھا لینا / حنا کے بدلے تم ہاتھون مین اپنے خون لگا لینا

مجھے ڈر ہے لہو کے دیکھنے سے غش نہ آجائے / بوقتِ ذبح اپنے منہ کو دامن سے چھپا لینا

کہین لاشہ نہ تڑپے اِسمین عاشق کی ہے بدنامی / ذرا عاشق کے سینے کو بھی زانو سے دبا لینا

جوابِ نامہ گلرو تجھی کو آج دیتے ہین / ہمارے خط کو دامن مین حفاظت سے صبا لینا

نکل کر مرغِ دل سینے سے اے ناوک فگن میرا / تمھارے پاس جاتا ہے اسے بہرِ خدا لینا

بوقتِ غسل عاشق کی تمنا یہ نہ رہ جائے
ذرا آغوش میں لاشے کو با ناز و ادا لینا

شہیدِ ناز کی مرقد پہ قل پڑھنے کو جب آنا
نقابِ چہرۂ انور کو ہاتھوں سے اٹھا لینا

بوقتِ ذبح شہ رگ سے صدا ہائے گر نکلے
نہ ڈر سے چھینٹے کے تیغ گردن سے اٹھا لینا

مجھے ڈر ہے کہیں عشاق کے قاتل نہ کہلاؤ
ذرا تم آستین سے خون کے دھبے چھڑا لینا

۳۹

تجمل قبر میں جس دم فرشتوں کا گذر ہوگا
نہ ہوگا خوف تم نام علیؑ مرتضے لینا

۵

آج ساقی کس لیے شیشا گلابی ہو گیا
بے مے گلرنگ کیوں ایسا گلابی ہو گیا

یاد جب ساحل پہ آئی عارضِ رنگین یار
یہ بہائے اشکِ خون دریا گلابی ہو گیا

ایک دم میں کس طرح خونِ شہیدِ ناز سے
دیکھ لو منھ تیغِ قاتل کا گلابی ہو گیا

لکھتے لکھتے نامہ گلرو جو ٹپکے اشک خون
تھا سفید اب رنگ کاغذ کا گلابی ہو گیا

اے تجمل جب پڑا اسکے گلِ عارض کا عکس

۴۰ دامنِ محشر کا کل سطحا گلابی ہوگیا ۴۱
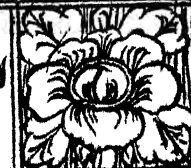
جو پہلو سے مجھکو جدا کیجیے گا
خطا کیجیے گا خطا کیجیے گا

وہ بولا نہ بازار مین چھیڑیے یون
یہ تکرار کینا برملا کیجیے گا

کہیگا مسیحا نہ کوئی جہان مین
نہ بیمار کی گر دوا کیجیے گا

کسی دن جو مین جاؤنگا سوے صحرا
جنون کو مرا رہنما کیجیے گا

جفا پر جفا آپ کرتے ہین مجھپر
خدا سے نہ کیا سامنا کیجیے گا

یہان آئیے رنگ بگڑا ہے اپنا
خفا آپ کب تک ملا کیجیے گا

اگر منھ سے پھر کلمۂ وصل نکلے
تو پھر دل مین جو آئیگا کیجیے گا

برہنہ کہین نعشِ عاشق نہ اٹھے
کوئی پیرہن بھی عطا کیجیے گا

یہ کہتی ہے یاد اسکی افشان کے دل سے
شب آتی ہے تارے گنا کیجیے گا

تجمل سے وعدہ لیا گلبدن نے

۱۴ کہ ہر صبح ہم سے ملا کیجے گا ۱۲

شکر ہے پھر اوج پر اپنا ستارا ہو گیا
تخلیہ اُس ماہ پیکر سے دوبارا ہو گیا

ابروون کا یار کے جب سے اشارا ہو گیا
وصل کا اُس دم سے پھر دل کو سہارا ہو گیا

پھینکا آتش مین خلیل اللہ کو جب نمرود نے
گل ریاض خلد کا ہر اک شرارا ہو گیا

اے ستمگر زخمہاے خنجر بیداد سے
یہ دلِ غمناک میرا پارا پارا ہو گیا

رات کی باتین چھپانے سے نہین کچھ فائدہ
رازِ مخفی سب تمھارا آشکارا ہو گیا

بنگیا ہے خنجرِ بران ترا آرے کی شکل
کیا گلا عاشق کا مثلِ سنگِ خارا ہو گیا

تھا دمِ گریہ جو دھیان اُسکی غزالی چشم کا
اشک جو آنکھون سے ٹپکا وہ چکارا ہو گیا

تیرِ مژگان تیغِ ابرو خال کی گولی لگی
مرغِ دل اپنا شکار اب تو تمھارا ہو گیا

شب کو اُلٹی چہرے سے اُس ماہ وش نے جب نقاب
تابشِ رخ سے ہر اک ذرہ ستارا ہو گیا

اے رقیبو سر کو اپنے رات دن دھنتے رہو
اب ہم اُسکے ہو گئے اور وہ ہمارا ہو گیا

دل کو میرے لیکے رسوائی ہٹی الاہی مجھے
نام بد میرا نہین دیکھو تمھارا ہوگیا

داخلِ خلدِ برین ہوگا تجمل دیکھنا
جس گھڑی محشر مین حیدر کا اشارا ہوگیا

۴۲ — ۱۹

یا تو عاشق کو خدایا نہ بنایا ہوتا
یا دل اُس بت کا رحیمانہ بنایا ہوتا

پیچ دیدے کے دمِ زیب صنم گیسو کو
دل کے ڈس لینے کو کالا نہ بنایا ہوتا

ڈھونڈھ لیتے تمھین ہم کعبہ و بتخانہ مین
بھیس اپنا جو فقیرانہ بنایا ہوتا

چھیڑ کا کچھ بھی براہیم کو ہوتا جو مزہ
پہلوے کعبہ مین بتخانہ بنایا ہوتا

تجھسے ہرگز نہین ہی مجھکو خدا سے شکوہ
ایسا دل سینے مین حاشا نہ بنایا ہوتا

مژدۂ وصل سناتا جو کبھی تو قاصد
اپنے دل کو ترا کاشانہ بنایا ہوتا

باندھنا تمکو جو فتراک مین منظور نہ تھا
طائرِ دل کو نشانہ بنایا ہوتا

وہ پریچہرہ جو پردہ سے دکھاتا چہرہ
ای جنون تجھکو بھی دیوانہ بنایا ہوتا

دیکھ لیتا جو چمک ٹیکے کی صناع ازل
چرخ پہ ایک بھی تارا نہ بنایا ہوتا

تجھسے یوسف سے حسین آکے نہ قربان ہوتے
حسن تیرا جو دوبالا نہ بنایا ہوتا

قیس کو دشت نوردی جو نہوتی مرغوب
کہین رہنے کا ٹھکانا نہ بنایا ہوتا

ہم صفت دختر رز کی جو سنانے پاتے
زاہدو تم کو بھی مستانہ بنایا ہوتا

گر جنون تم بھی مری طرح سے عاشق ہوتے
بیڑیان ڈال کے دیوانہ بنایا ہوتا

انکو منظور یگانون مین جو ہوتا گننا
کبھی اسطرح نہ بیگانہ بنایا ہوتا

زلف جانان کو اگر دام سمجھتے اے دل
آسمین جا جا کے نہ کاشانہ بنایا ہوتا

جسم خاکی جو بنایا تھا تو راحت دیتے
ہمکو ایسی نہ کبھی پروانہ بنایا ہوتا

عشق کا حسن سے گر ربط نہوتا منظور
گل کا بلبل کو نہ دیوانہ بنایا ہوتا

سجدہ زاہد نہ کبھی جھک کے زمین پر کرتا
سایہ گر قد صنم کا نہ بنایا ہوتا

خط یہ خط بھیجے ہین فرقت کے تحمل نے تمہین

دل کے بہلانے کو افسانہ بنایا ہوتا

ای دل اب شہر مین جو ہر وہ ہی دشمن تیرا
کوئی سنتا نہین ہی نالہ و شیون تیرا

ای جنون خوب تو آس کو جاے رہنا
اتنو سائے سے بھڑکتا ہی یہ توسن تیرا

باغ مین سیر کو جاتا ہی تو یہ دھیان رہے
اُلجھے گلرو کہین کانٹون سے نہ دامن تیرا

دیکھ ہی لینگے سب اعجاز نمائی تیری
جب گذر ہوگا کسی دن سر مدفن تیرا

سیر کی ساری خدائی کی تو معلوم ہوا
جو ہر وہ بندہ ہی اب ای بت پرفن تیرا

مرغ دل کیلیے اسد رجہ پریشانی ہی
اتنو ہی گیسوے دلدار نشیمن تیرا

جب دم حشر گریبان مین عصیان کا ہو ہاتھ
یا علی دست تجمل مین ہو دامن تیرا

تیرے عاشق پر اگر فضل خدا ہو جائیگا
دیکھ لینا دم مین حاصل مدعا ہو جائیگا

دیکھ لینا بخت جب اپنا رسا ہو جائیگا
وعدۂ وصل اُس پری رو کا وفا ہو جائیگا

ضبط کراے دل جو ہی منظور عالم کا ثبات
تیرے نالے سے ابھی محشر بپا ہو جائیگا

کس طرح سے جستجوے یار مین بیتاب ہی
دل یقیناً میرے پہلو سے جدا ہو جائیگا

دیکھ لینا کوئی دم مین اب جنون کے ہاتھ سے
ٹکڑے ٹکڑے یہ گریبانِ قبا ہو جائیگا

آج تک تو یار سے تکرار پوشیدہ رہی
اب کوئی دم مین یہ جھگڑا برملا ہو جائیگا

۴۵
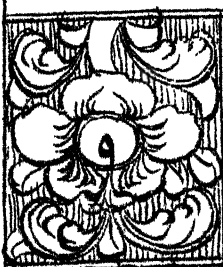
یار سوتا ہی **تجمل** دور سے دیکھا کرو
گر ارادہ کچھ کروگے تو خفا ہو جائیگا

۹

رعب دیکھے تو کوئی مجھ کشتۂ بیداد کا
کانپتا ہی صورتِ پا ہاتھ بھی جلاد کا

دشتِ غربت مین تو ہی بتلادے مجھے اے جنون
سننے والا کون ہی غیر از خدا فریاد کا

راستی اُس قد کی دیکھی جبسے یہ نفرت ہوئی
شاق قمری کو نظارا ہو گیا شمشاد کا

کس سے کیجے ان بتون کے جور اور بیداد کو
جز خدا کوئی نہین ہی دینے والا داد کا

یہ ہمارے اور تمھارے عشق کی شہرت ہوئی
ذکر شیرین کا کسی جا ہی نہ اب فریاد کا

جوشِ وحشت مین پنچھا کر بڑی یان احسان کیا
اب جو ملتا چوم لیتا ہاتھ مین حدّاد کا

گو جنون کا جوش ہی لیکن رگون مین خون نہین
کیون بلایا کس لیے کیا کام ہی فصاد کا

یان کی پستی و بلندی کی شکایت کیا کرین
ہی یہی نقشہ ازل سے اِس خرابآباد کا
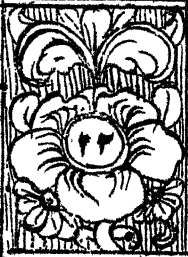
ای تجمل یاد مین بس رات دن اُسکی رہو
جو کہ بانی ہی تمام اِس عالم ایجاد کا

۴۶ ۲۲

گر یاد مری تجھکو بھی آجاے تو اچھا
الفت ترے دل مین بھی سما جاے تو اچھا

سینے سے مجھے وہ جو لگا جاے تو اچھا
یہ داغ جدائی کے مٹا جاے تو اچھا

حیلے سے قدم چومنے کے یہ دلِ پرخون
پائون مین حنا تیرے لگا جاے تو اچھا

دیتا ہی یہ ہر دم مجھے کیا صدمۂ جانکاہ
یہ دل کہین سینے سے چلا جاے تو اچھا

دن رات تمنا ہی کہ یہ دیدۂ عاشق
تلوون سے ترے یار ملا جاے تو اچھا

کس طرح سے آنکھون مین نقاب رخ جانان
گر باد صبا آکے اُڑا جاے تو اچھا

خالق سے دعا ہی کہ ہمارا دلِ کمزور — بارِ غمِ فرقت کو اٹھا جاے تو اچھا

کرتی ہی ستم تیرگی بخت جنون مین — یہ آنکھ مین آہو کے سما جاے تو اچھا

معشوق کی توصیف ہو عاشق کی زبانی — بلبل جو خبر گل کی سنا جاے تو اچھا

جینا نہین منظور مسیحاے فلک سے — ہان اپنا مسیحا جو جِلا جاے تو اچھا

پھر داغ پہ ہی داغ اٹھانے کی تمنا — پھر گل پہ اگر گل وہ کھلا جاے تو اچھا

پروانے کے مانند پھرے گرمی روح — گر شمع وہ مرقد پہ جلا جاے تو اچھا

کیون خضر تجھے چشمۂ حیوان کی ہی تفتیش — مر ہاتھ سے اپنے وہ پلا جاے تو اچھا

زنجیرِ گران ڈال کے حداد یہ بولا — گر ایک قدم بھی نہ چلا جاے تو اچھا

مدت سے ہین دیدار کی ترسی ہوئی آنکھین — وہ مہر مجھے شکل دکھا جاے تو اچھا

مشکل ہی وہان تک کسی قاصد کی رسائی — نامہ مرا گر لیکے صبا جاے تو اچھا

روکینگے تجھے اُس شہ خوبی کے نہ دربان — قاصد تو اگر بن کے گدا جاے تو اچھا

بیکار ہے یہ ضبط ترا اے دلِ مضطر
اُس تک ترے نالے کی صدا جائے تو اچھا

دن وصل کا ہو چہرۂ روشن وہ دکھائیں
سر سے شبِ فرقت کی بلا جائے تو اچھا

زاہد کو بھی ساقی مئے گلرنگ پلا دے
ہم چشموں میں جا کر یہ ہنسا جائے تو اچھا

کہدے یہ صبا جا کے کہ مقتل کو وہ آکر
گیسوے معنبر سے بسا جائے تو اچھا

٤٧

روٹھا ہے تجمل کہو غیروں کو نہ بھیجے
وہ آپ ہی آکر جو منا جائے تو اچھا

٦
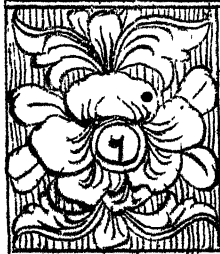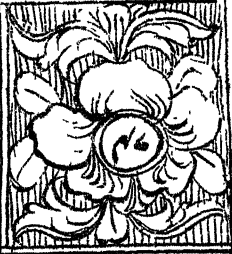
خوف عصیاں سے جو مر کر میں تہِ مدفن گیا
بخششِ خالق ہوئی ہر کام بگڑا بن گیا

نالۂ دل شب کو تیرے ہجر میں اے زہرہ وش
آسمان پر ماہ تاباں کی طرح روشن گیا

جل گئی تیغِ خزاں میرے بہارِ عیش کی
ساتھ غیروں کے جو وہ گل جانب گلشن گیا

آہ نے مجھ زار کو اُس بام پر پہنچا دیا
نردبان میرے لیے جھوکا ہوا کا بن گیا

سایۂ فضلِ خدا مجھ پر ہوا جو بعد مرگ
شامیانہ ابر رحمت کا لحد پر تن گیا

۴۸ ای تجمل لیگیا ہی نقد دل کو لوٹ کر
ڈھونڈھتا ہون مین کہ کس جانب کو وہ رہزن گیا ۴۳
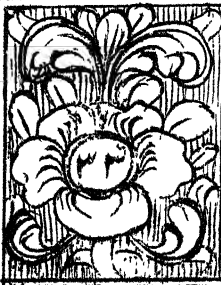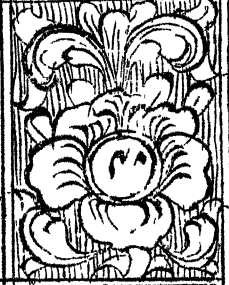
دفعتہً پھر مبتلاے دردِ فرقت ہوگیا
آپ کا پہلو سے اُٹھنا مجھکو آفت ہوگیا

ہوگیا آرام ہمکو رنج رخصت ہوگیا
موت کا آنا شبِ فرقت غنیمت ہوگیا

دیکھکر پس پس گیا دل جوشِ وحشت ہوگیا
سرمہ اُن آنکھون کا میرے حق مین آفت ہوگیا

جس جگہ بھولے سے اُسکا ذکرِ قامت ہوگیا
فتنے اُٹھے گرم بازارِ قیامت ہوگیا

وہ جو رخصت ہوگیا دم تن سے رخصت ہوگیا
موت کا پیغام مجھکو روزِ فرقت ہوگیا

بیڑیان توڑینگے فصل گل مین ہم اکی برس
دستگیر اپنا جو ای دل جوش وحشت ہوگیا

عکس سے اُسکے سنہری رنگ کے ہنگام دفن
دیکھنا کیسا طلائی برج تربت ہوگیا

دیکھکر صنعِ خدا کو محفلِ آفاق مین
جملہ تن آئینہ آسا چشم حیرت ہوگیا

سیکڑون فتنے اُٹھاے اُس ستم ایجاد نے
پاس میرے بیٹھنا دم بھر قیامت ہوگیا

آتشِ سوزِ جگر یہ مشتعل مر کر ہوئی
سرخ مثلِ لعل میرا سنگ تربت ہوگیا

اپنی اپنی گور سے مردے اُٹھے چارون طرف
نالۂ دل قبر مین صورِ قیامت ہوگیا

گنجِ قارون کی طرف پڑتی ہی کب اسکی نظر
جو غنی اے سیمتن تیری بدولت ہوگیا

دوسرے فرزند کی داغِ پسر کرتا ہی قدر
بعدِ مجنون مین عزیزِ دشتِ وحشت ہوگیا

کیا کہون اُٹھے جو آبِ تیغِ قاتل مین مزے
حلق سے جو گھونٹ اترا اُسکا شربت ہوگیا

خرمی سے گور کیون خندان ہوئی واکر کے لب
دن مرے مرنے کا کیا روزِ ولادت ہوگیا

کسقدر لاغر ہوا ہون غم مین اُس خوش چشم کے
توڑنا تارِ آنسوون کا مجھکو دقت ہوگیا

نیچی آنکھین کرنے سے ثابت ہوا اقرارِ وصل
سُنکے مطلب شرم کا آنا غنیمت ہوگیا

میرے تعویذِ لحد سے وہ لپٹ کر رہے وہین
نقش جب گویا کہ نقشِ لوحِ تربت ہوگیا

عکس اُسکے قندِ لب کا جام مین جب پڑا
بادۂ گلرنگ شیرین ہوکے شربت ہوگیا

لختِ دل خونِ جگر جو چیز تھی موجود تھی
میہمان جب غم ہوا سامان دعوت ہوگیا

اُٹھ کے پہلو سے وہ یوسف شب کو گھر اپنے گیا
طالع بیدار خفتہ واے قسمت ہو گیا

روے آشناک سے چکرا کے یہ پانی ہوا
آئینہ گرداب دریائے ندامت ہو گیا

روزن دیوار مین اُس مہر کے اٹکر رہون
اسلیے گھٹ گھٹ کے مین ذرے کی صورت ہو گیا

کسکی کرتا ہی پرستش اپنا خالق جان کر
ای برہمن کیا خدا پتھر کی مورت ہو گیا

گیا تپ غم سے شفا دی اُس مسیحا نے مجھے
بوسۂ عناب لب مجھکو عنایت ہو گیا

میرے مرنیکی رقیبون نے خبر دی اُنکو یون
کوستے تھے تم جسے ہر دم وہ غارت ہو گیا

ذبح کر کچھ خون کے چھینٹون کا اندیشہ نہ کر
خون غم سے خشک ای قاتل نہایت ہو گیا

وصل کی شب ہو گیا آخر مین سنتے ہی اذان
نعرۂ اللہ اکبر کوس رحلت ہو گیا

کوے جانان مین اُڑا کر لیگیا مجھ زار کو
آہ کا جھونکا مجھے خضر ہدایت ہو گیا

دل مین رنجش انکے ہی صورت صفائی کی کہان
آئینہ آلودۂ زنگ کدورت ہو گیا

سیر کرنے کو گیا جو اس گل تر کے بغیر
وادی پرخار مجھکو باغ عشرت ہو گیا

سایۂ قامت سے اُس گل کے یہ رتبہ مل گیا
ہر شجر گلشن کا رشکِ نخلِ جنت ہو گیا

اے تجمل کیون نہ گردش مین رہے غم سے فلک
خاکِ مقتل مین نہان مہرِ امامت ہو گیا

خیالِ نرگسِ میگون جو وقتِ خواب رہا
تمام رات مجھے نشۂ شراب رہا

شبِ وصال جو وہ مہر بے نقاب رہا
عرق عرق وہ رہا اور مین آب آب رہا

تبون کی یاد نہ بھولی نماز مین مجھکو
تواب مین بھی مری جان پر عذاب رہا

شب وصال بھی صدمہ رہا جدائی کا
مجھے ادب مرے محبوب کو حجاب رہا

چمک گیا غمِ گیسو مین اپنا داغ جگر
ہوئی تو شام مگر گرم آفتاب رہا

لحد مین نیند نہ آئیگی لاش تڑپیگی
یہی جو بعدِ فنا دل کو اضطراب رہا

گذر گیا جو زمانے سے عہد طفلی مین
چھٹا عذاب سے اچھا مرا حساب رہا

تصورِ رخِ جانان ہی یا دِ زلف کے بعد
ہوئی تو رات گردن مرے حساب رہا

وہ بحرِ حسن نہ آیا کبھی نظر مجھکو
ہمیشہ آنکھون مین دم صورتِ حباب رہا

بتون کے در پہ کیے سجدے سارے عالم نے
صنمکدہ تھا مگر کعبہ کا جواب رہا

قضا نے آکے چھڑایا ہر ایک آفت سے
نہ انتشار رہا اب نہ اضطراب رہا

تمام عمر نہ مغرور ہوش مین آیا
ہمیشہ مست زمانے مین بے شراب رہا

غرور حسن پہ زیبا نہین کہ خط نکلا
بہار باغ سے گذری کہان شباب رہا
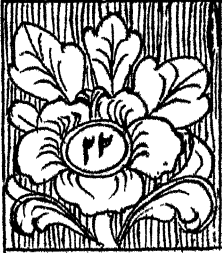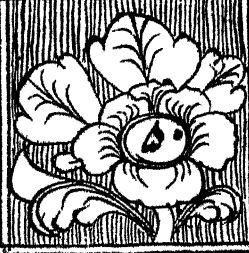
بجا گلہ ہے تجمل کا تم سے اے صاحب
تمھارے چاہنے والون مین یہ خراب رہا

میرے دل سے جو گذر ہو ترے پیکانو نکا
خون پھر خوب بہے حسرتون کی جانون کا

زلف جانان کی ہوا سے بجھے شمع محفل
حال کیونکر نہ پریشان ہو پروانون کا

قتل زہاد ہوے روے صنم پر کیا کیا
خوب کعبے مین بہا خون مسلمانون کا

خواہش جامہ دری کی جو ترے وحشی نے
ڈھیر کانٹون نے کیا دشت مین دامانون کا

شمع روشن ہی ہوا کا بھی گذر مشکل ہی
خوب مجمع شبِ خلوت مین ہی پروانون کا

نکڑے مانندِ کتان ہو مہ نو کا دامن
گر پڑے ساتھ ترے چاک گریبانون کا

جھک کے کانون مین ترے گیسوے مشکین اہی آ
حال کرتے ہین بیان تیرے پریشانون کا

کونسا غیرتِ یوسف سرِ بازار آیا
کر دیا ڈھیر خریدارون نے بیعانون کا

روے روشن پہ ترے بال نہ نکلین خط کے
گرد اِس شمع کے مجمع نہو پروانون کا

پھاڑ کر کپڑے ہوئین جامہ سے باہر پریان
دیکھکر عالمِ وحشت ترے دیوانون کا

دستِ وحشت نے بنایا ہی جو گز قدمون کو
راستہ ناپتے پھرتے ہین بیابانون کا

جل گئی شمع مگر اُسکا نشان باقی ہی
ڈھیر آتا ہی نظر قبر پہ پروانون کا

بندھ گئے ہین رخِ جانان کے جو رنگین مضمون
میری ہر بیت مرقع ہی گلستانون کا

کیا غضب کی ہی رہِ ملکِ عدم پر وحشت
کوئی چوکی ہی نہ پہرا ہی نگہبانون کا

خاک کے پتلے بنا کر جو مٹا دیتے ہین
آسمان کھیلتے ہین کھیل یہ نادانون کا

ہر پری قاف مین خود رفتہ ہوئی ہی سنکر
کیا جنون خیز ہی قصہ ترے دیوانون کا

درد و غم کے لیے کھانے کو ہین دل کے ٹکڑے
مین نے سامان کیا ہی یہی مہمانون کا

جان جائیگی نہ کر عشق پریزاد اے دل
کارِ عاقل نہین یہ کام ہی نادانون کا

بیٹھا حسرت و غم کر دیے دل مین بسمل
تیرے ناوک نے کیا خون کئی جانون کا

شمع روتی ہی مری بیکسیِ تربت پر
رشک سے جلتے ہین یہ حال ہی پروانون کا

نیند آنے لگی فرقت کو بھی سنتے سنتے
ذکر مین نے جو کیا وصل کے افسانون کا

۵۱ جان کے ساتھ تجمل ہی روان لشکرِ غم ۱۹
ہمرہِ شمع عجب غول ہی پروانون کا

مر کے کب سلسلۂ گیسوی جانان چھوٹا
کیسے آزاد ہوے ہم کہ نہ زندان چھوٹا

خوب کی سیرِ چمن تیری بدولت گلچین
کوئی گوشہ نہ کوئی کنج گلستان چھوٹا

شمع کی ہمت مردانہ کوئی دیکھے تو
کٹ گیا سر نہ مگر بزم کا میدان چھوٹا

سبزیِ رخ ہی وہی گو عرق آئے آنکو
آبِ شبنم سے کہان رنگِ گلستان چھوٹا

دل رہا یار کی مٹھی مین وہ ابرو دل مین
اِس سے کعبہ نہ چھٹا اُس سے نہ قرآن چھوٹا

آنکھ کھلتے ہی ملا کُنجِ قفس ای صیاد
پوچھتا کیا ہی کہ کب تجھسے گلستان چھوٹا

دامنِ دشت سے منھ ڈھانپ کے کانٹے روئے
مر کے مجنون آبلہ پا سے جو بیابان چھوٹا

گو رہین بھی نہ گیا اُس رخِ رنگین کا خیال
ہون وہ بلبل کہ قفس مین نہ گلستان چھوٹا

دشتِ وحشت مین یہی شغل ہی مجھ وحشی کا
پُرزے دامن کے اڑائے جو گریبان چھوٹا

چاکِ گل مین ہین گلستان کی رفو کا بخیہ
دستِ وحشت سے جو اِک تار گریبان چھوٹا

اڑتے ہی رتبہ ہوا اُسکو ہما کا حاصل
کوئی طائر ترے صدقے مین جو جانان چھوٹا

مرغِ جان کو قفسِ تن مین کیا کیا بسمل
میری جانب جو ترا ناوکِ مژگان چھوٹا

غیر ہر وقت مرے یار کے ہمراہ رہے
ساتھ کانٹون کا نہ گل سے کسی عنوان چھوٹا

کتنے صحرا کیے طے نیستی و ہستی مین
ای جنون ایک بھی ہمسے نہ بیابان چھوٹا

طوق چکرائیگا زنجیر کریگی فریاد
ای پری گر ترے دیوانون سے زندان چھوٹا

ایک اک حرف پڑھا یار کے خط کا مین نے
کوئی نقطہ بھی نہ مجھسے کسی عنوان چھوٹا

صبح بھی غم مین مرے چاک گریبان ہو گی
ہاتھ سے میرا اگر دامنِ جانان چھوٹا

پھنس کے اس لف کی زنجیر مین ہیجان ہے ہم
یون کڑی ہمنے اٹھائی تو یہ زندان چھوٹا

۵۲ — ۲۱

حشر مین سایۂ حق ہوگا تجمل سر پر
ہاتھ سے آلِ عبا کا جو نہ دامان چھوٹا
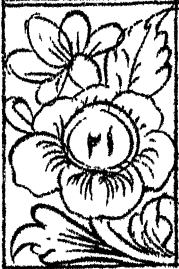
ہوتے تم چین بجبین ابروون پر خم ہوتا
زلف چھوتا تو مزاج اور بھی برہم ہوتا

مائلِ گریہ جو یہ دیدۂ پر نم ہوتا
آسمان بحرِ بھنور نیرِ اعظم ہوتا

زندگی ہو گئی تمنے جو قدم رنجہ کیا
ایک دم اور نہ آتے تو مین بیدم ہوتا

بوسہ دیتا وہ دہن کا تو چھپا کر ایسا
جز خدا کوئی نہ اس راز سے محرم ہوتا

دل ہوا مردہ جو سینے مین بہت خوب ہوا
آج آفت تھا یہ کل فتنۂ عالم ہوتا

شام کے وقت جو افشان وہ جبین پر چھڑکتے
بام کعبہ پہ چراغان کا نہ عالم ہوتا

زخم پر سونش الماس چھڑکتا جراح
بھول کر اس سے جو مین طالب مرہم ہوتا

غش سمجھ کر مجھے دامن کی ہوا دیتے ہو
سانس لیتا تن عاشق مین اگر دم ہوتا

تم جو خلخال کی آواز سناتے چلتے
مردے جی اٹھتے بپا حشر کا عالم ہوتا

سیر گلزار کی بے یار ہوا ہر کس کو
باغ رضوان بھی جو ہوتا تو جہنم ہوتا

سایہ نے بھی رہ الفت مین رفاقت چھوڑی
ساتھ تنہائی مین دیتا جو یہ ہمدم ہوتا

شرم عصیان سے اگر آنکھ مری بھر آتی
ایک آنسو مین ابھی سرد جہنم ہوتا

باغ جاتا ترا وحشی جو کبھی اے لیلے
بید مجنون کی طرح نخل ہر اک خم ہوتا

وصل مین دور رہے سب سمجھے نہ ہمراز مجھے
ہاتھ پستان کو لگاتا جو مین محرم ہوتا

اسکے کوچے مین مین جاتا تو بڑی شوکت سے
ساتھ نالے کا علم آہ سیہ غم ہوتا

بعد میرے جو اسے اور ٹھکانا ملتا
آکے تربت پہ مجاور نہ مرا غم ہوتا

گنہ عشق کی ہوتی جو نہ دشوار سزا
مشورہ قاضی و مفتی مین نہ باہم ہوتا

کشتی لڑنے کو جو دیو شب فرقت آتا
دل مرا ٹھوک کے موجود ابھی خصم ہوتا

دانۂ خال کے بوسے پہ ہے اوقات مری
اس سے کیا رزق مقدر کا مرے کم ہوتا

ہون وہ دیوانہ کہ سر کھولتین اپنا پریان
مین جو مرتا تو مرا قاف مین ماتم ہوتا

۵۴ ذات مہدی جو نہ فردوسہ دفتر ہوتی
دفتر دہر تجمل ابھی برہم ہوتا ۱۲

ہو گئے قتل یہ کیسا ستم ایجاد ہوا
ابروے یار ہمین خنجر جلاد ہوا

دل مین آیا جو غم عشق تو مین شاد ہوا
گھر جو ویران پڑا تھا وہ اب آباد ہوا

روح سے لیلی و شیرین کے کرم تصدیق
مجھسا مجنون نہ ہوا اور نہ فرہاد ہوا

ہجر مین عیش و خوشی کا نہ رہا دھیان مجھے
سب کو بھولا جو ترے غم کا سبق یاد ہوا

عمر بھر لطف کی اوقات یہ وہ بھول گئے
یاد مین آیا ستم جب کوئی ایجاد ہوا

شوخیِ حسن سے تصویر تری جب نہ کھنچی
کیسا خجلت زدہ مانی ہوا بہزاد ہوا

حشر کے روز یہ عشاق کہینگے مجھسے
تجھسا پیدا نہ کوئی صاحبِ فریاد ہوا

حکم اللہ کا مانا نہ پیمبر کی سنی
ہم بجا لائے اُسے جو ترا ارشاد ہوا

یاد اُس مصحفِ رخ کی نہین بھولی اے دل
ایسے قرآن کا سبق خوب تجھے یاد ہوا

آنکھ سے اُسنے لگایا مرے دیوان کو جو آج
شکرِ خالق ہے کہ اُس شوخ کا بھی صاد ہوا

ہون وہ وحشی کہ مرا خون بہانے کے لیے
خارِ صحرا کا ہر اک نشترِ فصاد ہوا
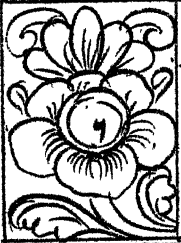
جتنے ناشاد تھے اُن سب کو کیا تو نے شاد
دل تجمل کا نہ اے چرخِ کہن شاد ہوا
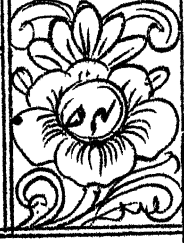
دست و پا رخسار سارا زعفرانی ہو گیا
جامہ و تن کیون تمھارا زعفرانی ہو گیا

تیرے گریان کا ہنسانا گر نہین مدِ نظر
کسلیے رنگ آسمان کا زعفرانی ہو گیا

یار سے نوروز مین کھیلے جو ہم رنگ اک دن
رنگ سب اُسکے مکان کا زعفرانی ہو گیا

دیکھکر اُس مہروش کو صبحدم خورشید کا
شرم کے باعث سے چہرا زعفرانی ہوگیا

دیکھکر اُس ماہرو کو شمع بھی شرما گئی
دیکھتے ہو رنگ کیسا زعفرانی ہوگیا
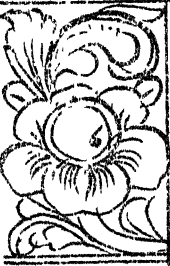
ای جمیلؔ عشق کا اسکے اثر دیکھے کوئی
یہ تن لاغر ہمارا زعفرانی ہوگیا

ہے تری آنکھوں مین جادو کا اثر ماہ لقا دام گیسو ہی ترا
مرغ دل پیچ سے قسمت کے گرفتار ہوا کس طرح سے ہوا

رات دن کسلیے رہتا ہی تو مجھسے برہم یہ تو ہی مجھپہ ستم
ای صنم صاف بتا دے مجھے از بہر خدا کیا ہوئی مجھسے خطا

چادریں پھول کی مرقد پہ چڑھانا لاکر ہو کسی کو نہ خبر
قبر عاشق پہ جو ای گل کبھی آنا ہو ترا باصد انداز و ادا

کب تلک درد جدائی مین پریشان رہون کون ہی کس سے کہون

ای جفا پیشہ مرے حال پہ کر رحم ذرا جلد آغوش مین آ

عاشقون مین تو نہو گا کوئی مجھسا جانباز ای شہ کشور ناز

کیا تجھے صحبت اغیار سے ملتا ہی مزا دے بتا بہر خدا

عشق صادق مرا کاذب نہین بیجا ہی گمان ای مرے راحت جان

فرق ہوا ہمین تو منگوائیے تلوار ذرا کیجیے سعد کو جدا

۵۶
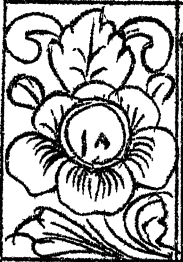
رات دن مقصد دل کے لیے ہی سرگردان اب پریشان ہی عیان

کیجیے جلد تجمل کی مدد بہر خدا ای شہ کرب بلا

۱۸

عاشق کا سر جو تیغ دو دم سے اُڑا دیا

بولا مسیح ہم نہین آئینگے قبر پہ

رشک مسیح نے ید بیضا کا معجزہ

کیا جانین ہم کہ یار کے کیا دل مین آگئی
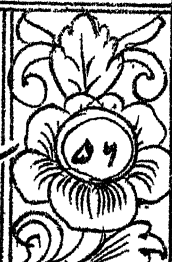
اچھا کیا حضور نے جھگڑا چکا دیا

مرنے پہ بھی یہ یاس کا کلمہ سنا دیا

مل کر حنا کو ہاتھ مین اپنے دکھا دیا

مرقد پہ کیون چراغ جلا کر بجھا دیا

مجنون نے جب سے دیکھ لیا راہ نجد مین
لیلی نے تب سے پردہ محمل اٹھا دیا

جسمین مہک تھی عارضِ جانان کی اے نسیم
مرقد پہ لاکے پھول یہ کس نے چڑھا دیا

بیساختہ جو دیکھ لین بیتابیان مری
رونے پہ میرے برق نے بھی مسکرا دیا

عاشق کو تیرے کیسی شہادت کی تھی خوشی
چمکی جو تیغ سر پہ سجدہ جھکا دیا

دل دے چکے تھے جان بھی لب نذر یار کی
کہنے سے فائدہ نہین جو کچھ دیا دیا

ادنی یہ گلعذار کی شوخی ہے عندلیب
آئی ہی گل سے تجھکو چمن مین لڑا دیا

اصرار اسطرف سے ہوا جب شبِ وصال
انکار نے ادھر کے مزے پر مزا دیا

مرے مزار سے نکل آئے جوامی جنون
مقتل مین کسکی بیڑیون نے غل مچا دیا

وان غیر سے ہین محو ادا وہ شبِ وصال
ہجران کے یان مرض نے پیام قضا دیا

ہم خاک پر جھکے تھے کہ سجدہ ادا کرین
اس بت نے شکلِ نقشِ کفِ پا مٹا دیا

اک بوسہ دے فقیر کو اے بادشاہِ حسن
محشر مین کام آئیگا یان کا لیا دیا

گل سے ترقیون پہ ہین نازک مزاجیان | کیا جانین کیا رقیب نے اُنکو سکھا دیا
معشوق بد مزاج سے پیدا کیا ہر عشق | اِس دل نے کیا عذاب مین ہمکو لگا دیا
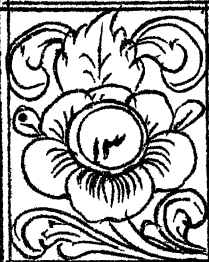
۵۷ کیون طرز نو کی پھر نہ تجمل پڑھے غزل
اللہ نے اُسے تو ہر ذہن رسا دیا ۱۴۳

کرین کیون نہ چھپ کر نظارا کسی کا | بھلا اِسمین کیا ہر اجارا کسی کا
کہے کون اُنسے کہ سب دیکھتے ہین | لگاوٹ کسی کی اشارا کسی کا
یہ دل کہہ رہا ہر مرا پا کے چسکا | ہو پھر وصل یارب دوبارا کسی کا
وہ بگڑے رقیبون سے یارب کہین ہم | نہ ہو دوست دشمن خدایا کسی کا
الٰہی کسی دام گیسو مین ہرگز | پھنسے دل نہ آفت کا مارا کسی کا
مری طرح سے دور ہین تیرے گردون | نہ گردش مین آئے ستارا کسی کا
ادھر غیر سے رشتہ دوستی ہر | اُدھر ٹوٹتا ہر سہارا کسی کا

مرا دل وہ تلون سے ملتے ہین ہردم
سمجھتے نہین جو خسارا کسی کا

تری بزم مین ہم کہان آنکھون سے دیکھین
تواضع کسی کی مدارا کسی کا

اسی رشک سے دل ہے صد چاک اپنا
کہ شانے نے گیسو سنوارا کسی کا

لگائی ہے شمشیر ابرو کی تم نے
سمجھکر کہ ہو دل دوپارا کسی کا

وہ گیسو نہ برہم رہین دل کی خاطر
ہمین رنج ہے کب گوارا کسی کا

تجمل کی کیونکر رسائی ہو اُس تک
نہو جسکے در پر گذارا کسی کا

اے دلِ بیقرار کیا کہنا
برق ہے شرمسار کیا کہنا

زخم دل ہو چکے ہین سب آلے
اے جنون زا بہار کیا کہنا

گردنِ سخت مرحبا تجھکو
تیغ ہے شرمسار کیا کہنا

ہجر جانان مین ہو گئے رخصت
واہ صبر و قرار کیا کہنا

کیا پلایا ہی تونے اہی ساقی	جام وقتِ خمار کیا کہنا
کرلیا چھپ کے اُسکا نظارہ	دیدۂ ہوشیار کیا کہنا
کھینچ دل عاشقون کے اہی جوبن	اور سینہ اُبھار کیا کہنا
لے لیا بوسہ رخِ دلدار	اہی دلِ بیقرار کیا کہنا
میرے پہلو سے تو جدا نہوا	اہی دلِ غمگسار کیا کہنا
اِس محبت نے سیکڑون عاشق	کردیے بیدیار کیا کہنا
بوسے عاشق کو دیکے بے گنتی	نہ کیا کچھ شمار کیا کہنا
اُسکا تیرِ نگاہ جب آیا	ہوگیا دل کے پار کیا کہنا
گیسو و رخ کا شیفتہ رکھا	داہ لیل و نہار کیا کہنا
خوب افعی کا بل نکال دیا	عنبرین زلفِ یار کیا کہنا
وصل کی شب کہانہ قصۂ ہجر	اہی دلِ بردبار کیا کہنا

کیا بجھائی ہی تو نے پیاس مری
خنجر آبدار کیا کہنا

ہی خرامان وہ گل جو گلشن مین
ہی عجب اک بہار کیا کہنا

دیکھو اہ دل کدورتون سے ترے
چرخ ہی پر غبار کیا کہنا

ہمسے مستی مین ہم بغل وہ ہوا
بادہ خوشگوار کیا کہنا

۵۹

اب تجمل چمک گئی تقدیر
ہی وہ زیب کنار کیا کہنا

۱
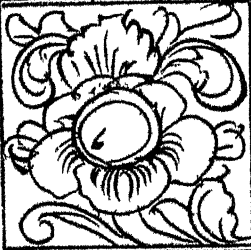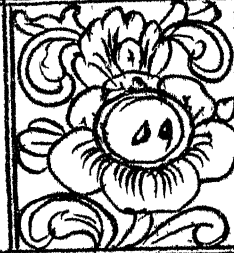
نہ ایفا ہوا کوئی وعدہ تمھارا
بتاؤ تو کیا ہی ارادا تمھارا

ہلال فلک جسکو سب جانتے ہین
پرانا وہ ہی اک کبادا تمھارا

ہوئی جب سے مشہور ہم عاشقون مین
ہوا تب سے شہرہ زیادا تمھارا

حسینون کی بازی ہوئی مات جب سے
بنا حسن فرزین پیادا تمھارا

بناوٹ کو شرما دیا لعبتون کی
قیامت کا ہی حسن سادا تمھارا

نہ ہم سے پینگے رقیبون سے کہدو	مبارک تمھین جام و مینا تمھارا

چلو بھی سوے روضہ شاہ مردان
تجمل ہی کب سے ارادا تمھارا

ردیف باے عربی

خدا بھیج ایام راحت شتاب	اُٹھاؤنگا کب تک یہ رنج و عذاب
ہر ادنی کو اعلی بناتا ہی تو	جو دے حکم ذرّے کو ہو آفتاب
بشر اسکو کہنا مناسب نہین	نہو جس سے دنیا مین کار ثواب
تجھے ساقیا کسکا ہی انتظار	مہیا ہی یان اب شراب و کباب
نہین فرد اعمال مین اب جگہ	خطائین ہوئین مجھسے یہ بیحساب
رہے حبّ ساقیِ کوثر اگر	ملیگی جنان مین طہورا شراب
مجھے جسنے اُس گل پہ شیدا کیا	وہ یہ دل ہی کمبخت خانہ خراب

ہر اک اپنے نالے سے خاموش ہی | دف و بربط و نائے و چنگ و رباب

فشار لحد سے تجمل نہ ڈر
علی کی مدد سے نہوگا عذاب
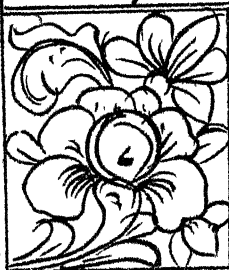
بعدِ مدت خط کا میرے نامہ بر لایا جواب | ناامیدی ہوگئی یہ صاف صاف آیا جواب
نا سمجھا اپنے یکتائی پہ تھا اُنکو بہت | آئینہ جب روبرو آیا نظر آیا جواب
تھا سوالِ وصل پر ہان پیشتر اب ہی نہیں | دشمنون نے میرے اچھا تمکو سکھلایا جواب
اُسکے در سے جب پھرا قاصد تو یہ کہنے لگا | ق | آپ کے خط کا نہ خود لکھا نہ لکھوایا جواب
جب سُنا اُسنے کہا قاصد کا سارا ہی قصور | ہمنے تو فوراً تمھارے خط کا بھجوایا جواب
مجھ گدا کی تیرے در پر عمر آخر ہو چلی | کچھ نہ سائل کو دلایا اور نہ دلوایا جواب

دیکھکر مضمون تجمل کو تو مایوسی ہوئی
سیکڑون تدبیرون سے جب خط کا منگوایا جواب

نہین مین سمجھتا ہون اسکا سبب
وہ رنجیدہ مجھسے ہوا کیا سبب

کشیدہ ہی مجھسے بھلا کس لیے
بتا دے مجھے تو خدارا سبب

یہ کیون تیغ ہی دست جلاد مین
سمجھتا نہین مین کچھ اِسکا سبب

پھنسا دل کسی اور سے ہی ترا
کھلا ہی یہ نفرت کا سارا سبب

کسی ڈھب سے اے نامہ بر پوچھنا
بگڑنے کا اسکے دوبارہ سبب

تحمل سے اسکو تنفر جو ہی
بتاتا نہین کوئی اِسکا سبب
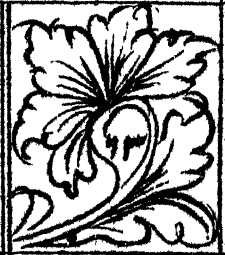
ازل سے ہون محبِ علی کے جام کا طالب
مین محو آغاز ہی خوبیِ انجام کا طالب

لٹاتا ہون سخی مشہور ہونے کے لیے دولت
نہین ہی واہی سیم و زر کی مین ہون نام کا طالب

نہین نیرنگیِ عالم کے نظارے سے دل تنگ
سحر ہوتی ہی ہو جاتا ہون مین پھر شام کا طالب

مرا قاصد نہ یہ سمجھا کہ انکار اسمین لکھا ہی
جواب نامہ دیکر ہو گیا انعام کا طالب

ترے ہاتھوں سے ای قاتل سبکدوشی کا خواہاں ہوں
مرا سر دوش پر ہی بار ترے صمصام کا طالب

جہاں میں ہی بہار جملہ اشیاء اپنے موقع پر
نہیں ایام گرما میں کوئی حمام کا طالب

کہو جو جی میں آئے مجھکو سن لینے سے مطلب ہی
کہاں انعام کی امید ہوں دشنام کا طالب

نہ بوسہ مانگتا تسے نہ لاکھوں گالیاں سنتا
یہ دل جو چھیڑ کے تمکو ہوا دشنام کا طالب

ترے میخانے میں آیا ہوں ساقی چھوڑ کر تقوی
بلاتا کیوں نہیں میں ہوں مئے گلفام کا طالب

گئی بالوں کی رنگت دانت اکھڑے تن میں نہ طاقت
ضعیفی آگئی ہوں راحت و آرام کا طالب

کوئی دم میں تجمل مشکلیں آسان ہوتی ہیں
پئے امداد ہوں میں شاہ خاص و عام کا طالب

ردیف بائے فارسی

اہی مہر ترے در پہ جو کرتی ہی گدا دھوپ
لے آتی ہی ذروں کے لیے خلعت زر دھوپ

کیا تمنے کیا شعبدہ دن رات ہوا ہی
اہی رشک قمر چاندنی آتی ہی نظر دھوپ

گرمی کے دنون مین جو نکلتا ہی وہ گھر سے — اُسکے لیے بنجاتی ہی کافور سحر دھوپ

اے مہر ترے عشق کی وہ آگ لگی ہی — کرتی ہی مری آہ کے شعلے سے حذر دھوپ

فرقت کا جو دن ہی تو اندھیرا ہی یہ گھر مین — سائے کی طرح سے ہو سیہ آئے اگر دھوپ

اِس گرمی خورشید مین نکلیگا جو گھر سے — پہونچائیگی تیرے تنِ نازک کو ضرر دھوپ

ہر روز مرے سائے سے بھاگا کرے کوسون — دیکھے جو ذرا تیزی گرمیِ جگر دھوپ

اُس غیرتِ جنت کا جو ہر روز جدائی — نظرون مین ہمارے ہوئی ہی نارِ سقر دھوپ

دن ہجر کا ہی مری نظر مین شبِ تاریک — ہوتا نہین معلوم کہ نکلی ہی کدھر دھوپ

اُس مہر کے گر رنگِ طلائی کا پڑے عکس — ذرون کو دکھائے زرِ خالص کا اثر دھوپ

دیکھے جو کبھی تیرگی روزِ جدائی — پوشیدہ رہے ابر مین آئے نہ نظر دھوپ

باطن مین ترا جلوہ ہی ظاہر مین ہی سوزش — خورشید نہان ہی مگر آتی ہی نظر دھوپ

تھمتی نہین اُڑ جاتی ہی جاڑے کے دنون مین — زاغِ شبِ صلت کی لگا لیتی ہی پر دھوپ

دامانِ علی سرِ تجمل کے رہیگا
خورشید قیامت کی کریگی نہ ضرر دھوپ

ہوے کسلیے مجھسے بیزار آپ
بتا دیجیے اِسکے اصرار آپ

بگڑتے ہین ہر دم بھلا کس لیے
وہ دکھتے ہین کیون بات ہر بار آپ

ضعیفی مین وہ خوشخرامی کہان
بدل جاتا ہر رنگِ رفتار آپ

سکھاتے ہو اغیار تم کسلیے
جفا کار ہوتے ہین دلدار آپ

ترے پیچ کاکل مین خانہ خراب
مرا دل ہوا ہر گرفتار آپ

ہین ممنون نہین کوششِ عقل کا
جنون ہو گیا دل کا غمخوار آپ

تجمل پہ جب ہوگا فضلِ خدا
علی کا بنیگا وہ زوار آپ

ردیف تاے فوقانی
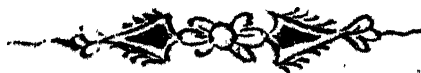
گئی کیون دل سے تیرے میری الفت
وہ پچھلی کیا ہوئی مہر و محبت

ارے قاصد مرے گلرو سے کہنا
کبھی تو دیکھ آکر میری حالت

سحر سے صرف شیون ہی چمن مین
کہو بلبل سے کیون آئی ہی شامت

نہین کرتے کسی کے علم کی قدر
بتاؤ تم مین ہی یہ کیا جہالت

سر بزم آنکو جب اسنے نکالا
رقیبون نے اُٹھائی کیا خجالت

ارے قاصد مسیحا سے یہ کہنا
بڑھی بیمار کی تیرے نقاہت

کسی کو مہربان پاتا نہین ہون
دکھاؤن کسکو جاکر اپنی حالت

تجمل تجھکو اور تیرے صنم کو
رکھے اکجا الٰہی تا قیامت

دکھلاے خدا جلد مجھے یار کی صورت
بھرتی ہی مری آنکھون مین دلدار کی صورت

نکلی نہ کبھی ہاتھ سے تا زیست یہ دولت
رخسار چھوئین ہم خطِ رخسار کی صورت

گر دیکھ لے لیلی تو لکھے خط کنیزی
مجنون کی طرح آپ سے دلدار کی صورت

ہر بار یہ دریاے غرور آج کل ایسا
ہر دم وہ کھنچے رہتے ہین تلوار کی صورت

منھ کھولے ہوے موتی پہ موتی ہی اُگلتی
ہی شکلِ صدف چشم گہربار کی صورت

تھا ساتھ جو غیرون کے وہ میخانے مین شب باش
دیکھو تو ہی کیسی بنی میخوار کی صورت

آنکھون سے ہمارے جو نہان ہو گیا وہ گل
آیا ہمین ہر پھول نظر خار کی صورت

دانا ے حقیقت ہین جو اُنکو ہی یہ معلوم
تسبیح بھی باطن مین ہی زنار کی صورت

سودا ہی مرے سر مین یہ گیسوِ سیہ کا
ہر ذرہ بھی آنکھون مین شبِ تار کی صورت

ابرو تو کمان ہی نگہِ یار ہی ناوک
دل چھد گیا دیکھی جو کماندار کی صورت

حق حق تو یہ ہی فرق نہین بال برابر
تن اپنا ہی غائب کر یار کی صورت

تدبیر صفائی کی کوئی سوچ تجمل

پیدا ہوئی ہے یار سے تکرار کی صورت

دلا کیا مانگ اُس بُت کی ہے سیدھی راہ کی صورت
نہیں قشقہ جبیں کا صاف ہے اللہ کی صورت

کرون بے نا فراق یار مین گر آہ کی صورت
اُڑین ارض و سمایہ دونون برگ کاہ کی صورت

خبر اسکی نہیں دنیا سے وہ خود نامراد اٹھا
مرادین مانگتے ہین دیکھکر درگاہ کی صورت

ہوا دل اسقدر روشن فراق مہر طلعت مین
کہ جو داغ جگر تھا بنگیا وہ ماہ کی صورت

مہ نو دیکھکر ہم دیکھتے ہین یار کا چہرہ
جہان مین دیکھتے ہین سب کلام اللہ کی صورت

یہان ہے شان و شوکت عجب و صولت بعد مرنے کے
نہ پہچانیگا وان کوئی گدا و شاہ کی صورت

بحکم مصطفیٰ شیر خدا خیبر مین جب پہونچے
بنے دہشت کے مارے سب لعین روباہ کی صورت

نہ کیونکر لوح قرآن کی جبین یار کو سمجھین
کشیدہ ابروے پر خم ہین بسم اللہ کی صورت

تجلی یار کی جب سے سمائی ہے نگاہون مین
چلے آتے ہین غش پر غش کلیم اللہ کی صورت

جنازہ تیرے عاشق کا نہ کیونکر دھوم سے اٹھے
چلا ہے سوے مرقد بنکے وہ نوشاہ کی صورت

سکندر وقت مرزا اس سبب ہاتھ ملتا تھا
کہ دیکھینگے نہ اب ہم خیمہ و خرگاہ کی صورت

ٹھہرا ہی دل وصال یار کی تدبیر کرتے ہین
نکل آئیگی آخر کوئی رسم وراہ کی صورت

کبھی کعبہ مین جاتے ہین کبھی کعبہ سے بتخانے
نظر آتی نہین لیکن بت دلخواہ کی صورت

نظر آتا نہین وہ روے روشن مجکو اے گردون
رہا کرتا ہون مین چکر مین مہر و ماہ کی صورت

بڑھے رکھو ہاتھ بخشش کے تو اے گنجینۂ خوبی
نہین ہے دیکھتا کوئی ید کوتاہ کی صورت

فقیری کا لیا ہی جوگ جب سے عشق مین تیرے
صدا آنا لے کی بھی ہر دم ہے الا اللہ کی صورت

فرشتو دیکھ لو مین عاشق معشوق خالق ہون
نہین الجھن لگا ہون سے رسول اللہ کی صورت

تجمل کی دعا ہے یا خدا جلدی سے پہونچا دے
نجف مین جا کے دیکھے روضۂ ذیجاہ کی صورت

وہ جو آتے تو کبھی پاس نہ آتی فرقت
دل مرا کسلیے بے آگ جلاتی فرقت

آجتک جو نہ اٹھاتے تھے اٹھائے صدمے
دیکھتا ہے ابھی کیا گل ہے کھلاتی فرقت

تابِ نظارہ نہ لاے کوئی موسیٰ کی طرح
چہرۂ یار سے سرکے جو ذرا سا گھونگھٹ

کیا نزاکت ہی اُٹھانے نہین دیتا سرکو
تم پہ ہوتا ہی گرانبار یہ پیارا گھونگھٹ

شرم سے چہرے کو دامن چھپانے لگے وہ
مرحرآہ نے میرے جو اُڑایا گھونگھٹ

اور اک مرتبہ نظارہ مرا دل کر لے
اپنے چہرے سے اُٹھادو جو دوبارا گھونگھٹ

وصل مین بھی رہی اسد رجہ تمھین شرم و حیا
چپکے لپٹے رہے رخ سے نہ ہٹایا گھونگھٹ

کیون حفاظت سے لپیٹے نہ رہے یہ سرِ دم
رخ ہی قرآن غلاف اُسکا ہی تیرا گھونگھٹ

جنگ خیبر مین تجمل جو چلی تیغ علی
خوف سے لشکر کفار نے کھایا گھونگھٹ

ردیف ثاے مثلثہ

جاری زبانِ دل پہ ہی ہر بار الغیاث
پہونچو مدد کو حیدر کرار الغیاث

بہرِ خدا مسیح زمان لے مری خبر
کرتا ہی دمبدم ترا بیمار الغیاث

ساقی نکال دے کہین نا خوش نہو صنم
میخانے مین جو کرتے ہین [illegible] الغیاث

قاتل جو تیری تیغ سے گردن بھی ہو جدا
ہرگز کرے نہ تیرا گنہگار الغیاث

ہر رات دن لبون پہ تجمل کے یہ صدا
پایا نہ مین نے شربت دیدار الغیاث

مجھکو اے دلربا بتا باعث
تیری رنجش کا کیا ہوا باعث

تم نے غیرون سے دل لگایا ہے
آج رنجش کا یہ کھلا باعث

گل و بلبل سے آج بگڑی ہے
اسکا ہے عشق دلربا باعث

کیون شب وصل آج گھٹتی ہے
نہین کھلتا کچھ اے خدا باعث

عاشقون کے لیے سن اے پرفن
ہے قضا کا ترے ادا باعث

کربلا جانے کا تجمل کے
کوئی ہو جائے یا خدا باعث

ردیف جیم عربی

۱۴

آمد جو گلبدن کی ہی شادان چمن ہی آج
نرگس کی چشم وا ہی تو خوش نسترن ہی آج

اب بلبلین بھی نغمہ سرا ہین بصد خوشی
گل کی طرح شگفتہ گل یاسمن ہی آج

پھر پھر کے دیکھتا ہی خدا خیر کیجیو
کچھ تاک مین لگا ہوا چرخ کہن ہی آج

مجھسے تو آجتک نہ ہوئی تھی کوئی خطا
کس واسطے کھنچا ہوا گل پیرہن ہی آج

چلتی نہین کسی کی ہین اب خوش بیانیان
یکتا سخنورون مین مرا کم سخن ہی آج

لڑیان جو موتیون کی ہین ٹیکے مین یار کے
نکلی یہ ماہتاب مین گویا کرن ہی آج

خالق جدا نہو یون ہی محشر تلک رہے
معشوق کے دہن پہ جو میرا دہن ہی آج

گل بلبلون سے کہتے ہین کیا خوب بخت ہی
بہر شکار تاک مین ناوک فگن ہی آج

اوج فلک پہ عقد ثریا ہی شرمسار
بازوے یار پر جو بندھا نورتن ہی آج

ہر گام چومتی ہی زمین یار کے قدم
اللہ ری ناز کی تری کیا بانکپن ہی آج

تا تار تک جو پہونچی ہی خوشبوے زلف یار — نافہ نثار کرنے کو لایا ہرن ہی آج

ساقی نہین شراب پیو جب تلک ہی دم — ہاتھ اپنا میکشو ہی اور اپنا دہن ہی آج

کیا آج دام مین کوئی بلبل نہین پھنسی — صیاد کے جبین پہ کیسی شکن ہی آج
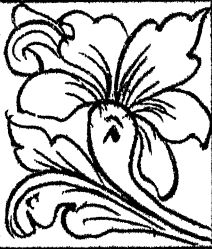
وہ مہروش ہی آج تجمل سے ہم بغل
چرخ کہن کے سینے مین کیسی جلن ہی آج

کیا مہربان ہی ان دنون دلدار کا مزاج — پوچھا ہی نامہ بھیج کے مجھ زار کا مزاج

بگڑا خوش آمدون سے مرے یار کا مزاج — ہفتم فلک پہ اب تو ہی سرکار کا مزاج

قاتل نے قتل کرنے سے روکا جو ہاتھ کو — اسواسطے بگڑ گیا تلوار کا مزاج

قاصد زبانی اتنا بھی کہنا مسیح سے — اچھا نہین ابھی ترے بیمار کا مزاج

کیسا سوال آکے نکیرین قبر مین — پوچھینگے مجھسے کیسا ہی سرکار کا مزاج

لیتا ہی بوسے ہر گھڑی رخسار یار کے — کیون اب ملیگا گیسوے خمدار کا مزاج

گر جنس سرد مہری جانان عیان کرون | ہوجائے سرد گرمی بازارکا مزاج

دکھلا دُرخ ہو زندہ تجمل کہ ایک ہی
آب بقا کا شربت دیدارکا مزاج

ردیف جیم فارسی

پیچ سنبل یہ ہین طرہ ترے دستار کے پیچ | فہم انسان سے ہین باہر تری رفتار کے پیچ
جسطرح ہالہ کی آغوش مین ہو ماہ مقیم | یون ترے زیب بر دوش ہین زنار کے پیچ
پھول سنبل سے یہ کہتے ہین دم سیر چمن | خوشنما دیکھے ہین کیا کاکل دلدار کے پیچ
نہین معلوم یہ کیا اُسکو سنا آئے ہین | کچھ سمجھ مین مرے آتے نہین اغیار کے پیچ
راستہ خلد کا بھکا سوئے دوزخ نکلا | کوئی دیکھے تو مقدر کا گنہگار کے پیچ
اہل اسلام بھی کسطرح نہون حلقہ بگوش | کان پر اُس بت بیرحم کے ہین زنار کے پیچ
واعظو باتین بنانے کو بناؤ لیکن | تمنے دیکھے نہین ہین گیسوے دلدار کے پیچ

لاکھ شانے سے تجمل نے اُسے سلجھایا
پر نہ نکلے ترے گیسوے گرہ دار کے پیچ

ردیف حاے مہملہ

تڑپتی ہے اُس بت کی فرقت مین روح
بدن کی طرح ہے مصیبت مین روح

جدا تن سے ہونا نہین چاہیے
پھنسی ہے یہ دامِ محبت مین روح

گوارا ہے مجھکو ذرا ہو نہ غم
نکل جاے گر تیری فرقت مین روح

ہوا ہے دہن کا ترے جب سے عشق
پڑی ہے نہایت ہی دقت مین روح

بخیلون سے دنیا نہین چھوٹتی
لگی رہتی ہے مر کے دولت مین روح

گنہگار جلتے ہین اُنکی مدام
رہیگی پڑی کیسی آفت مین روح

تجمل جفاے بتان کی ضرور
شکایت کریگی قیامت مین روح

کسی سے کہے دل مرا کس طرح
کہ الفت مین اُسکے پھنسا کس طرح

یہ ظاہر ہی یوسف تو کنعان مین تھے
زلیخا ہوئی مبتلا کس طرح

سبب اِسکا خود مجھکو کُھلتا نہین
ہوا دل مرا مبتلا کس طرح

مفصل یہ قصہ ہی قرآن مین
کہ یوسف کنوئین مین گرا کس طرح

نہین کوئی تدبیر چلتی مری
ملے وہ صنم ای خدا کس طرح

زبان ایک احسان لاکھون ترے
کرون شکر یارب ادا کس طرح

بتا تو ترے افعی زلف نے
مرے دل کو ظالم ڈسا کس طرح

ترا بام عرفان ہی بیحد بلند
یہ ذہن بشر ہو رسا کس طرح
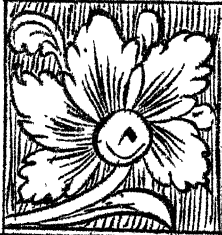
تجمل رکھے پاس تیرے روا
رقیبون کی آمد بھلا کس طرح

۸۱ ۸

دکھلا رہی ہی باغ مین کیسی بہار صبح
دامن سے آفتاب کے ہی ہمکنار صبح

رخصت گلوں سے ہوتی ہے شبنم بچشم تر
پھولوں پہ بلبلوں کی طرح ہے نثار صبح

سمجھا ہوں آفتاب کو وقت ہیں دیکھکر
میرے جگر کی طرح سے ہے داغدار صبح

ساقی بنا صنم مہ گلگوں کا دور ہے
دکھلاتی ہے بہار لب جویبار صبح

گھر سے نکلتے ہی جو مجھے یار مل گیا
کیسی ہوئی ہے آج مری غمگسار صبح

وعدہ ہے آج صبح کو ملنے کا یار سے
کیا شام ہے یہ جسکی ہے پروردگار صبح

کوئی سوا مرے نہیں بے یار دہر میں
ہے مہ کی شام مہر کی ہے رازدار صبح

وہ بت ہوا ہے آج تجمل سے ہم بغل
اس شام کی کبھی نہوا ہے کردگار صبح
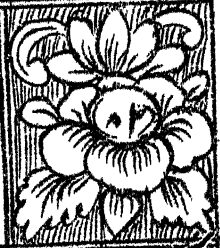
دیکھی جو اسکی زلف شب تار کی طرح
دل کھا کے پیچ رہگیا بیمار کی طرح

ہو جاؤں قتل عید شہادت نصیب ہو
ملیے گلے سے آپ جو تلوار کی طرح

انداز سا ہے قاتلوں کا انکسار بھی
جھکتے ہیں گر تو جھکتے ہیں تلوار کی طرح

ساقی یہ دخترِ رز تری کیا خوش نصیب ہی — زاہد بھی طالب اِسکے ہین میخوار کی طرح

کیا بت سے برہمن ترا بننے کا قصد ہی — کیون بدھیان گلے مین ہین زنار کی طرح

کہتا ہی یار مجھسے نہین تجھکو ہی جنون — باتین تو مجھسے کرتا ہی ہشیار کی طرح

دل نے ہمارے سینے کو اپنے سپر کیا — ابرو جو تیری کھنچ گئی تلوار کی طرح

آتے ہین یاد دستِ حنائی جو یار کے — روتا ہی دل بھی دیدۂ خونبار کی طرح

نیند اُڑ گئی ہی شوق مین دیدار یار کے — آنکھین کھلی ہین روزنِ دیوار کی طرح

آتا ہی وہ مسیح جب آتی ہی یہ خبر — پھر سست دل ہی کسلیے بیمار کی طرح

حداد بیڑیان جو بنا نا مرے لیے — وہ بھی گران ہون طوقِ گرانبار کی طرح

عاشق کے قتل سے ہی جو تلوار خونچکان — روتی ہی دیکھو دیدۂ خونبار کی طرح

کیا جلس یک ہی ہی ذرا ہم بھی تو سنین — گھر آپ کا ہی آج تو بازار کی طرح

کسکو ڈسینگے گیسوے خمدار آپ کے — بل بار بار کھاتے ہین کیون مار کی طرح

کیا اب مسیح قم کی صدا مین نہین اثر
دُکان رکھی ہر کسیلیے عطار کی طرح

۸۳

دیر و صنم کو چھوڑ دو تجمل پئے خدا
عزلت گزین ہو کعبے مین دیندار کی طرح

۷

اک جا قیام کیون نہین سیماب کی طرح
ہو بیقرار کیون دلِ بیتاب کی طرح

جب سے تمھارے عشق مین ہم مبتلا ہوے
غفلت ہر تب سے جاگنے مین خواب کی طرح

آئے نہ گر یقین تو مرے دل کو دیکھ لو
غم سے ہزار داغ ہین مہتاب کی طرح

سیبِ ذقن کا یار کے کیا اشتیاق تھا
دل خشک ہو کے رہگیا عناب کی طرح

کہتے ہین جسکو ملکِ بقا صاحبانِ عقل
فانی نہین وہ عالمِ اسباب کی طرح

شب بھر مین اپنی یاد دلاتا ہون اسلیے
تا مجکو بھول جانے نہ وہ خواب کی طرح
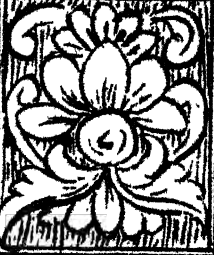
ہمت کی طرح قد بھی تجمل جو ہو بلند
ہر ایک قعرِ بحر ہو پایاب کی طرح

ردیف خاے معجمہ

ہم سے پھرا ہی آج سپہرِ برین کا رخ
ڈر ہی کہ پھر نہ جاے کہین کل زمین کا رخ

نام آورون کو خوف نہین انقلاب سے
الٹا کرو تو ہوتا ہی سیدھا نگین کا رخ

کیسی چمک دکھاتا ہی زلفِ سیاہ مین
ہی شکلِ آفتاب مرے مہ جبین کا رخ

چھیڑا ہزار طرح سے مانع رہی حیا
آغوش مین جھکا رہا اُس مہ جبین کا رخ

تیغِ علی کے خوف سے خیبر کی جنگ مین
تھا زرد قبل ضرب کے روح الامین کا رخ

جب بہرِ جنگ حیدرِ کرار جاتے تھے
نیچے قدم کے رہتا تھا فتح مبین کا رخ

افسوس بس یہی ہی تجمل کو ہر گھڑی
خندان کیا نہ اُسنے کبھی اِس حزین کا رخ

ساقیا تو نے سُنی گفتارِ شیخ
مے کا ہی اقرار یہ انکارِ شیخ

سچ تو یہ ہی نیشتر سے کم نہین
سالکانِ عشق کو تکرارِ شیخ

یہ طریق عشق کا ٹھگ ہی بڑا
دیکھ لو ہر گام پر رفتار شیخ

ساقیا توبہ شکستہ اب ہوئی
مے کے پینے پر ہوا اقرار شیخ

کیا غرض رندون کو جائین اسکے پاس
ہی مریدون کے لیے دربار شیخ

باز آیا اپنو پند و وعظ سے
کیون ہو رندو در پئے آزار شیخ

شعبدہ رندون نے کچھ ایسا کیا
سر سے اچھلی خود بخود دستار شیخ

ساتھ رندون کا تجمل چھوڑ دے
وا ہین اب آنکھین پئے دیدار شیخ

ردیف دال مہملہ

تجھکو رضوان رہے فردوس کا گلزار پسند
اس سے بڑھکر ہے مجھے کوچۂ دلدار پسند

کوچۂ عشق مین اپنو نہین گھربار پسند
یار کا ہمکو ہے بس سایۂ دیوار پسند

خط رخ پر ترے در پردہ فدا تھا اسسے
قیس دلخستہ کو تھا وادی پرخار پسند

واہ کیا خوبیِ قسمت سے تماشا دیکھا
اِن دنون یار کو ہی صحبتِ اغیار پسند

قدر دان آبلون کا کون ہی اِنسے بڑھکر
اسلیے پانون کے تلوون کو ہی خار پسند

سروِ قد باغ مین کس ناز و ادا سے نکلا
دیکھکر کبکِ دری کو ہوئی رفتار پسند

ڈر ہی قاضی کا نہ کچھ خوفِ عسس کا ہمین
عاشقون کو تو ہی ہر روز شبِ تار پسند

شیخ کیا رشتۂ تسبیح سے یہ بہتر ہی
کسلیے تجھکو ہوا رشتۂ زنار پسند

نہین معشوق ہی وہ جسمین نہو ناز و ادا
عاشقون کو تو ہی معشوقِ طرحدار پسند

جنسِ دل بکتی ہی لے لو نہین ہوگا افسوس
دیکھتی ہی اِسے کرتے ہین خریدار پسند

قصرِ جنت مین تجمل وہی پائیگا ضرور
جسکو محشر مین کرینگے شہ ابرار پسند

سن لے میرے دلِ مضطر کی خدایا فریاد
دستِ بیدادِ بتان سے نہوا یہ کبھی شاد

پوچھتا کیا ہی مرا حال بتاؤن کیونکر
عشق مین تیرے کیا عمر کو مین نے برباد

کیا قیامت کا وہ گلرو ہی کہ ہرن ہر رات — ناز و انداز مین کرتا ہی ہزاروں ایجاد

شوق اُس گل کی غلامی کا ہی اب دل سے — لاکھ قمری نے صنوبر کو کیا ہی آزاد

دل مین شیرین کی ہوس پھر تو نہ باقی رہتی — دیکھ لیتا جو پری رو کو ہمارے فرہاد
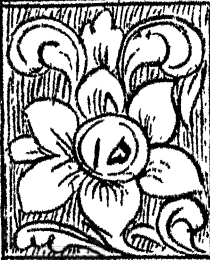
دیکھ کے مجھکو ستمگار نے یون حکم دیا — بیڑیان کسیلے جلدی نہین لاتا حداد

۸۸

شکر خالق کا **تجمل** کرے کس منھ سے ادا

اتنو آنے سے پری رو کے ہوا گھر آباد

۱۵
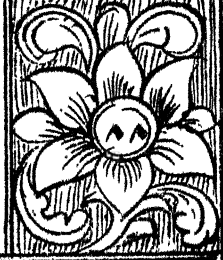
رکھتے ہین عجب حسن ضیا بار محمد — عاشق ہی خدا اور ہین دلدار محمد

کر دو مجھے عصیان سے سبکبار محمد — ہون تمسے شفاعت کا طلبگار محمد

لولاک سے ظاہر ہی شرف ہر دو سرا مین — کونین کے ہین باعث اظہار محمد

بے اذن فرشتے نہین جا سکتے تھے گھر مین — واللہ دو عالم کے ہین سردار محمد

جو چاہین جسے دیگئی انھین کی ہی خدائی — سرکار الٰہی کے ہین مختار محمد

کونین مین رتبہ یہ بھلا کسکو ملا ہی — دیکھو آئے ہین اللہ کا دربار محمد

بازار قیامت مین یہ آئینگی صدائین — ہین جنس شفاعت کے خریدار محمد

پہونچا دو مدینے کہ مین دیکھون لحد پاک — ہر دل سے دعا میری یہ ہر بار محمد

محشر مین یہی ایک ہی بخشش کا وسیلہ — ہون تیرے نواسون کو عزادار محمد

واللہ وہی آتش دوزخ مین جلیگا — جو تیری نبوت سے ہی بیزار محمد

پایا ہی کہان ایسا شرف اور نبی نے — امت کی ہی بخشش کا سزاوار محمد

جو الفت شبیر کی کشتی پہ ملیگا — کر دینگے بس اکدم مین اُسے پار محمد

رؤیا ہی مین کر دیجیے زیارت سے مشرف — آنکھین ہین ترستی پئے دیدار محمد

مالک انھین دونون کو خدائی کا کیا ہی — حیدر جو ہین نائب تو ہین مختار محمد

کس منہ سے کہی چاہنے والا ہی تجمل

خالق کے ہین معشوق طرحدار محمد

ردیف دال ہندی

۸۹۰

دولتِ حسن پہ کیون کرتے ہو سرِ یار گھمنڈ
کیا نرد ال اُسکو نہین کسلیے ہی یار گھمنڈ

ہی ہوس سارے مریضون کو مسیحا تیری
اسلیے کرتا ہی ہر دم ترا بیمار گھمنڈ

ای شبِ ماہ تجلی پہ ہی کیون تجھکو غرور
یار کو دیکھ کے مٹ جائیگا اکبار گھمنڈ

کیون ہو اکبر کی سرین نہ سمائے اُسکے
رخ پہ کرتی ہی تری کاکلِ خمدار گھمنڈ

سر بزارون کے اڑائے صفتِ برگِ خزان
کیون نہ ابرش پہ کرے آپ کی تلوار گھمنڈ

توڑ ناوک کا ترے دیکھ کے ای صید فگن
ایسے سہمے کہ گئے بھول کماندار گھمنڈ

جب سے پہونچی ہی تری زلف کی خوشبو وان تک
مشک یہ کرتے نہین تبت و تاتار گھمنڈ

تجھسا معشوق تجمل کو ملا ہی ای شوخ
کس لیے اُسکو نہو ای بتِ عیار گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

(۹۰)

آج بازو پہ بندھا ہی ترے کیسا تعویذ
شاید اغیار نے لکھ پڑھ کے ہی بھیجا تعویذ

رازِ سربستہ ضرور اسمین ہی مانو لگا نہین
تجھکو ہی میری قسم مجھکو بھی دکھلا تعویذ

ایسے تعویذ کو باندھے نہ کبھی پائون مین وہ
چرخ کے سینے پہ ہی مہر کا جیسا تعویذ

آج کالے نے سرِ شام سے سن آگلا ہی
کب تری زلف مین لی ہی یار ہی لٹکا تعویذ

لے کے نامہ کو مرے اُسنے کہا قاصد سے
خط نہین بغض و عداوت کا ہی آیا تعویذ

سنگ موسیٰ کی گلے مین نہین تختی ہی مسیح
تیرے عاشق کا یہ دل بنکے ہی لٹکا تعویذ

سارے ملا ہین نجومی کی طرح سے جھوٹے
دل کو آکرم نہین دیتا ہی دلاسا تعویذ

دیکھنا لطف و تلطف اب اُدھر سے ہوگا
اُسکے بازو سے تجمل نے ہی بدلا تعویذ

(۹۱)

ہی ترا شیرین سخن مثلِ شکر کیسا لذیذ
ہی نبات و قند سے بھی بیشتر کیسا لذیذ

نعمتِ دنیا کی پروا کس لیے ہو اہی صنم
عشق مین کھانے کو ہی لختِ جگر کیسا لذیذ

دیکھتے ہو لاش کو کھاتی ہی کیسے شوق سے
قبر کو ہی ہر بشر کا جسم دسر کیسا لذیذ

جسکے بوسے مین مزہ ہی نعمتِ فردوس کا
ہی ترا سیبِ ذقن اہی سیمبر کیسا لذیذ

ہر گھڑی عشاق کو ہی اسکے کھانے کی ہوس
پھل تری تلوار کا ہی سیمبر کیسا لذیذ

نعمتین حق نے عطا کین کیسی انسان کیلیے
زندگی مین کھانا کھاتا ہی بشر کیسا لذیذ

حبِ حیدر سے تجمل کو ملیگا دیکھنا
حور کے ہاتھون سے جنت کا ثمر کیسا لذیذ

ردیف راے مہملہ

۹۲ ۱۳

ترے در کا دربان ہی قیصر سے بہتر
گدا تیرے در کا سکندر سے بہتر

خدا کے بھی نزدیک جز ذاتِ احمد
نہین کوئی رتبے مین حیدر سے بہتر

نہ تھا جان نثارانِ آقا مین کوئی
زمانے مین سلمان و بوذر سے بہتر

شرف کیسا نامہ بری سے ملا ہی | نہین کوئی طائر کبوتر سے بہتر
عجب پاک ہی خاک کرب و بلا کی | ہر اک ذرہ ہی سیم اور زر سے بہتر
ہزارون نبی اور مرسل ہین گذرے | نہ تھا کوئی اپنے پیمبر سے بہتر
نہین کان مین میرے آواز ناقوس | کبھی شور اللہ اکبر سے بہتر
عجب وصف شیرین زبانی مین پائے | مزے مین ہی قند مکرر سے بہتر
نبی و علی کے غلامون مین کوئی | نہین تھا بلال اور قنبر سے بہتر
ملاقات معشوق و عاشق کا ہی دل | نہین کوئی دن روز محشر سے بہتر
پسینہ جو گرمی سے اس گل کا ٹپکا | ہر اک قطرہ تھا لعل و گوہر سے بہتر
مے ناب ایسی پلا ساقیا اب | مصفا ہو جو آب کوثر سے بہتر
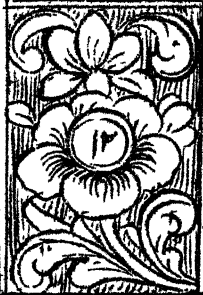
بغل مین جو وہ سیمتن رات دن ہی
تجمل بھی ہی اب تونگر سے بہتر

۹۳ ۱۲
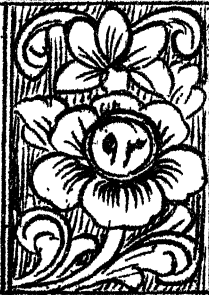
غرور کیون ہی تمھین گلعذار جوبن پر
اکڑتے کسلیے ہو بار بار جوبن پر

خدا کے واسطے اب کھیل کود کو چھوڑو
شباب آگیا اب ہی اُبھار جوبن پر

یہ کہہ کے بلبلین ہین نغمہ سنج گلشن مین
گلون کی خوب ہی اب تو بہار جوبن پر

گیا شباب مٹے سارے ولولے دل کے
چڑھاؤ وہ نہین اب ہی اُتار جوبن پر

مقر تمام حسین اسکے ہین کہ ہی غالب
ہمارے یار کا جوبن ہزار جوبن پر

بس اب تو ہجر مین جینا مجھے نہین منظور
جو حکم ہو تو کرون سر نثار جوبن پر

گیا چمن مین وہ گلرو تو پھول گلشن کے
نثار ہونے لگے بار بار جوبن پر

شب وصال وہ نازک بگڑ کے کہنے لگا
ہٹاؤ ہاتھون کو پڑتا ہی بار جوبن پر

تمھارے حسن کو جسنے سنا بنا مجنون
ہوے ہزارون غریب الدیار جوبن پر

اُسے جو دیکھے تو رضوان بھی باغ جنت سے
نثار کرنے کو لائے انار جوبن پر

دو رنگی چمن دہر میکدے مین بھی ہی
کبھی ہی نشہ کبھی ہی خمار جوبن پر
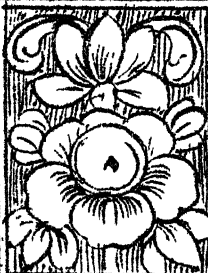
یہی دعا سحر و شام ہو تجمل کی
ہو اُسکے حسن کی ہردم بہار جوبن پر
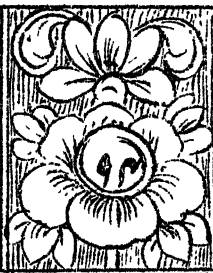
کھلے جو وہ گیسوے معنبر دماغ گل ہوگئے معطر
اُڑی صبا جو شمیم لیکر چمن معطر ہوے سراسر
تمام دن آفتاب انور تمام شب یہ مہ منور
جہان مین مانند چرخ اخضر نثار تجھپر ہین گرد پھر کر
ہین رن مین قاتل کے اور تیور تپان ہر سینہ مین قلب مضطر
مہم ہو کس طرح دیکھیے سر رکا ہو قاتل کھنچا ہو خنجر
نہ کیون ہو ڈیوڑھی پہ اُسکے ششدر جو ہو تو دربان ملے ہے در پر
کہے یہ کون اُس سے تیرے در پر کھڑا ہو کوئی بحال مضطر
قضا نے دامن پکڑ کے کھینچا جنازہ تا گور آکے پہونچا

کہے یہ کون اُنسے دیکھو مُڑ کر یہ خون ناحق ہوا ہی تیرا

تمھین سے ہمنے ہی دل لگایا حسین ایسا نہ کوئی پایا

مفارقت مین تمھارے دلبر اُٹھائے صدمے ہزار دلبر

جو مارا مرحب کو ایک دم مین غریو تھا لشکرِ ستم مین

کیا جو حیدر نے فتح خیبر ہوا کوئی خوش کوئی مکدر

کھڑا ہی در پر ترے تجمل ہی اُس پہ حسرت میں کیوں تامل

جو سائل آئے ہین تیرے در پر گدا سے وہ ہین بنے تو انگر

درد دل اپنا بھلا تمسے بتاؤن کیونکر
دیدنی جب وہ نہین تمکو دکھاؤن کیونکر

دل مضطر کو بہ نذر مین لاؤن کیونکر
ساکن ایسے متحرک کو بناؤن کیونکر

کوئی تدبیر تو بتلا مجھے اہ دل اسدم
یار روٹھا ہی مین اُسکو مناؤن کیونکر

خوف ہی فتنۂ خفتہ نہ کہین جاگ اُٹھے
عطر فتنے کا مین سوتے مین لگاؤن کیونکر

قافلے والون سے لیلی یہ کہا کرتی تھی
اپنے مجنون کو مین ویرانے مین پاؤن کیونکر
خط پہونچتا ہی نہ ہوتی ہی ملاقات کہین
اپنی بیتابی دل اُسکو سناؤن کیونکر

۹۶
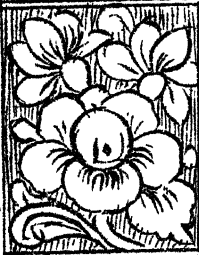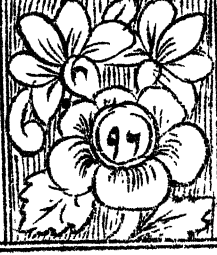
یار اک شب یہ تجمل سے لگا کہنے تمھین
دیکھ لے کوئی گلے سے مین لگاؤن کیونکر

۱۰

گذر ہی کس کا الٰہی مزار کے اوپر
کہ انتشار رہی یان انتشار کے اوپر
یقین یہ سب کو ہوا چاند ابر مین آیا
جب آئی زلف سیہ روے یار کے اوپر
ہزارون تیر نگہ سے ترے ہوے ہین فگار
کمر کو جب سے کسا ہی شکار کے اوپر
عبث حضور نے قاصد کو اپنے زحمت دی
خبر کا بھیجنا آسان تھا تار کے اوپر
مکان غیر پہ جانے سے ہوگی بدنامی
جوانی آپ کی ہی اب ابھار کے اوپر
خدا کی یاد تو تسبیح کے شمار پہ ہی
تمھاری یاد ہو کیونکر شمار کے اوپر
تمھارے گھر پہ رقیبون کی دیکھکر آمد
اب انتشار بڑھا انتظار کے اوپر

صبا یہ جا کے مسیحا سے میرے کہدینا ق	ترا مریض موا کوہسار کے اوپر
تڑپ تڑپ کے ترے ہجر مین جہان سے گیا	لکھا ہی حال یہ لوح مزار کے اوپر
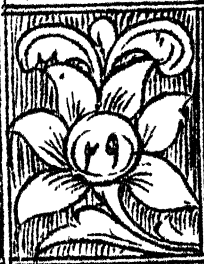
علی مدد کو تجمل کے وان بھی پہونچینگے
غرور کیون ہی لحد کو فشار کے اوپر
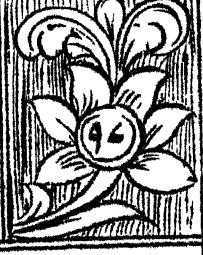
٩٧ — ٢٩

لاکھون مرے ہوے ہین مرے خوشخصال کے	صدقے ہین مہر و ماہ بھی اُسکے جمال پر
آسن کو مارے جوگی ہین مرگون کی کھال کے	دھونی رمائے بیٹھے ہین سب ایک جال پر
سب کو یقین ہی ترے چہرے کے خال کے	خون سیاہ کا مرے دھبا ہی گال پر
منت کش سحاب رہین باغ کے شجر	سایہ رہے خدا کا مرے نونہال پر
رکھتا ہی نقص جو وہ ہی حیوان اصل مین	ہی انحصار عزت انسان کمال پر
اک دم بھی شاق ہی قفس جسم مین قرار	اب مرغ روح کھولے ہی اُڑنے کو بال پر
روشن زوال مہر منور سے یہ ہوا	رہتا نہین ہی کوئی یہان ایک حال پر

بوسہ لبون کا اُسنے دیا جب طلب کیا
سائل سے مُنہ سخی نے نہ موڑا سوال پر

کہتی ہین بلبلین کہ نکلنے کی دی نہ راہ
نازل خدا کا قہر ہو صیاد جال پر

ہوتی نہین ہے مسند زرتار کی ہوس
سورہتے ہین فقیر تو چیتے کی کھال پر

تو وہ حسین ہے دیکھ لے یوسف جو رخ ترا
قربان تیلیون کو کرے تیرے خال پر

مجھکو جدا کریگا جو صیاد کی چلی
بلبل یہ کہتی پھرتی ہے ہر گل سے ڈال پر

ہر دم یہ کہنا فرض ہے انسان کے واسطے
لعنت ہزار بار ہو شیطان کی آل پر

سمجھے یہ لوگ مہر منور شفق مین ہے
سرخی جو آئی غصے مین مہرو کے گال پر

وصلت مین اختصار زمانے کا دیکھیے
دن کا گمان ماہ پہ ہے مہ کا سال پر

سرخ آستین سے ہاتھ جو اُسکے ہوئے بلند
سمجھے یہ ہم پری نے نکالے ہین لال پر

نامے کا جلد یار سے لایا جو وہ جواب
یاقوت لگے ہین دو نگا کبوتر کو لال پر

کہتے ہین سب مشاعرے مین مجھکو دیکھکر
ہم ختم شاعری اِسی نازک خیال پر

اچھے ہین جنکے دی ہی خدانے بہادری
قائم مزاج رہتے ہین جنگ و جدال پر

شاہون کو وہ پسند فقیرون کو یہ پسند
ترجیح کس طرح نہو کمل کو شال پر

کہتا ہے جو یہی کے سر آسمان ہلال
نخوت نہ چاہیے کبھی اپنے کمال پر

اغیار کے دلون مین کیونکہ صحیح ہو ملال
اتنا تصرف اپنا ہوا اُسکے مال پر

نامردون کو مفت ساغر مے جو نہ دی پلا
لعنت خدائے پاک کی ایسے کلال پر

اے نا خدا اگر سخی ہو کیون نا دری چڑھی
بدلا قماش کیون ہے تیرے پتی خلال پر

عاشق دوا مرض کی سمجھتے ہین ای مسیح
گرتے ہین مرغِ سان تری مُنھ کے اگال پر

اِس شان سے رسول خُدا عرش پر گئے
حیرت فرشتون کو ہوئی جاہ و جلال پر

گر آپ چاہتے ہین تو آتا ہی مفت ہاتھ
ہم نقدِ دل کو بیچتے ہین اک وصال پر

چہرہ وہان اُداس ہوا یان جگر جلا
ہمکو بھی رنج ہوتا ہی آنکے ملال پر

یکسان نہین گذرتی تجمل کسی طرح

۹۸ ملتا نہین زمانہ کبھی ایک حال پر
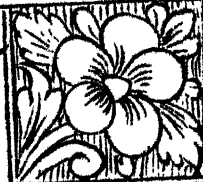
ہم اپنے دل کو بیچتے ہین اک نگاہ پر
سودا یہ لے کے بیٹھے ہین الفت کی راہ پر

ٹکتا ہی جسکو عشق اُسے چھوڑتا نہین
موقوف ہی گدا پہ نہ کچھ بادشاہ پر

یوسف نہ اسطرح سے جھکتا کبھی کنوئین
ہوتی نظر جو اُسکو زلیخا کی چاہ پر

جسکو کمال ہی اُسے اکدن زوال ہی
ثابت ہو یہ پڑے جو نظر روے ماہ پر

جھوٹی خوش آمدون سے ہی مگرا تراد ماغ
ملتا نہین دماغ غلط واہ واہ پر

ذرے کو حکم دے تو بنے دم مین آفتاب
ہو کوہ کا گمان ابھی سب کو کاہ پر

شاہین ہین تری آنکھین مرا مرغ دل شکار
دنبالہ دار سرمہ نہین ہین سیاہ پر

۹۹ جو چیز ہی یہان ہی تجمل اُسے فنا
تکیہ نہ کرنا چاہیے دنیا کی جاہ پر

کہتا ہون تم سے بزم مین مین ہاتھ جوڑ کر
بیٹھو نہ مجھسے بہر خدا منھ کو موڑ کر

جوہر شناسِ غم ہین جو بازار دہر مین
خواہان وہ آنسوؤن کے ہین گوہر کو چھوڑکر

مجنون وہ ہلو کہ جسم مین اطفال شہر نے
ہر عضو کو جدا کیا پتھر سے توڑکر

آیا ہے گر نہانے تو حمام کو وہ شوخ
دُرِّ عدن سے پائیگا گیسو نچوڑکر

سرخی حنا کی یہ نہین سرخی ہے خون کی
آئے ہین آپ پنجۂ مرجان مڑوڑکر

آلہ مژہ کا مجھکو دکھا کر وہ کہتے ہین
رکھدونگا کشتِ دِل کو ترے اِس سے گوڑکر
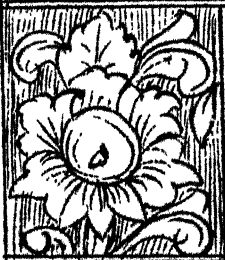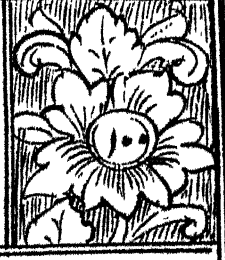
۱۰
زورآوری پہ اپنے تجمل ہے اُنکو ناز
پھینکا ہے جب سے رشتۂ اُلفت کو توڑکر
۵

لاغری سے مری نفرت ہے جو کرتی زنجیر
خود بخود پانون سے ہردم ہے اُترتی زنجیر

ہتکڑی ہاتھ پکڑتی ہے وہ لاغر ہون مین
خستہ حالی پہ مرے نالے ہے کرتی زنجیر

سختیان راہ مین زندان کے ہین ایسی جن سے
بے ہمارے قدم آگے نہین دھرتی زنجیر

مردے جاگ اُٹھتے ہین ہر گام پہ سنکر جھنکار
غل مرے پانون مین اسدرجہ ہے کرتی زنجیر

جب سے صحرا سے تجمل کو ہوئی ہے الفت
کیسی آبادی مین جانے سے ہے ڈرتی زنجیر

ردیف راے ہندی

ہوسِ زلفِ سیاہِ یار کی چھوڑ
بس اے دل رشتۂ الفت کو دے توڑ

دعاے توبہ اے پیرِ مغان پڑھ
صراحی اور پیمانہ کا سر پھوڑ

ضعیفی آئی چل مسجد کی جانب
اب اے پیرِ مغان میخانے کو چھوڑ

مجازی عشق مین کیون مبتلا ہے
سوے عشقِ حقیقی روے دل موڑ

تجمل ہم سے وہ گلرو ہے برہم
خدا سمجھے رقیبون کا چلا جوڑ

ردیف زاے معجمہ

کیا خطا ہو گئی کیون کرتے ہو دلدار گریز
طالبِ وصل سے لازم نہین نہار گریز

نہین سوتا ہو تحفظ کے لیے صاحب مال
خواب سے کیون نہ کرے چشم گہربار گریز

تو جو ہرجائی ہو اُسکا یہ نتیجہ نکلا
اب تو صحبت سے ترے رکھتے ہین اغیار گریز

سامنا خار کا ہو اتنے چُبھے ہین کانٹے
کف پا سے مرے کیونکر نہ کرین خار گریز

محتسب کی درِ میخانہ پہ کیا آمد ہو
نشہ کی طرح سے کیون کرتے ہین میخوار گریز

کیون نہ حیران ہون مین دیکھ کے وہ گیسو و رخ
مہر سے بھی نہین کرتی یہ شب تار گریز

ناز بیجا نہ کرو آئینہ دیکھو تو ذرا
خط نکلنے سے کیا حسن نے اکبار گریز

سخت جانی سے ہماری ہوے ایسے عاری
ہم سے کرنے لگی اُس ترک کی تلوار گریز

وحشت و جوشِ جنون سے ہو یہ حالت میری
دیکھکر کرتے ہین اب ادمی و کہسار گریز

کیا عجب ہو کہ جہنم مین نہ جانا ہو ترا
تجھسے سب کرتے ہین اے آہ شرربار گریز

ہون وہ بدبخت جو آ[illegible]نت کو مین جا نکلون
صورت سایہ کرے یار کی دیوار گریز

دیر کیون تجھکو مسیحا ہو مسیحائی مین
تیرے بیمار سے اب کرتے ہین بیمار گریز

چھوڑ کر زہد کو ہون بندۂ فرمان اُسکا
مجھسے کرتا ہی عبث وہ بت عیار گریز

دیکھ لو سبحہ و زنار ہین ہر اک رشتہ
جادۂ کفر سے کیون کرتے ہین دیندار گریز

وقت مشکل ہین کوئی ساتھ نہین دیتا ہی
ہر گراں بار سے کرتے ہین سبکبار گریز

۱۰۴

صاف دل ہو کے پریرو جو تجمل سے ملا
حال یہ دیکھ کے کرنے لگے اغیار گریز

دل سے رکھتا ہی ہر انسان زر و دینار عزیز
اُنسے بڑھکر ہی نہ ہمدم نہ کوئی یار عزیز

قیس و فرہاد کو تھا وادی و کہسار عزیز
خانہ داری مین ہی انسان کو گھربار عزیز

مفلسی اپنے کو بیگانہ بنا دیتی ہی
پوچھتا کون ہی اُنکو جو ہین نادار عزیز

تختہ تابوت کا ہو تخت سلیمان سے سوا
کاندھا دینے کو چلین آئین اگر چار عزیز

بولی تقدیر زلیخا سے مبارک ہو تجھے
جب ہوا مصر مین یوسف کا خریدار عزیز

کہہ رہی ہی یہی ہر کبک دری کی رفتار
دل سے ہی اُسکو مرے یار کی رفتار عزیز

ہی یہی مونس و غمخوار جنون مین اپنی
کیون نہو پانون کی زنجیر گرانبار عزیز

گلشنون کے لیے اب فصل بہار آئی ہی
اسلیے بلبلون کو ہی گل و گلزار عزیز

خلق بندون کو کیا اُسے عبادت کے لیے
پیش معبود نہین عبد گنہگار عزیز

بت پرستی کا یہ تمغا ہی اسی سے ہی تمیز
اسلیے رکھتے ہین زنار کو کفار عزیز

۱۰۴
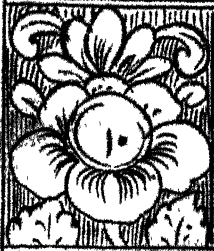
پھینکدو توڑ کے اب پہنو گلے مین تسبیح
ای تجمل نہ کرو آج سے زنار عزیز

۱۰
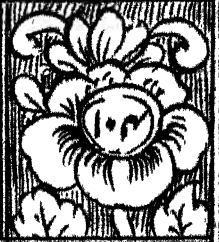
یار کا اپنے ہی ہر ہر نرالا انداز
ایسا دیکھا نہ سنا ہمنے کسی کا انداز

کیا غضب ہی کہ شباب آتے ہی گل کرنے لگے
غیر سے ملنے کا تازہ ہی نکالا انداز

یہ تو بتلاؤ ہمین گالیان کیون دیتے ہو
اِسطرح کا تو کبھی تھا نہ تمہارا انداز

یہی عشوہ یہی غمزہ ہی یہی ناز و ادا
ای پری حور نے بھی تیرا اُتارا انداز

سادہ لوحی بھی ہی حیرت بھی ہی خم چشم بھی ہی
آئنہ سیکھ گیا ہی مرا سارا انداز

بل پہ بل پیچ پہ ہی پیچ ترے کاندھے پر
زلفِ خمدارین انھی کا ہی سارا انداز

بانکی چتون ہی تری اور لگاوٹ کی نگاہ
قتل کرتا ہی مرے دل کو یہ تیرا انداز

غمزے حوروں کے پسند آئین جنان مین کیونکر
پھر رہا ہی مری آنکھون مین تمھارا انداز

بیکلی دل مین ہی اب بلبلون کے پھولون سے
اپنی پوشش کا وہ تمنے ہی نکالا انداز

عاشق ای جان تحمل ہی تمھارا دل سے
تا دمِ زیست نہ جائیگا یہ اسکا انداز

ردیف سین مہملہ

اب کوئی باقی نہین ہی مجھکو دنیا کی ہوس
ہی اگر دل مین تو بس دیدار مولا کی ہوس

عشق مین شیرین کے مجنون کیطرح پھرتا رہا
کوہکن کو تھی ہمیشہ کوہ و صحرا کی ہوس

منحصر چشمون سے انکی پیاس بجھ سکتی نہین
عشق کے پیاسون کو کیونکر ہو نہ دریا کی ہوس

ساتھ سب کے مصر کے بازار مین موجود تھی
پھر یوسف کیا جوان تھی ایک بڑھیا کی ہوس

ملک گیری کی ہوس تا زندگی باقی رہی
خاک ہونے سے مٹی جمشید و دارا کی ہوس

۱۰۶ — ۸

یہ تجمل دل مین اپنے قبر تک لیجائیگا
اُس پری رخسار کے حسن دوبالا کی ہوس
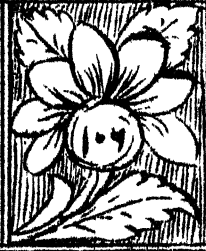
یون مجھے جوش جنون مین ہی بیابان کی ہوس
جسطرح بلبل کو ہو صحن گلستان کی ہوس

جسطرح ہی قامت جانان کی مجھکو آرزو
قمریون کو کب ہی یون سرو خیابان کی ہوس

روز و شب جب تیرے دانتون کا نظارہ ہی نصیب
اب نہین مین نادان کرون گوہرِ غلطان کی ہوس

ناخن رنگین تمھارا جسنے دیکھا اک نظر
اُسکے دل سے مٹ گئی لعل بدخشان کی ہوس

گل کو اُس رخسار کے نظارہ کی ہی آرزو
دل مین سنبل کے ہی دید زلف جانان کی ہوس

رتبۂ حب وطن ہی جاہ و دولت سے سوا
مصر مین رکھتے تھے یوسف سیر کنعان کی ہوس

پنجۂ رنگین نکالیگا نہ پردے سے وہ بت
اب خدا ہی ہی جو نکلے قلب مرجان کی ہوس

اے تجمل دل مرا کیونکر نہ کھائے پیچ و تاب

ایک دم جاتی نہین ہو زلف پیچان کی ہوس

ردیف شین معجمہ

آمدِ فصلِ بہاری ہو بھرا ہو دل مین جوش
ٹکڑے ٹکڑے ہو گریبان اب نہین باقی ہو ہوش

غافلو ہشیار ہو کر باندھو اب رختِ سفر
قافلے کا کوچ ہو دل ہو جرس کا پر خروش

طمع دنیا سے اگر محمود بت کو توڑتا
بت شکن کی جا پہ وہ مشہور ہوتا بت فروش

دوستیِ حسن سے دن رات آنکو کام ہو
دل سے عاشق ہین کسی کے جسقدر ہین قہ پوش

مہربان ساقی اگر ہو تو یہ مستون سے کہے
نشہ گر کم ہو گیا ہو جام دو پھر کرو نوش

کیا شرف بخشا بتون کے توڑنے کے واسطے
زیر پا دستِ خدا کے مصطفےٰ نے دیکے دوش

یا علی یا ایلیا بہر مدد اب آئیے
بس تجمل کی زبان پہ ہو یہی دم خروش

کرتا ہو دل مرا مژہ یار کی تلاش
وہ آبلہ ہو یہ جسے ہو خار کی تلاش

جویاے زلفِ یار رہا داغدار دل
طاؤس سے کبھی نہ گئی مار کی تلاش

کافی ہی مجھکو جنبشِ ابروحضور کی
کیون ہہرِ قتل آتنی ہی تلوار کی تلاش

منصور کی طرح نہ بچیگی ہماری جان
سولی ہوئی ہی قامتِ دلدار کی تلاش

زلفِ سیاہِ یار مین گم ہوگیا ہی یہ
ظلمات مین ہی خضرِ دلِ زار کی تلاش

خورشیدِ داغ دل کی ٹڑی تیز دھوپ ہی
مجھکو ہی تیرے سایۂ دیوار کی تلاش

سائے کی طرح ساتھ مرا چھوڑتی نہین
پیچھے ٹڑی ہی کاکلِ دلدار کی تلاش

گھر بیٹھے مل گیا مجھے وہ اتفاق سے
تھی مدتون سے جس بتِ عیار کی تلاش

دو ن اک نگہ پہ دل جو کوئی مہربان ملے
اِس جنس کے لیے ہی خریدار کی تلاش
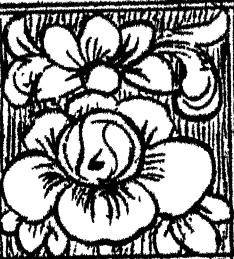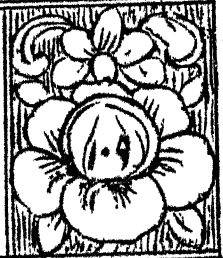
۱۰۹ اکسیر سے جو یہ ہی **تجمل** کہین سوا
ہر شخص کو ہی خاکِ دریار کی تلاش ۱۰

جنت مین بھی اک لحظہ تھو یار فراموش
یاد آئین وہ گیسو جو ہون رخسار فراموش

اے قاصدِ ہمراز مسیحا سے یہ کہنا
کیونکر ہوا دل کو ترے بیمار فراموش

خوبی سے بدی بخت کی سو حصہ ہے بڑھکر
اک بار ہون یاد اُسکو تو سو بار فراموش

سو داغِ جگر جسکی جدائی مین اُٹھائے
کیونکر ہو مرے دل کو وہ دلدار فراموش

مر جاؤنگا لیکن نہ کسی طرح سے ہونگے
یہ آپکے خالِ خط و رخسار فراموش

اِس عشق کے کوچے سے خدا سب کو بچائے
جو اِسمین پھنسا ہوگیا گھر بار فراموش

کیون سوچ مین رہتے ہو تجمل سحر و شام
معشوق تو سب ہوتے ہین سیار فراموش

ردیف صاد مہملہ

بس صنم دیکھ لیا ہمنے تمھارا اخلاص
کیا ہوا دل سے تمھارے وہ ہمارا اخلاص

رات دن چین نہین اپنے دلِ مضطر کو
جب سے اِسمین ہے کمین آپکا پیارا اخلاص

دیکھتا ہون مین ذرا تجھکو محبت نہ رہی
کر گیا دل سے ترے انپو کنارا اخلاص
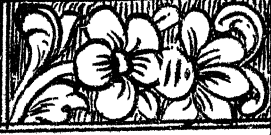
اُس جوان کو مری جانب سے سنا دیہ کوئی
عین پیری مین ہی جینے کا سہارا اخلاص

اے صنم پیار سے تیرے نہین سیری ہوتی
اپنے عاشق سے تو پھر کرلے دوبارا اخلاص

صاف تبلا دو لگاوٹ نہین اچھی ہوتی
ناگوارا ہی کہ ہی تم کو گوارا اخلاص

غم عداوت کا مرے دل سے فراموش ہوا
کرلیا یار نے پھر مجھسے دوبارا اخلاص
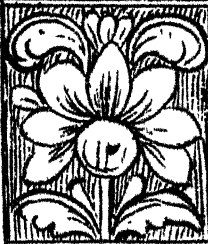
ہجر کے صدمے تجمل نے اٹھائے ہین بہت
پیار سے لگ جاؤ گلے کرلو دوبارا اخلاص
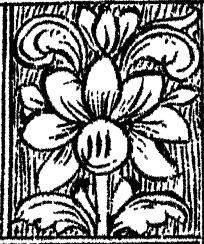
دل وحشی کو تو ہی الفتِ جانان مخصوص
مرے رہنے کو نہ کیونکر ہو بیابان مخصوص

بلبلین نغمہ سرا ہو کے یہ کرتی ہین کلام
ہی گلون کے لیے گلزار و گلستان مخصوص

منتخب گل ہین عنادل کے لیے گلشن مین
قمریون کے لیے ہی سروِ خیابان مخصوص

خاص خورشید جہانتاب ہی حربا کے لیے
کبک کے واسطے ہی بس مہِ تابان مخصوص

انس کے قبل ہی قرآن مین جن بھی موجود
کب پئے طاعتِ معبود ہی انسان مخصوص

جامہ ٹکڑے ہی جو تن مین نہین پروا مجھکو
عاشقون کے لیے ہی چاک گریبان مخصوص

دیکھکر پاے حنائی شہِ خوبان کا مرے
شرم سے جاتی رہی سرخیِ مرجان مخصوص

اشکِ خونین جو مری آنکھون سے ٹپکے شب ہجر
قطرہ ہر ایک بنا لعلِ بدخشان مخصوص

زندہ ہو جاے مسیحا ترا مردہ دم مین
دیکھ لے آکے جو تو گورِ غریبان مخصوص

خاص ہی یون شبِ گیسو کو ترا چاند سا رخ
جیسے دن کے لیے ہی مہرِ درخشان مخصوص

گلشنِ سینہ کا اسطرح نگہبان دل ہی
باغِ جنت کے لیے جیسے ہی رضوان مخصوص

اپنے اعمال سے کیون خوف تجمل کو ہو
اسکا حیدر سا ہی محشر مین نگہبان مخصوص

ردیف ضاد معجمہ

عشق کے بیمار کا جاتا نہین ہرگز مرض
ان دواؤن سے شفا پاتا نہین ہرگز مرض

اے طبیبو دست اندازی تمھاری ہی عبث
عشق کے بیمار کا جاتا نہین ہرگز مرض

میزبان کا خاصہ مہمان نے پیدا کیا
آ کے میرے جسم مین جاتا نہین ہرگز مرض

عشق کے بیمار کا اگر جگر تک کھا گیا
غلط کہتے ہین کہ کچھ کھاتا نہین ہرگز مرض

لخت دل کھاتا ہی اور پیتا ہی وہ خون جگر
ہی غلط پیتا نہین کھاتا نہین ہرگز مرض

جانتا ہی یہ مٹا سکتی نہین کوئی دوا
اس سے تن مین میرے گھبراتا نہین ہرگز مرض

گھر طبیبون کا نہین چھٹتا تجمل آپ سے
اب نہ کہیے گا کہ دوڑاتا نہین ہرگز مرض
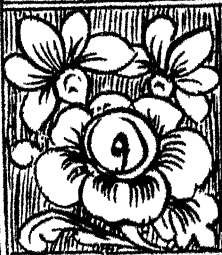
بخت کا دیکھتے ہین گبر و مسلمان عارض
آئنہ سے ہی مصفا ترا جانان عارض

کوچہ یار کا رہبر تو ہی بن جا ای خضر
راہ ملتی نہین ہین کوہ و بیابان عارض

برہمن کرتے ہین نظارہ اگر گیسو کا
دیکھتے ہین ترا ہر روز مسلمان عارض

کہکشان مانگ تو افشان کیے ہین ذرے انجم
شام ہی زلف تری اور مہ تابان عارض

فکر چلتی نہین کوئی پئے دیدار صنم
اس طرح سے ہی نقاب رخ جانان عارض

دیکھکر رخ کو ترے کیون نہ عجب ہو گل کو
خط شب تیرہ ہے اور مہر درخشان عارض

چاک کر پہلے گریبان سے اسے دست جنون
ہر قدم چلنے مین ہو جاتا ہے دامان عارض

تیرے چہرے سے سرک جائے ذرا سی جو نقاب
درد فرقت کے لیے ہوا ابھی درمان عارض
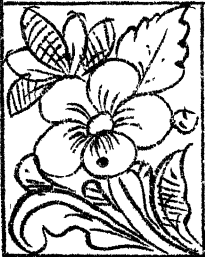
اے تحمل غم شبیر جسے ہے اُس کا
حشر کو ہوگا مثالِ مہ تابان عارض

۱۴ ردیف طاء مہملہ ۱۶
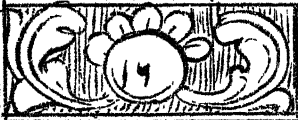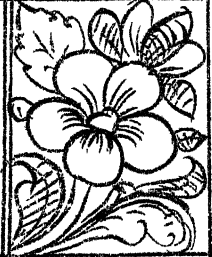
دکھا دے مجھے جلد دلدار کا خط
چھپائے ہے کیون نامہ بر یار کا خط

زہے کاتبِ صنع باری کہ اُسنے
لکھا خوب ہے تیرے رخسار کا خط

عجب زخمِ تیغِ نگہ کے ہین کاری
ہے کیا سامنے اُنکے تلوار کا خط

غش آیا مسیحا آسے ہر قدم پر
چلالے کے جو تیرے بیمار کا خط

مقدر سے اپنے جو قاصد بھی آیا
نہ نکلا لفافے مین دلدار کا خط

بہت خط مرے نامہ بر لے گئے ہین — نہ لایا کوئی یار عیار کا خط

خبر کوئی لیلی کو یہ جا کے کر دے — کہ آیا ہی مجنون بیمار کا خط

لگایا اُسے اپنی آنکھون سے مین نے — جو پایا کبھی اپنی سرکار کا خط

زبانی بھی کہہ دینا قاصد تو اتنا — یہ ہی تیرے مشتاقِ دیدار کا خط

خدا کی قسم تجھکو قاصد صنم سے — لکھا لانا آنے کے اقرار کا خط

نہ آنے کا اُسکے یقین ہو گیا ہی — پڑھا جب سے ہی مین نے انکار کا خط

کہون کیا نزاکت کو اُس گلبدن کی — جبین پر ہی موجود دستار کا خط

عجب یار نازک بدن ہی ہمارا — پڑا اُسکی گردن مین زنار کا خط

دمِ غسل جب نور تن اُسنے کھولے — مہِ نو بنا بازوے یار کا خط

نظر آئی جب مانگ زلفِ سیہ مین — مین سمجھا یہی ہی شبِ تار کا خط

تجمل کا سینے مین دل ہی دھڑکتا
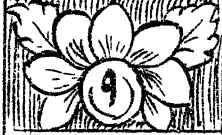
۱۱۵ لکھا جب سے ہے اُسنے اِنکار کا خط ۹

ہو سکے کِس طرح نالے سے ستمگر احتیاط
ضبط کی طاقت نہین باقی ہو کیونکر احتیاط

کیون رقیبون کی طرف تجھکو ہے رغبت اسقدر
مجھسے تبلا کسلیے ہے ماہ پیکر احتیاط

کیا نجاست سے کرین پرہیز مسکیں و غفا
کِس طرح سے ہوئے گلرنگ پیکر احتیاط

رات دن غیرون کی آمد سے ہے رسوائی تری
چاہیے تجھکو ہمیشہ اپنے گھر پر احتیاط

ہم سے تو تبلاؤ تم محتاط کب سے بنگئے
ہے گلفام سے کیون مہر پیکر احتیاط

تیرے افشان کی ترے رخ کی چمک اٰئین نہین
کیون نہ دعوے کرین ماہ و اختر احتیاط

چوٹ کا سنگِ حوادث کے جو تھا معلوم حال
کیسی آئینہ کی رکھتا تھا سکندر احتیاط

رائگان ہو دولتِ عقبی کچھ اِسکا غم نہین
دولتِ دنیا کی کرتا ہے تو انگر احتیاط

۱۱۶ اے تجمل جائینگے دوزخ مین وہ سب خشک لب ۶
دشمنِ شبیر سے رکھتا ہے کوثر احتیاط

نہین سہل رونے سے یار احتیاط
کہانتک کرون اختیار احتیاط

رقیبون کی آمد ہے اچھی نہین
تجھے چاہیے گلعذار احتیاط

نہ رازِ محبت کبھی چھپ سکا
چھپانے مین کی نبضیار احتیاط

رقیبون نے چھنوالیا خطِ یار
کی قاصد نے میرے ہزار احتیاط

پیامِ زبانی بھی کہیو مرا
مگر شرط ہی رازدار احتیاط

چھپانے مین اس عشق کے کب تلک
تجمل کرے اختیار احتیاط

۱۱۷ ردیف ظاء معجمہ ۱۰

دل مرا رہ نہ سکا زلفِ دوتا سے محفوظ
ہر بشر کو رکھے اللہ بلا سے محفوظ

اے مسیحا جو ہین بیمار لب شیرین کے
زندگی بھر ہین وہ تلخیِ دوا سے محفوظ

یاد اُس عارضِ روشن کی ہی کافی پے نور
دل کا آئینہ ہی تجدید جلا سے محفوظ

پڑھ کے لاحول جو شیطان کو بھگائے ہر دم / کیون وہ انسان نہ رہے جرم وخطا سے محفوظ

اشک خون سے کف پا کو ترے نگین کردون / تا رہین پانون ترے بار حنا سے محفوظ

بلبلون کی ہے دعا فصل بہاری مین یہی / پھول گلشن مین رہین تند ہوا سے محفوظ

منع کرتا ہے فریبون سے ہمین کیا ناصح / خود ترے پند نہین مکر وریا سے محفوظ

طالب دولت عقبیٰ ہین جو اس عالم مین / رہتے ہین وہ ہوس سیم وطلا سے محفوظ

دیر سے اٹھ کے کبھی جانب کعبہ نہ گئے / آجتک تو رہے ہم فضل خدا سے محفوظ

١١٨

اے تجمل تمہین کب وصل صنم ہوگا نصیب / تم تو اک دم نہین فرقت کی بلا سے محفوظ

١١

نہین جسکا ہے نا خدا حافظ / ایسے بیڑے کا ہے خدا حافظ

سبزہ رخسار کا نمو پہ ہے / حسن بت کا ہے اب خدا حافظ

عشق مین تیرے کس طرح سے جنون / کوہ و صحرا مین تھا مرا حافظ

دل کو تحریرِ خطِ رخ ہوئی یاد
یہ بھی قرآن کا ہوا حافظ

قبر مین مومنون کے وقت فشار
ہو گی بس خاکِ کربلا حافظ

دولتِ حسنِ رخ پہ گیسوے یار
ہو گیا بن کے اژدہا حافظ

آمد و شد نفس کی ہے ہر دم
باغِ تن کی ہے یہ ہوا حافظ

جسکو بھولے ہون معنیِ قرآن
فخر کیا گر وہ ہو گیا حافظ

زر بکف باغ مین ہین پھول تمام
انکی تو رہیو ای صبا حافظ

بے طرح لے رہے ہین انگڑائی
انکی محرم کا ہے خدا حافظ

خوف محشر نہ کچھ تجمل کر
عشق حیدر کا ہے ترا حافظ

۱۹ ردیف عین مہملہ ۸
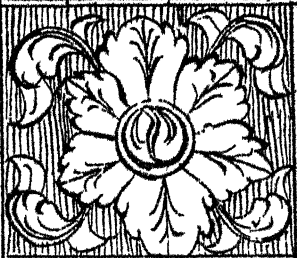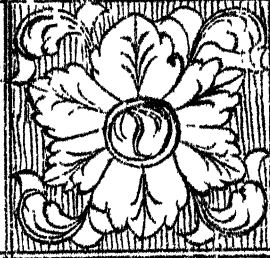
انسان کے دل سے جاتی نہین کوئی دم طمع
رہتی ہے مثلِ خون رگِ دل مین بہم طمع

سب حرف اِسکے نقطے سے خالی دکھائی دین
قرطاس پر کرو جو قلم سے رقم طمع

بدنامیِ طمع سے سکندر نہین بچا
ہمراہ اپنے لے گئے دارا و جم طمع

طماع کو دکھاتی ہی پہلے بہارِ عیش
انجام کو دکھاتی ہی رنج و الم طمع

معشوق باخبر ہین جو وہ جانتے ہین خوب
دیتی ہی عاشقون کو نئے رنج و غم طمع

پھنستے ہین مرغ دام مین دانے کے واسطے
پھندے مین کھینچ لاتی ہی کیا دمبدم طمع

قارون ہی اپنے سر پہ خزانہ لیے ہوے
گو مرگیا مگر نہ گئی ایک دم طمع
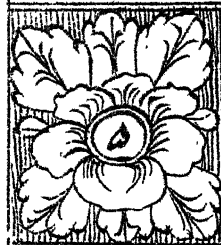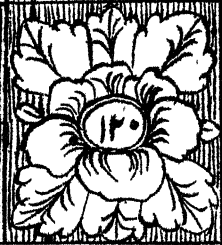
۱۲۰ طماع کیا کسی کو تجمل کسے کہین
رکھتے ہین دل مین یار کے ملنے کی ہم طمع ۵

جلتی تمام رات ہی پروانے پر یہ شمع
روتی ہی پھوٹ پھوٹ کے جل جانے پر یہ شمع

گھلتی ہی غم سے بزم مین پروانے پر یہ شمع
اپنا جگر جلاتی ہی بیگانے پر یہ شمع

پروانون سے کہو کہ نہ بیجا کرین غرور
بے نور مہر کے ہی نکل آنے پر یہ شمع

کیسا فروغِ شمع پہ پروانے کو تھا ناز
بے نور ہو گئی ترے آجانے پر شمع
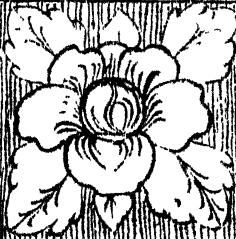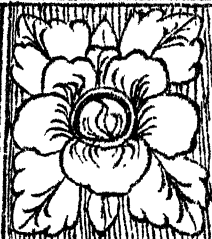
افسوس کا مقام تجمل ہے کسقدر
کٹواتی سر ہے مہر سے پروانے پر شمع
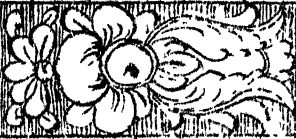
ردیف غین معجمہ (۱۲۱)

اس طرح سے عیان ہین ہمارے جگر کے داغ
سینے مین جس طرح سے ہین دیکھو قمر کے داغ

تشبیہ دون مین کیا ترے رخسار صاف سے
خورشید زرد رو ہی ہین دل مین قمر کے داغ

اپنی خزانِ غم ہے انھین اک بہارِ عیش
لالے کے داغ ہین کہ ہمارے جگر کے داغ

دندان کو اور لب کو ترے یار دیکھکر
پڑ پڑ گئے ہین سینے مین لعل و گہر کے داغ
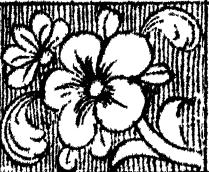
فرقت مین مرگیا ترا عاشق تو دیکھنا
جائینگے حشر تک نہ دلِ نوحہ گر کے داغ

کیا ہمسری کرے رخِ رنگین یار سے
طاؤس دیکھتا نہیں کیا اپنے پر کے داغ

لیجائیگا جہان سے تجمل بصد خوشی

١٢٢ مرقد میں اپنے ساتھ علی کے پسر کے داغ ١٠

دیکھے زمانہ شب کو جو میرے جگر کے داغ
قندیل آسمان بنے اور قمر چراغ

حیرت ہو کیون نہ دیکھ کے وہ رخ قریب زلف
کالے کے سامنے کبھی جلتا نہین چراغ

کہتی تھی کیسی یاس سے لیلی یہ نجد مین
افسوس میرے قیس کا ملتا نہین سراغ

میرے دل حزین کی بھی خاطر ضرور ہے
ساقی تو اپنے ہاتھ سے مے بھر کے دے ایاغ

میرے پری جمال کی رفتار دیکھکر
بھولا یہ چال چلنے لگا کبک مثل زاغ

آیا ہے جب سے وہ گل عارض نظر مجھے
فرط شگفتگی سے مرا دل ہے باغ باغ

ایسا پھنسا ہے دل تری زلفون کے پیچ مین
اب راہ راست کا اسے ملتا نہین سراغ

ناصح نصیحت اپنی سناتا ہے کس لیے
ہمکو تو اسکے سننے کا ہرگز نہین دماغ

کیا اسکے آگے اور حسینون کو ہو فروغ
گل پیش آفتاب ستارون کے ہین چراغ

یہ دمبدم ہے دل کی تجمل سے گفتگو

آیا ہی جو جہان مین نہین اُسکو ہی فراغ

۲۴ ردیف فا ۹

آیا وہ گلعذار جو گلزار کی طرف
پھیرا گلون نے شرم سے مُنھ خار کی طرف

اہی نامہ بر مسیح سے میرے یہ پوچھنا
آئیگا یا نہ آئیگا بیمار کی طرف

نافے مین بوے مشک نے مُنھ کو چھپا لیا
اُس زلف کی جو بو گئی تاتار کی طرف

ایمان ہی خوش کہ کفر کو دینگے شکست آج
لیجاتے ہین وہ ہاتھ جو زنار کی طرف

سودائے عشق مجکو بھی مجنون کی طرح سے
اب لیچلا ہی کھینچ کے کہسار کی طرف

پوچھو نہ چشم و حلقۂ گیسو کا حال کچھ
ہر دم نگاہِ شوق ہی رخسار کی طرف

سر اپنا آپ کاٹ کے قاتل کرونگا نذر
ہر دم نظر ہی کسلیے تلوار کی طرف

گاہک ہزارون آتے ہین لے کے نقدِ دل
یوسف مرا جب آتا ہی بازار کی طرف

خالق سے ہر گھڑی یہ تجمل کی ہی دعا

۱۲۷ کو اک نگاہ رحم گنہگار کی طرف ۹

آکے میخانے مین رندون سے ملا ہی عارف
ہم سے پوچھے جو کوئی آج ہوا ہی عارف

شیخ کچھ راہ حقیقت سے نہین ہی آگاہ
رکھ کے دستار بڑی سر پہ بنا ہی عارف

چھوڑ دے وعظ و نصیحت کو اب رندون کی
میکدے مین ترا آنے سے بھلا ہی عارف

خبر آمد قاضی کو سنا ہی جب سے
میکدے مین پس خم جا کے چھپا ہی عارف

رندو کیون پیر مغان چھوڑ کے میخانے کو
بیٹھکر اب در کعبہ پہ بنا ہی عارف

راہ ایمان کی بتاتا ہی تبون کو نادان
کھیلتی سر پہ ترے تیری قضا ہی عارف

ذبح کرتا ہی کوئی شیخ کو کیا مثل ذبیح
خانۂ کعبہ مین کیون شور مچا ہی عارف

ہاتھ مین سبحہ ہی سر پہ ہی عمامہ بھاری
شیخ زر کے لیے دنیا مین بنا ہی عارف

معرفت کا نہین پیاسا ہی تجمل زنہار
بادۂ حب علی اسنے پیا ہی عارف

۱۲۵ **ردیف قاف** ۱۲

خط نکلنے سے ہی حسن رخ جانان کو قلق
آمد ابر سے ہی ماہ درخشان کو قلق

لے کے ہمراہ غم ہجر کو یہ آیا ہی
نہین تنہائی کا ہرگز دل نالان کو قلق

راحت شاہی مصر اُنکو نہ کیون غم ہوتی
ہجر یعقوب کا تھا یوسف کنعان کو قلق

دل مرا کعبہ بھی تھا اور صنم خانہ بھی
اُسکی بربادی کا ہی گبر و مسلمان کو قلق

غم اولاد مین ہر ایک کو یکسان پایا
دل انسان کی طرح ہی دل حیوان کو قلق

غم مین لیلی کے جو مجنون کا ہوا حال تباہ
غم سے سوکھے یہ ہوا خار بیابان کو قلق

حق تو یہ ہی ترے آنیکا سن از فصل خزان
چھوڑ کر سرو کو ہوتا ہی گلستان کو قلق

یرے سمجھانے سے اِس طرح نہو چین بہ جبین
جسطرح ہوتا ہی طفلان دبستان کو قلق

ہو کے پیدا وہ تری زلف معنبر نہ بنا
خوب قسمت نے دیا سنبل پیچان کو قلق

حق نے وہ درگہ حیدر کو شرف بخشا ہی
رہ گیا جسکی گدائی کا سلیمان کو قلق

جب سے سرخی ترے لب کی نظر آئی ہے اُسے | اپنی بد رنگی سے ہر لعلِ بدخشان کو قلق

کربلا ہند سے ابتک نہ تجمل پہونچا
کیون نہ دن رات ہو اُسکے دلِ حیران کو قلق

پھرتا ہی کو بکو لیے دلدار کا فراق | باعث مرے جنون کا ہوا یار کا فراق

ناوک کا ہجر دل کو مرے ناگوار ہی | گردن کو میری شاق ہی تلوار کا فراق

چھٹنے کا کوے یار کے عاشق سے سنیے حال | بلبل کے دل سے پوچھیے گلزار کا فراق

یا داُس مژہ کی دل سے مرے جاے کس طرح | مرغوب آبلے کو نہین خار کا فراق

عاشق وہ ہین پہونچ کے جنان مین کہینگے ہم | دیتا ہی صدمہ کوچۂ دلدار کا فراق

آئینگے تیرے بزم مین ہرگز کبھی نہ ہم | منظور گر تجھے نہین اغیار کا فراق

آنکھون مین کیون نہ تیرہ و تاریک ہو جہان | ہر شاق مجھکو گیسوے دلدار کا فراق

کس طرح سے نہ چشم تجمل ہو اشکبار | دیتا ہی غم پہ غم اُسے دلدار کا فراق

ردیف کاف عربی

۲۷ — ۱۳

مداح ترے حسن کے ہین جن و بشر تک
کھائے ہوے ہے داغ حسد دل مین قمر تک

فرقت نے تری شام سے تڑپا جو سحر تک
باقی نہ رہا نقدِ دل و جان و جگر تک

ہم وصل کی شب ایسے ہوے محوِ نظارہ
جھپکی نہ ذرا شام سے آنکھ اپنی سحر تک
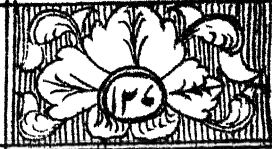
لوٹا ہی ہمین گردشِ افلاک نے ایسا
نالے ہین دعا مین نہین باقی ہے اثر تک

گھبرا کے کہا مین نے کہ لو نصف شب آئی
اُس ماہ کے گیسو جو لٹک آئے کمر تک

حاصل نہ کبھی چرخ پہ ہوتا اُسے یہ نور
گر روشنی رخ تری جاتی نہ قمر تک

ابرو سے رہا دور ہی خالِ رخِ جانان
تلوار کا پہونچا نہ کبھی ہاتھ سپر تک

نازل ہوئین اقلیمِ عدم پر بھی بلائین
لٹکی جو تری زلف گرہ گیر کمر تک

ہے فرقتِ دلدار کی شب ایسی ڈراتی
آواز نہین اپنی سُناتا ہے گجر تک

تم کون ہو کیون آئے ہو اتنا بھی نہ پوچھا
ہم شام سے بیٹھے جو ترے در پہ سحر تک

دربانون نے جانے نہ دیا یار کے گھر مین
دینے کو بہت ہمنے کہا خلعت و زر تک

اُس بت کا یہی ظلم رہا گر تو یقین ہی
ہم جلد پہونچ جائینگے اللہ کے گھر تک

۱۲۸ — ۷
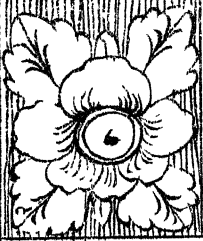
ہر شعر کی الفت مین تجمل کا یہی قول
اِس نور نظر پہ ہی فدا نور نظر تک
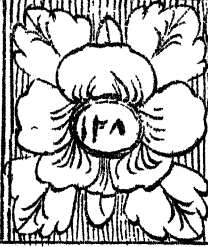
کرشمے دکھاتا ہی کیا کیا فلک
نیا گل کھلاتا ہی کیسا فلک

ملا کیا ہی یارب کہ ہی یہ خوشی
نہین پیرہن مین سماتا فلک

ہمیشہ اِسی غم مین روتا رہا
کسی دن مجھے بھی ہنساتا فلک

بتاتا مین اِس پیر فرتوت کو
کسی دن اگر ہاتھ آتا فلک

وہی ظلم ہی اور وہی جور ہی
نہین باز عادت سے آتا فلک

سمجھ مین کسی کے یہ آتا نہین
ادھر سے اُدھر کیون ہی جاتا فلک
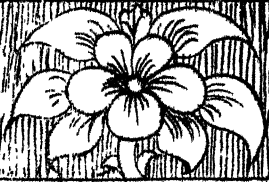
تجمل رہی عمر بھر آرزو

۱۲۹ کبھی تو رولا کر ہنساتا فلک ۷
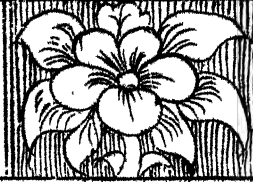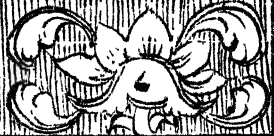
نشانِ پاے محمد ہی بوسہ گاہِ ملک
قدم قدم پہ گڑی رہتی ہی نگاہِ ملک

گئے تھے احمدِ مختار جب شبِ معراج
بچھی تھی زیرِ قدم عرش پر نگاہِ ملک

یہ عمل تھا قدسیوں مین پیشوا کی آمد ہی
کھڑے ہوے تھے جمائے صفین سپاہِ ملک

کہین جو راہ مین ہوتا نشانِ پاے براق
فلک پہ جاکے وہ بنتا ابھی کلاہِ ملک

خدا کے حکم سے ہین ختمِ مرسلین احمدؐ
گواہ مہرِ نبوت کی ہی سپاہِ ملک

بری خطا سے کرے فیض آپ کا جو اسے
گناہگار پہ سب کو ہو اشتباہِ ملک
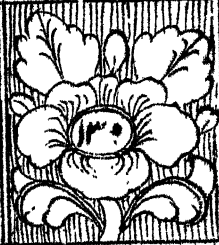
۱۳۰ تجمل امتِ ناجیِ مصطفیٰ سے ہی
زیادہ اس سے نہین ہی وقار و جاہِ ملک ۱۱
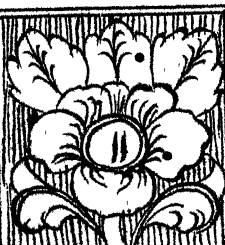
رہیگی باغِ جہان مین بتا خزان کب تک
الم اٹھائیگی بلبل یہ باغبان کب تک

نہین ہی کوئی بھی فریاد رس زمانے مین
کریگا اہِ دلِ رنجور تو فغان کب تک

الٰہی جان مری تن مین کب تک آئیگی
مرینگے یار کے در کے یہ پاسبان کب تک

شب وصال وہ جھنجھلا کے مجھسے کہتے ہین
بیان کریگا جدائی کی داستان کب تک

تڑپ تڑپ کے رہیگا تری جدائی مین
مسیح تیرا یہ بیمار نیمجان کب تک

ملا نہ دانا پھرے لاکھ آسیا کی طرح
دکھائیگا ہمین گردش یہ آسمان کب تک

یہ میرے مجمر سینہ سے اب نکلتا ہی
رکھون مین دودِ جگر کو بھلا نہان کب تک

تلاش مین تری ناقوس دیر مین پھونکا
تباتو خانۂ کعبہ مین دون اذان کب تک

یہ دشتِ نجد مین مجنون سے کہتی ہی لیلی
ملیگا قبر کا تیرے مجھے نشان کب تک

ڈکھے نہ ہاتھ ترا کام جلد کر قاتل
کھنچی رکھیگا تو شمشیرِ خونچکان کب تک

پئے رسول تجمل کو اپنے روضے پر
طلب کروگے شہنشاہِ انس وجان کب تک

ردیف کاف فارسی

۱۳۱ — ۱۰
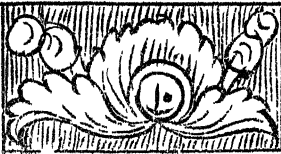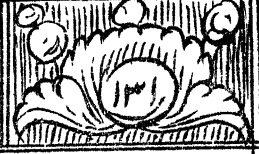
تجھے سب سے بہتر جو پاتے ہین لوگ — فدا ہونے کو تجھپہ آتے ہین لوگ

مجھے جب سے اُس بت کا سودا ہوا — خدا جانے کیا کیا سناتے ہین لوگ

یہ کثرت تماشائیون کی ہے اب — نہین تیرے گھر مین سماتے ہین لوگ

عدم کے سفر کا بہانہ ہے سب — ترے گھر کی جانب یہ جاتے ہین لوگ

نہین رعب سے عرض مطلب کی تاب — اشارون سے اُسکو بلاتے ہین لوگ

اُلجھتا ہے ہر بات پر مجھسے یار — خدا جانے کیا کیا لگاتے ہین لوگ

یہ دنیا یقیناً ہے مہمان سرا — کہ شام آتے ہین صبح جاتے ہین لوگ

بدی میری کرتے ہین اُس شوخ سے — خدا جانے کیا اِسمین پاتے ہین لوگ

وہ جب بیٹھتے ہین سبھے لکھنے خط — عداوت کی باتین لکھاتے ہین لوگ

نہ جانا اُدھر یار غصے مین ہے

۱۳۲ **تجمل** یہ کہکر ڈراتے ہین لوگ ۱۴

ملا جو چہرے پہ اُس مہ نے زعفران کا رنگ
شفق سے پہوے ہوا اور آسمان کا رنگ
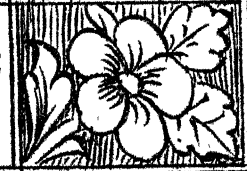
بغور ابلقِ لیل و نہار کو دیکھو
بدلتا رہتا ہے ہر روز اِس جہان کا رنگ

ہمارے رشکِ مسیحا نے جب مکان کو سجا
زمین کے سامنے بگڑا اسب آسمان کا رنگ

شب فراقِ صنم کی جو تیرگی پہیلے
ابہی ہو تیرہ و تاریک اِس جہان کا رنگ

ہزارون قتل ہوے بیخطا جو ناوک سے
ہوا الم سے سیہ ابروے کمان کا رنگ

جو ساقیا مئے گلرنگ تو پلا دے مجہے
ابہی مین پیری مین دکہلاؤن نوجوان کا رنگ

الٰہی بادِ موافق سے اب تو بدلا ہے
ہماری کشتیِ ہجران کے بادبان کا رنگ

دعائین بلبلین کرتی ہین موسم گل مین
الٰہی ہمکو دکہانا نہ تو خزان کا رنگ

ہزارون دیکہ کے اُس بت کو لوٹ جاتے ہین
عجب طرح کا خدا نے دیا ہے بانکا رنگ

رقیب یار کی صحبت مین آتے جاتے ہین
بُرا ہمین نظر آتا ہے اب وہان کا رنگ

ذرا سی بات مین سر اک کو گالی دیتے ہین
بگڑتا جاتا ہی اب یار کے بیان کا رنگ

غریب خانے مین گلگون قبا کے آنے سے
تمام لال ہوا ہی مرے مکان کا رنگ

کبھی زمانہ نہین ایک حال پر رہتا
بدلتا رہتا ہی دن رات اس جہان کا رنگ

صبا پیام تجمل یہ اس سے کہہ دینا
تو جا کے دیکھ لے بیمار نیم جان کا رنگ

ردیف لام

۳۳ — ۶

جان میری تری فرقت مین اگر جانے نکل
ہون وہ بیمار مین سمجھو کہ گیا آج سنبھل

نام حیدر کا زبان پر ہوا جس دم جاری
مشکل آسان ہوئی اور بلائین گئین ٹل

حشر کے روز کا دھڑکا تو قیامت کا ہی
سرخرو ہونگے وہی جنکا ہی یہان نیک عمل

آتے دیکھا مجھے کوچے مین تو بولا ظالم
کسلیے آتا ہی یہان کیون تری آئی ہی اجل

سرخی دست صنم دیکھی تو حیران ہوکر
گل نے منہدی سے کہا دست تاسف کو مل

اے تجمل دل مضطر کو سنبھالو اپنے
کسلیے اتنا پریشان ہے کہو جانے سنبھل

یہ مانا کہ اب تو اُچھلتا نہین دل
سنبھالے سے لیکن سنبھلتا نہین دل

ترے کوچہ زلف مین اے پری رو
پھنسا ہے طرح ہے نکلتا نہین دل

ہے اُس بت کا کوچہ رقیبون سے خالی
اُدھر کس لیے اب تو چلتا نہین دل

چمن مین یہی بلبلون کی صدا ہے
خزان آگئی ہے بہلتا نہین دل

ہدف ہو گیا تیر مژگان کا شاید
جو پہلو مین اپنے اُچھلتا نہین دل

سمائی ہے کیا بات دل مین تمھارے
کہ صحبت سے میرے بہلتا نہین دل

ارے سنگدل یہ تو سب جانتے ہین
کہ سنگین دلون کا پگھلتا نہین دل

ارے نامہ بر خط جانان تو دکھلا
زبانی سخن سے بہلتا نہین دل

جلے آتش رنج مین لاکھو کوئی
تہون کا کسی طرح جلتا نہین دل

ہٹائے وہ بُت اِسکو ممکن نہین ہی | کہ رستم کے ٹالے بھی ٹلتا نہین دل

جدائی کے صدمے اُٹھائے ہین ایسے
تجمل کا اک دم بہلتا نہین دل
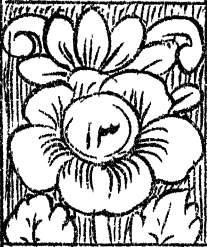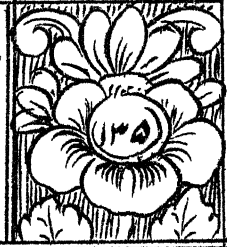
نہین زخم سینہ دکھانے کے قابل | رہا اب نہ مرہم لگانے کے قابل
سبکدوش کر کاٹ کے سر کو قاتل | نہین دوش یہ بوجھ اُٹھانے کے قابل
طلب کرکے بوسہ ہوئی یہ ندامت | نہین مین رہا سر اُٹھانے کے قابل
ہوا گل کے مٹی یہ مردہ تمھارا | مسیحا نہین اب جلانے کے قابل
ترے در سے اب مر کے جاتا ہی عاشق | رہا حشر مین منہ دکھانے کے قابل
دوپٹے سے ڈھانپو خدا کے لیے تم | یہ سینہ ہوا ہی چھپانے کے قابل
جو ہو تمکو اب شوق صیدِ افگنی کا | مرا مرغ دل ہی نشانے کے قابل
لیا رخ کا بوسہ تو وہ جاگ اُٹھے | رہا اب نہ مین منہ دکھانے کے قابل

مزے لوٹین اغیار سیب ذقن کے
یہ پھل تو نہین ہے لٹانے کے قابل

یہ مجھپر ہین شیخ و برہمن کے شورے
کرین دفن یا ہے جلانے کے قابل

تصدق سر غم یہ اشکون کو کرتا
یہ گوہر جو ہوتے لٹانے کے قابل

نکیرین پوچھو نہ قصہ ہمارا
یہ پیش خدا ہے سنانے کے قابل

تجمل گناہون سے نادم ہے اپنے
خدایا نہین منہ دکھانے کے قابل

ردیف میم

۳۶ ۹

سزاوار رحمت ہون کر دے کرم
خدایا نکل جائین سب دل سے غم

کہا نامہ بر نے رہیگا نہ یاد
پیام زبانی بھی کر دو رقم

خبر لی نہ میری کبھی یار نے
کہون کیا ہوے جو ستم پر ستم

نہ پایا کبھی یار کا کچھ پتا
نہ دیر اسکا گھر ہے نہ بیت حرم

سنا نام جھوٹون جو صیاد کا
اڑین بلبلین باغ سے یک قلم

ہوا ہر گلستان مین جلوہ نما
مرے یار کا دیکھو جاہ و حشم

ترے در پہ حاضر ہی بندہ ترا
دکھا دے ذرا منھ خدا را صنم

رخ و زلف جانان ہین یون متصل
شب و روز ہون جس طرح سے بہم

۳۷
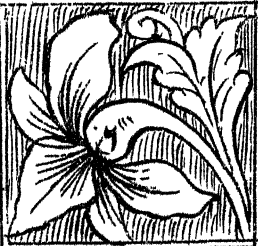
تجمل سے وہ مہ جو ہی ہم بغل
خوشی رات دن ہی نہین کوئی غم

تمھارے عشق مین دیکھے ہوہین کیسے سزا ہم
اگر یہ جانتے پہلے کبھی ہوتے نہ شیدا ہم

تمھارے ہجر مین بسر اوقات کلفت مین کٹتی ہی
انھی خاطر ہوے تھے کیا جہان مین یار پیدا ہم

ہمارے بوسۂ گیسو کہانتک شہ بڑھائینگے
گرہ مین نقد دل گر ہی تو لے لینگے یہ سودا ہم

برہنہ جسطرح آئے اسی صورت چلے عریان
اگر ہی بے کفن لاشہ نہین رکھتے ہین پردا ہم

ہماری گردشِ تقدیر کا گردون بھی قائل ہی
مثالِ مہر و مہ ہم بھی نہین رہتے ہین یکجا ہم
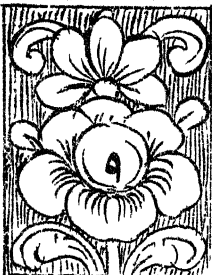
تجمل نحن اقرب سے خدا کا یہ اشارہ ہی
کہ جو جو یا ہمارا ہی ملینگے اسکو ہر جا ہم
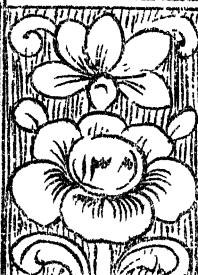
صنم وہ دن خدا لائے کہ تمکو خوب دیکھین ہم
ہر اک عضو بدن جو دل کو ہو مرغوب دیکھین ہم

فلک دن رات مجھکو دیکھکر گردش مین کہتا ہی
نہین منظور اکجا طالب و مطلوب دیکھین ہم

نظر اک بت کے رخ پر کرکے کیا کیا سختیان جھیلین
الٰہی اب کوئی اور خوش اسلوب دیکھین ہم

نکلتا ہو وہ بحر حسن وقت شام کوٹھے پر
ارے خورشید چرخ افروز جلدی ڈوب دیکھین ہم

مقابل اپنے صابر آج تک ہمنے نہین پایا
تمہارے صبر بھی ای حضرت ایوب دیکھین ہم

خوشی سے میکدے مین شادیانے خوب بجوائین
جو زاہد دختر رز سے تجھے منسوب دیکھین ہم

نتیجہ اس لڑائی کا جو یدن نکلے تو خوش ہم ہون
تمہارا حسن اپنے عشق سے مغلوب دیکھین ہم

ابھی دست سبو پر دل سے بیعت ساقیا کرلین
جو اپنے دل سے دختِ رز کو کچھ مرغوب دیکھین ہم

تجمل خوابگاہ ناز مین اُنکے اگر پہونچین

بچشم غور پھر سارا سراپا خوب دیکھیں ہم

۳۹

ردیف نون

خدا کا لطف ہی جن پر محمد ہین محمد ہین ‏ حبیب حضرت داور محمد ہین محمد ہین

برادر جنکے ہین حیدر لقب ہی ساقی کوثر ‏ وہ چرخ دین کے نیک اختر محمد ہین محمد ہین

ہوا سائل جو اس در پر گیا وہ لیکے سیم و زر ‏ سخی کونین سے بڑھکر محمد ہین محمد ہین

بتون سے پاک کعبہ کو کیا ہی کس طرح دیکھو ‏ جو دین حق کے ہین یاور محمد ہین محمد ہین

براق آسمان آیا شرف معراج کا پایا ‏ شفیع عرصۂ محشر محمد ہین محمد ہین

اذان مین نام ہی انکا دیا ہی حق نے کیا رتبا ‏ جو ہین عالم کے پیغمبر محمد ہین محمد ہین

ملی کس شان و شوکت کی سند مہر نبوت کی ‏ ازل سے دین کے افسر محمد ہین محمد ہین

ملائک در کے تھے دربان ہمیشہ تابع فرمان ‏ فدا جبریل ہین جنپر محمد ہین محمد ہین

وہی ہین خاصۂ داور وہی ہین شافع محشر ‏ حسین یوسف سے بھی بڑھکر محمد ہین محمد ہین

تجمل کیون ہراسان ہو وہی بخشائینگے تمکو
ازل سے شافع محشر محمد ہین محمد ہین

دام گیسو سے تو اب دل کا نکلنا نہین ممکن
تھا یہ تقدیر مین قسمت کا بدلنا نہین ممکن

اے مسیحا تجھے کیا میری عیادت مین جیا ہے
اک قدم بھی ترے بیمار کو چلنا نہین ممکن

اسمین بگڑے کہ بنے وہ صفت نقش کف پا
کوچۂ یار سے عاشق کا تو ٹلنا نہین ممکن

سر کو گر کاٹ لے قاتل تو بڑا مجھپہ ہو احسان
اسکا اب گردن عاشق سے سنبھلنا نہین ممکن

مجکو ڈر ہی مرا معشوق نہ ہٹ پر کہین آئے
طفل مکتب کی طرح پھر تو بہلنا نہین ممکن

یار چوگان ہے کلائی نہ لچک جائے یہ ڈر ہی
دست نازک سے ترے گیند اچھلنا نہین ممکن

اے تجمل تمھین کیا فکر ہی کیون رہتے ہو غمگین
بے طلب روضۂ شبیر پہ چلنا نہین ممکن

بلبلین زمزمہ پیرا ہوئین گلزارون مین
مثل گل دامن گلچین جو پھنسا خارون مین

ایک سے گردنِ عاشق نہ کٹی او ظالم
سخت جانی سے رہی باڑھ نہ تلوارون مین

کی خطا تیر نے اُسکے کوئی دیکھے تو ستم
لکھ لیا نام مرا اُسنے خطاوارون مین

شکل آئینہ مرے خون کی قسمت چمکی
ہو کے جوہر جو رہا یار کی تلوارون مین

مین نے بوسہ جو لیا اُسنے کہا او ظالم
پڑ گیا نیل مرے پھول سے رخسارون مین

لوگ کہتے ہین کہ مجنون کی طرح سے فرہادُ
فکرِ شیرین مین پھرا کرتا تھا کہسارون مین

اُنکا پرتو بھی نہ حورانِ جنان مین ہوگا
واہ کیا خوب چمک ہی ترے رخسارون مین

ہاے یوسف نہ زلیخا نہ خریدار ہین آہ
اوس بالکل ہی پڑی مصر کے بازارون مین

بیدِ مجنون ہی نہ ہی نجد کا وادی نہ غزال
کوئی باقی نہین مجنون کے عزادارون مین

اہی صبا تیری رسائی ہو اگر اُس گل تک
کہیو عاشق ہی گھرا اسکے ڈون آزارون مین

سینک لیتے کبھی ترکیب سے آنکھین ہم بھی
روزن اہی یار جو ہوتے تری دیوارون مین

منھ سے کیون بوسے کباب آگ نہ ہر دم برسے
دل بھُنے آتشِ ہجران کے جب انگارون مین

اُٹھی تجمل ترے اُس غیرتِ گلشن کے لیے
بلبلین پھول لیے آتی ہین منقارون مین

جو خونِ چشم سے رکھتا ہون داغدار کفن
دکھا رہا ہی عجب لالہ کی بہار کفن

پنھائے ہاتھ سے جبدم وہ گلعذار کفن
چُبھے رقیب کے کیونکر نہ مثلِ خار کفن

سمجھ سمجھ کے کسی جامہ زیب کا عریان
کفن کھسوٹ نے چاہا کہ لون اُتار کفن

یہ کس کی زلفِ دلآویز سے ہوا ہی مس
مثالِ مشک مہکتا ہی بار بار کفن

اشارہ دستِ جنون کا بس فنا ہی یہی
رہے نہ قبر کے پردے مین برقرار کفن

یہ کسکے زلف کا کشتہ ہی اسقدر لاغر
کہ ایک تار ہوا بہرِ جسمِ زار کفن

برہنہ لاش کو ظالم نے جب کیا مدفون
لپٹ کے سایہ ہوا بہرِ جسمِ زار کفن

تمھارے ہجر سے بعدِ فنا یہ حالت تھی
تپان جو لاش تھی ہلتا تھا بار بار کفن

کنارِ قبر مین یکسان ہین بادشاہ و گدا
کہ زیرِ خاک ہین دونون کے بیوقار کفن

تبا کو مردۂ عاشق سے کیا عداوت تھی
دیا جو غیر نے وہ بھی لیا اُتار کفن

برہنہ نکلیگا اک روز یہ تنِ خاکی
اگر ہوں قاقم و سنجاب کے ہزار کفن

۱۴۳ ۱۰
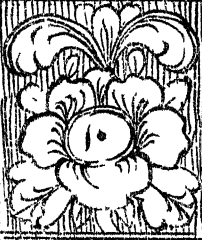
جو پاس مردہ کے خاکِ شفا تجمل ہو
تو تا بہ حشر نہ میلا ہو زینہار کفن
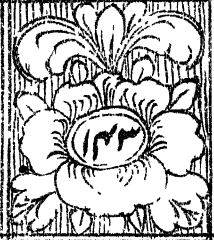
کب تلک قائم رہینگی ای ستمگر ہڈیان
خاک مین ملجائینگی اک روز کیسر ہڈیان

مجھکو خود ملتی نہین دکھون ہین کیونکر ہڈیان
ہو گئی ہین جسم کی اسد رجہ لاغر ہڈیان

کلکِ دل جسدم ہوا عازم کہ لکھے خطِ شوق
بنگیا قرطاس سینہ خطِ مسطر ہڈیان

مفت دیتا ہون کیا دے تو بنا کر بیچ لے
ازبرای بازیِ طفلان کمانگر ہڈیان

آتشِ ہجران سے میرے جسم لاغر کی بھلا
خاک کرتا ہی جلا کر کیون ستمگر ہڈیان

ای ہما مثلِ سگِ کوئے صنم تو کس لیے
عاشقون کی شوق سے کھاتا ہے خیکر ہڈیان

ای مسیحا گور پہ آیا ہی تو کس واسطے
یان تو پیوندِ زمین ہین خاک ہو کر ہڈیان

دیکھکر مجنون کو یون آپس مین کہتے تھے غزال
رہ گئی ہین لاغری سے بید ہوکر ہڈیان

ای مسیحا مرے مردے کی خبر لے آکے جلد
پوست برگِ خشک ہین ہیزم سے بڑھکر ہڈیان

۱۴۴ ای تجمل شمع فانوسی کی صورت رات دن ۱۲
سوزِ فرقت سے جلا کرتی ہین اکثر ہڈیان

ہی ترے گیسوے شبرنگ کا سودا دل مین
سانپ کی طرح شب و روز ہی پھرتا دل مین

دل کسی کا جو کسی ماہ لقا سے لگجاے
دین و دنیا کی نہ ہرگز رہے پروا دل مین

حسن ای رشکِ قمر جسنے ترا دیکھ لیا
ہو گیا عشق اُسی وقت سے پیدا دل مین

ایک کیا وعدے ہوے آپکے جھوٹے لاکھون
کیا کرین آپ کی باتون کا بھروسا دل مین

کسی صورت ترا بیمار جو اچھا نہ ہوا
ہو گئے کیسے پشیمان مسیحا دل مین

یار کے گیسو سے رکھے خدا ہی محفوظ
مین نے کیون سانپ کے جوڑے کو ہی پالا دل مین

آتشِ ہجر مین دن رات جلا کرتا ہون
نہین معلوم تصور ہی یہ کسکا دل مین

مجھسے کس واسطے رہتا ہی پری برہم
رنج کس سے مری جانب سے ہو ڈالا دل مین

نہ کبوتر کی نہ قاصد کی رسائی ممکن
وصل کا اُسکے کرین خاک ہوس سا دل مین

میری جانب سے تجھے ہی جو خیال فاسد
مجھکو بتلادے یہ کیونکر ہوا پیدا دل مین

جان نثاری کا تو کیا خوب عوض ہمکو ملا
ہمسے نفرت ہوئی غیرون سے مدارا دل مین

ای تجمل ہوس دولت دنیا چھوڑو
حسرت تاج شہی لے گیا دارا دل مین

ملا ہی خون عاشق کا جو اپنے دست رنگین مین
ذرا کیجیے قصاص اسکا نہین کیا آپ کے دین مین

مرا سینہ بنا داغون سے مثل تختۂ گلشن
خیال آیا جب اُس گل پیرہن کا طبع رنگین مین

نہ کچھ تسبیح سے مطلب نہ کچھ زنار کی پروا
ہی وہ جب سجدہ اُس در پر ہمارے دین و آئین مین

زمانہ تیرہ و تاریک آنکھون مین ہوا اپنی
پھنسا جب سے دل مضطر تمھاری زلف مشکین مین

بدن ہو جائیگا مٹی تجمل بعد مرنے کے
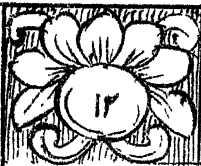
۱۴۶ بسر کرتے ہین ناحق نازنین سب عمر تزئین مین ۱۲

ماہرو بھولا ہے اپنا ابھی ہشیار نہین
نیک و بد سے وہ زمانے کے خبردار نہین

خوبروی کے سوا شوخ بھی بیباک بھی ہو
دلربائی نہین جسمین ہو وہ دلدار نہین

عشق کرنے سے شرافت تو نہین جاتی ہے
گالیان دیتے ہو ہم اسکے سزاوار نہین

غم ہجران کی شکایت پہ وہ ہنسکے بولے
کون عاشق ہے جہان مین جو دل افگار نہین

واعظا آتش دوزخ سے نہ دھمکا مجھکو
کوئی میخانے مین جانے سے خطاوار نہین

کس طرح گیسوے دلدار کو موذی مین کہون
وصف کالے کے ہین سب اسمین مگر مار نہین

جان سے مال سے ہر طرح سے حاضر ہون مین
ایسا دنیا مین ترا کوئی خریدار نہین

تیغ ابرو سے ابھی سر یہ قلم ہوتا ہے
آزما لیجیے ہمکو کوئی انکار نہین

کھل گیا حال ترا مجھکو اب امید ہے کیا
ایک بوسے کا بھی منہ میرا سزاوار نہین

خواب غفلت نہین ہرگز اسے حصے مین ملا
تم کبھی سمجھو نہ فتنہ کو کہ بیدار نہین

ہر بشر کے لیے یہ فکر ہی مخلوق ہوئی | کون دنیا مین ہی جو اسکا گرفتار نہین
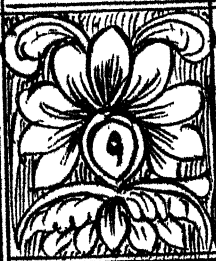
۱۴۷ کیون تجھے فکر ہی دن رات تجمل درپیش
ہند سے دور در حیدر کرّار نہین ۹

پلا کلال مٔی خوشگوار ہولی مین | ہین طفل و پیر و جوان پرخمار ہولی مین

بنا ہی صحن مکان لالہ زار ہولی مین | عجیب رنگ سے آئی بہار ہولی مین

تمام پیر و جوان بنگئے ہین دیوانے | اڑاتے پھرتے ہین گرد و غبار ہولی مین

ہوا اپنے کام سے پیر مغان ذرا ہشیار | رکے نہ دور مٔی خوشگوار ہولی مین

خلاف گوئی کو مستون کی تم معاف رکھو | سنو جو کہتے ہین اے گلعذار ہولی مین

حسین اپنے مکان سے تمھارے ملنے کو | برابر آتے ہین باندھے قطار ہولی مین

سبو پہ خم پہ صراحی پہ ساقیا تجھپر | ہر ایک مست کا ہی سر نثار ہولی مین

ہر ایک کوچے مین کیا رنگ سرخ اچھلتا ہی | برس رہا ہی یہ ابر بہار ہولی مین

۱۴۸ ۱۰

تلاشِ دخترِ رز مین کہان نہ پھرے
تجمل آج ہوے ہمکنار ہولی ہین

رازِ دل اپنا سُناتے کیون نہین
کیون چھپاتے ہو بتاتے کیون نہین

اے مسیحا پاس آتے کیون نہین
اپنے مُردے کو جلاتے کیون نہین

مضمحل بیٹھے ہین کیون ہر شاخ پر
گل عنادل کو بلاتے کیون نہین

مفت خورون نے دُہی دی کسلیے
آج میخانے سے جاتے کیون نہین

پھینکتے ہین تیر کو وہ سامنے
خضرتِ دل لینے آتے کیون نہین

چھیڑ کر اُنکو خفا کیون کر دیا
حضرتِ دل اب مناتے کیون نہین

قتل کرنے مین تھی عجلت اسقدر
لاش عاشق کی اُٹھاتے کیون نہین

پاس رکھتے ہین عنادل تیرِ آہ
زد پہ اب صیاد آتے کیون نہین

پردہ کیون محمل کا چھوڑا آپ نے
چہرہ عاشق کو دکھاتے کیون نہین

۹ ۱۶۹

ای تجمل آج کیون ہو باغ باغ
جامۂ تن مین سماتے کیون نہین

تلاش بلبلون کو اب چمن کی کچھ بھی نہین
خزان کے آتے ہی الفت وطن کی کچھ بھی نہین

ہوا جو مشک مقابل تمھارے گیسو سے
خطا ختن کی ہے آہو ہرن کی کچھ بھی نہین

نہ ایک بات بھی کی ہمسے گذری وصل کی رات
تری زبان کی خطا ہے دہن کی کچھ بھی نہین

گرا نہی تیغ نگہ سے تو میرے سر کو قلم
گلوے سخت کو پھانسی رسن کی کچھ بھی نہین

غبار دشت بلا ہوگا پردہ پوش ضرور
برہنہ کو ترے حاجت کفن کی کچھ بھی نہین

شب وصال مین کیا تذکرہ ہے دوری کا
گلے کی بات حکایت محن کی کچھ بھی نہین

یہ مہر و ماہ تو گردش مین ہین بحکم خدا
خطائین آہمین تو چرخ کہن کی کچھ بھی نہین

یہ برگ دست تاسف کو مل کے کہتے ہین
خزان کے آنے سے رونق چمن کی کچھ بھی نہین

تجمل اپنی ہی تقدیر کا یہ سب ہے بگاڑ

۱۵۰ خط ابس اِسمین مرے گلبدن کی کچھ بھی نہین ۱۲

عاشق کا خون ملا ہی جو ای یار پانون مین
گرمی سے چھالے ہون نہ نمودار پانون مین
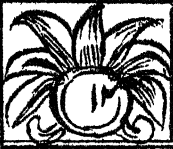
بگڑے حواس برہمن آہن بت کے عشق سے
گردن کے بدلے پہنے ہی زنار پانون مین

لیتا ہمارے غیرت شمشاد کے قدم
رکھتا جو سرو طاقتِ رفتار پانون مین

دشتِ جنون مین پانون کو رکھ پھونک پھونک کے
کانٹا نہ چبھنے پائے خبردار پانون مین

لعلِ سرشک قدمون پہ تیرے کرون نثار
ملنے دے مجھکو دیدۂ خونبار پانون مین

روتی ہی دیکھ دیکھ کے خارون کی لاغری
ہر آبلے کی چشم گہربار پانون مین

عشق مژہ مین سختیِ رہ کو جو طی کرو
ہو جائین صورتِ رگِ گل خار پانون مین

اک تو مرے جنون مین تھی بس مونس انیس
زنجیر کیون الجھتی ہی ہر بار پانون مین

چلنا تو اک قدم مجھے دشوار ہی جنون
ہین بیڑیان یہ کیسی گرانبار پانون مین

جوشِ جنون سے گرم ہی زنجیر اسقدر
گویا کہ ہر کڑی ہی شرر بار پانون مین

مرحب یہ بیجو اُس تھا خیبر کی جنگ مین
نیزہ بندھا تھا پشت پہ تلوار پائون مین

۱۵۱

بولیگی قبہ تجھپہ تجمل ہو کیون فشار
ہر دشتِ کربلا کا ترے خار پائون مین

۱۴

بھری جو پیر مغان نے شراب شیشے مین
کسی کا خون ہر یا ہر شہاب شیشے مین

پلاؤ بادہ کشو شیخ کو بھی دھوکے سے
کہو شراب کو ہر یہ گلاب شیشے مین

جو ساقیا ہو ترا حکم جام مین آ ترے
شراب سرخ ہر یا در رکاب شیشے مین

ہوا جو مصحفِ رخ کے مقابل آئینہ
خدا کے حکم سے اُتری کتاب شیشے مین

جہان مین دخترِ رز ہر غضب کی آوارہ
چھپی ہر کسلیے خانہ خراب شیشے مین

نہین ہر قدر اگر شیشہ مے سے خالی ہو
یہ دختِ رز کی ہر سب آب و تاب شیشے مین

بھرا ہی ستون سے میخانہ دختِ رز آج بھی
چھپی ہر کسلیے او بے حجاب شیشے مین

یہ جھوم جھوم کے کہتا ہی مستون سے ساقی
ہر آج دخترِ رز لاجواب شیشے مین

ان ابرو و مژہ مین ہے تیر قتل کرنے کو
غرور تھا جو تمھین دیکھتے نہ آئینہ
لگی یہ مستون کے منھ ہی ہٹا دے اے ساقی
کہو یہ شیخ سے پی لے کہ جسمین بخشش ہو
ہی رہنمائی سے تو تیر مرغ بیجان کی

کیا ہی تمنے کسے انتخاب شیشے مین
مقابلے سے لا کیا جواب شیشے مین
یہ دختِ رز نہ کہین ہو خراب شیشے مین
نہین شراب ہی کوثر کا آب شیشے مین
ملا ہی قبلہ نما کا خطاب شیشے مین

۱۵۲
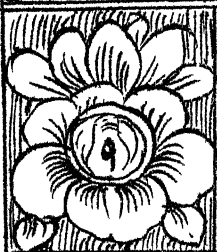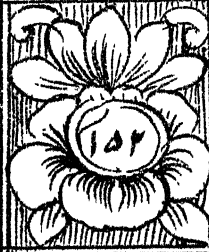
پلائینگے لب کوثر علی تجمل کو
عوض شراب کے کوثر کا آب شیشے مین

۹

قاصد خفا وہ کیون نہ ہوے تقصیر کچھ نہین
قاصد تجھے قسم ہی اُسے جا کے پھیر دے
اُس مہ لقا کا وصل ہو کس طرح سے نصیب
بوسے کے وعدے کا مین اُسے کیا ثبوت دون

باتین زبانی کہتا ہی تحریر کچھ نہین
وہ خود اگر نہین ہی تو تصویر کچھ نہین
تدبیر کچھ نہین مری تقدیر کچھ نہین
اقرار تھا زبانی ہی تحریر کچھ نہین

ہو گا نہین سوال یہ عاشق کے کتنے با
بس اب زبان کو روکیے تقریر کچھ نہین

مانو نہ میری بات سنو یا نہ کچھ سنو
عاشق تمہارا دل سے ہون تزویر کچھ نہین

بیقدر سب کے آگے ہین ٹکڑے ہین ابر کے
گر ماہ و آفتاب ہین تنویر کچھ نہین

کیا مرتبہ غبار رہ کربلا کا ہی
رتبے مین اسکے سامنے اکسیر کچھ نہین

۱۵۳ ۔ ۱۲

اب تک مراد دل نہ تجمل تجھے ملی
کیا ہو گیا دعاؤن مین تاثیر کچھ نہین
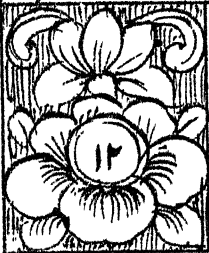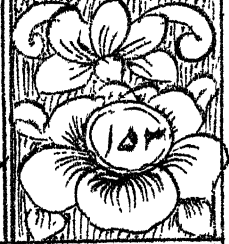
دوا ای تجھکو ای رشک قمر ہم دیکھ لیتے ہین
ٹھہر جاتا ہی دل جب اک نظر ہم دیکھ لیتے ہین

قیامت کا تڑپتا ہی دل بیتاب سینے مین
ترے پہلو مین غیرون کو اگر ہم دیکھ لیتے ہین

ہوا کی طرح کس جا پر نہین ہوتا گذر اپنا
تلاش یار مین ہر رہگذر ہم دیکھ لیتے ہین

اشارہ جھجک کے غمزے سے جو تم کرتے ہو غیرونکو
تمہاری صاف بل کھائی کمر ہم دیکھ لیتے ہین

تجمل تجھ پہ جس ہی پتا تیرا نہین ملتا
در دیر و حرم شام و سحر ہم دیکھ لیتے ہین

ارے باد صبا تو گلبدن سے میرے کہدینا
ترے عاشق کو پھرتے دربدر ہم دیکھ لیتے ہین

ہے حال صفحۂ دنیا سے دون پیش نظر اپنے
ہو اکرتا ہے جو زیر و زبر ہم دیکھ لیتے ہین

تجسس ہین ترے سیب ذقن کے اے گل خوبی
درختون مین گلستان کے ثمر ہم دیکھ لیتے ہین

نہین گھونگھٹ کا چشم شوق سے کچھ زور چلتا ہے
ترے چہرے کو سُن ا دبے خبر ہم دیکھ لیتے ہین

کہینگے منہ پہ رضوان کے بفضل حمد رضنہ
ابھی جنت کو بے خوف و خطر ہم دیکھ لیتے ہین

یہ ارشاد خدا ہے نامۂ اعمال معمولاً
محبان علی کے اک نظر ہم دیکھ لیتے ہین
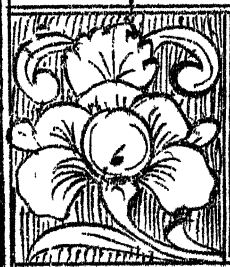
تجمل جب پھرا قاصد جواب نامہ یہ لایا
تمہارے خط کبھی با چشم تر ہم دیکھ لیتے ہین
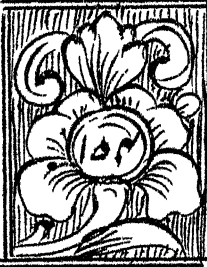
۱۵۴

نہ کس طرح سے بنت العنب رنجور شیشے مین
لگا تا منہ نہین اپنا وہ رشک حور شیشے مین

ترش روئی نے محتسب کی یہ تاثیر دکھلائی
ہوئی سرکہ شراب ناب بے دستور شیشے مین

نہین دیکھا ہے جن لوگون نے وہ کہتے ہین دیوانے
خدا جانے پری ہے یا ہے کوئی حور شیشے مین

وہ سیر دل مین رہتے ہین مگر کوئی نہین واقف
اُترتا ہی پری کا کسقدر مشہور شیشے مین

مرقع مین حسینانِ جہان جتنے ہین ای گلرو
تری تصویر سے کرتے ہین دل مسرور شیشے مین

سُنو ای زاہدو آوازِ قلقل ہی یہ مینا کی
یہ کرتی ہی خدا کے نام کا مذکور شیشے مین

تجمل سے تری تصویر کھچی ای بت کشیدہ ہی
ہی رعنائی پہ اپنے کسقدر مغرور شیشے مین

لپٹی نہین ہی زلفِ گرہ گیر کمر مین
باندھی یہ الفت نے ہی زنجیر کمر مین

کیون دیکھ کے جھک جاتا ہی تو مجھکو لبِ بام
آئے نہ لچک ادبت بے پیر کمر مین

دیوانہ وہ تھا کھینچ چکا جب مری تصویر
مانی نے معاً ڈال دی زنجیر کمر مین

لے ہاتھ مین ای ترک پئے قتلِ زمانہ
تلوار کی ہوتی نہین توقیر کمر مین

پہونچا دے خدا جلد اُسے سیم صنم تک
قاصد جو لیے جاتا ہی تحریر کمر مین

اب گردن وسرکی ہی کوئی دم مین جدائی
باندھی ہی ستم پیشہ نے شمشیر کمر مین

کُھلتا نہین کچھ آج چڑھائی ہی یہ کس پر
باندھی ہی ستمگر نے جو شمشیر کمر مین

۱۵۶ کیون قصد زیارت کا تحمل نہین کرتا
اُٹھ بخشینگے طاقت تجھے شمشیر کمر مین ۹

جرّاح زخم سینہ دکھاؤن کہان کہان
ناسور پڑ گئے ہین بتاؤن کہان کہان

رستے مین گھر مین بزم مین خلوت مین یار کو
یہ داستان ہجر سناؤن کہان کہان

صحرا مین تو نکل کے مین بستی سے آرہا
اب اے جنون بتا مجھے جاؤن کہان کہان

دست دراز کا دم وحشت یہ قول ہی
ٹکڑے مین پیرہن کے اڑاؤن کہان کہان

پوچھون صلاح شیخ و برہمن سے دل مین ہی
ہرجائی ہی وہ ڈھونڈھنے جاؤن کہان کہان

کہتا ہی وہ مسیح ہی عالم مرا ہوا
مین ایک جا کے مُردے جلاؤن کہان کہان

ڈر ہی کہ سیل اشک سے طوفان آ نہ جائے
اے چشم زار تجھکو رُلاؤن کہان کہان

دیر و حرم مین ڈھونڈھ چکا تو نہین ملا
اب جستجو مین تیری مین جاؤن کہان کہان

عنقا ہی رزق بیٹھون تحمل جو تم کہو
بہرِ تلاش ٹھوکرین کھاؤن کہان کہان

١٥٦ مصاریع بر مصرع مشہورہ ١٩

غیرِ محرم سے ہمین منظور رسوائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

کاغذی تصویر مین ہرگز وہ رعنائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

ہو جدا عکس اتنی بھی ہمکو شکیبائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

حسن کی غیرون نے ابتک تو خبر پائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

لوحِ قدرت ہاتھ اپنے آجتک آئی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

جب مرقع مین مسیحا کے مسیحائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

عیب بین منھ پر یہ کہدیتے کہ گویائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

تابعِ فرمان ہین ہم مین عیبِ خود رائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

اُسنے تو صحنِ مکان تک کی ہوا کھائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

جیتے جی مردہ بنائین ایسے سودائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

قدرت اپنے ہاتھ مین بہزاد نے پائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

صورتِ بیجان مین جب کچھ کارفرمائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

از پئے دیدار آنکھون مین سراپا ہو کھنچا
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

دیکھکر اپنا مقابل ہو نہ جائے بدمزاج
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

دیکھنے سے حسنِ نادیدہ کی شہرت ہی سوا
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

حسنِ یوسف کو زلیخا بھول جاتی دیکھکر
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

سیکڑون دیندار اُسکو پوجتے ہوتا گناہ
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

مصحفِ رخسار کو اے شیخ چھوتے برہمن
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھچوائی نہین

سیکڑون کی جان جاتی اے تجمل دیکھکر

۱۵۶ اسلیے تصویر جانان ہمنے کھچوائی نہین ۳
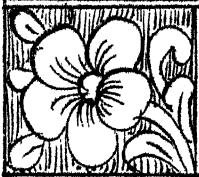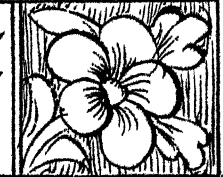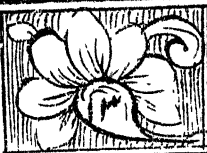
بوقتِ قتل کھلا وہ مرا عدو تو نہین
کہ پوچھتا ہی بتا کوئی آرزو تو نہین

فغان سے عرشِ معلا ہلادیا کسنے
یہ نعرہ کسکا ہی اِی دل بتادے تو تو نہین

چمن مین کرتے ہو سنبل کی کس لیے تعریف
تمھارے گیسوے مشکین کی اِسمین بو تو نہین

وہ مل کے خون کسی بیگنہ کا کہتا ہی
حنا کا رنگ ہی ہاتھون مین یہ لہو تو نہین

گرون مین کھنچنے کا ای ترک کسلیے افسوس
نیام تیغ کا میرے رگِ گلو تو نہین

قدم مین دیر مین رکھتا ہون چھوڑکر اسلام
بتادے مجھکو صنم حاجتِ وضو تو نہین

وہ میرے دل مین ہین گو ظاہری نہین ہی وصال
ہزار شکر کہ اب فکرِ جستجو تو نہین

دوئی سے ہی یہ تنفر نقاب اُلٹتے وقت
وہ مجھسے کہتے ہین آئینہ روبرو تو نہین

گلے پہ تیغ کو رکھ کے دیکھتا کیا ہی
بتادے صاف رگِ جان کی جستجو تو نہین

ہزار شکر کہ داد دینے آتے ہین
ہم ایسے نالہ و شیون مین خوش گلو تو نہین

عبث ہی آپ کو انکار بوسہ دینے مین
دہن ہین میرے دلِ سوختہ کی بو تو نہین

عبث ہی سنبل پیچان کو ہمسری کا خیال
صنم کے گیسوے مشکین کی اِسمین بو تو نہین

شراب پینے کی تہمت لگا نہ اے واعظ
تو آکے سونگھ تجمل کے منہ مین بو تو نہین

پڑا ہوا دلِ مضطر ہی بیقراری مین
گذر رہے ہین شب و روز آہ و زاری مین

ملا کے آنکھ یہ کہتے ہین مہر سے ذرے
مزہ ہی کوچہ جانان کی خاکساری مین

بتائیے دل مضطر کو چین کیونکر ہو
نہین ہی کوئی بھی مصروف غمگساری مین
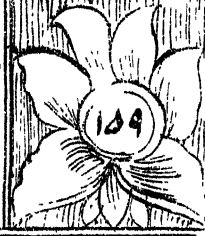
اُٹھی ہوئی ہی زمانے سے آبرو ایسی
ذرا سی بوند بھی باقی نہین کٹاری مین

گلون نے رنگ اڑایا ہی اُسکے چہرے کا
نہین ہی فرق ذرا اِسکی ہوشیاری مین

جو خشک داغِ جگر تھے ہوے ترو تازہ
جنون کا زور ہی اب موسمِ بہاری مین

گلے کے ساتھ ہوا قطع دستِ عزرائیل
غضب کی باڑھ ہی جلاد کی کٹاری مین

۱۶۰ — ۹

الٰہی کردے تجمل پہ اک نگاہِ کرم
کٹی ہی عمر سب اُسکی گناہگاری مین

دکھانے جلوہ اگر آفتاب پردے مین
چھپا کے شیخ بھی پی لین شراب پردے مین

تمھاری آتشِ ہجران سے یہ دلِ رنجور
بھنا ہوا ہی مثالِ کباب پردے مین

چھپی تھی پردہ محمل مین قیس سے لیلی
چھپا ہی مجھسے بھی وہ بیحجاب پردے مین

تمھاری تیرِ نگہ سے یہ مرغِ دل میرا
شکار بن گیا خانہ خراب پردے مین

جو چاہو چھپکے یہان کرلو میری بدگوئی
بروزِ حشر نہوگا حساب پردے مین

صدائے نالہ و شیون ہمارے دل کی طرح
چھپائے رکھتے ہین چنگ و رباب پردے مین

جھلک دکھاتی ہی شیشے مین کیا مئے گلرنگ
پری چھپی ہی کہ ہی آفتاب پردے مین

اب آپ چہرے سے الٹین نقاب پھیلے نور
ہر وقتِ شام گیا آفتاب پردے مین

بس اب تو یار نہین صبر ہی تجمل کو

١٦ گلے لگا اِسے اے بے نقاب پردے مین ١٢

شمیم گیسوے مشکین جو آئی مقتل مین
صبا ہی کوچۂ دلبر سے لائی مقتل مین

کمان جو ہاتھ مین تو نے اُٹھائی مقتل مین
قضا نے آتے ہی گردن جُھکائی مقتل مین

جو تیغ ہاتھ سے تو نے لگائی مقتل مین
عجیب روح نے لذت اُٹھائی مقتل مین

گلے پہ تیغ جو اُسنے پھرائی مقتل مین
تو ہو گئی تن و جان سے جدائی مقتل مین

جب اُسنے پانون سے ٹھوکر لگائی مقتل مین
مرادِ عاشقِ کشتہ بر آئی مقتل مین

ہزار شکر کہ گلشن کے عندلیبون نے
لحد پہ چادرِ گُل ہی چڑھائی مقتل مین

کیا ہی ظلم نے قاتل کے اِسقدر اندھیر
کسی کو کچھ نہین دیتا دکھائی مقتل مین

چمک کے کان کی بجلی نے دیکھ او قاتل
ہی آگ کیسی غضب کی لگائی مقتل مین

یہ شوقِ قتل تھا جب آ کے تیغ کھینچ کے وہ
تو جمع ہو گئی ساری خدائی مقتل مین

خبر ہی تجھکو یہ ہی خونِ عاشقان کا مقام
نسیمِ صبح تو رکھنا صفائی مقتل مین

ہمارے نالۂ دل نے بپا کیا محشر
تمھاری یاد جو مرنے پہ آئی مقتل میں
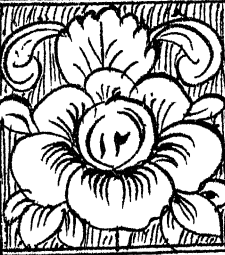
۱۶۲

وہی حسین تجمل بدد کو پہونچینگے
کہ جنکی لاش تھی خون سے نہاں مقتل مین

۱۲

حیران ہین سب کہ بول رہا ہی بدن مین کون
کھلتا نہین کسی پہ ہی اس پیرہن مین کون
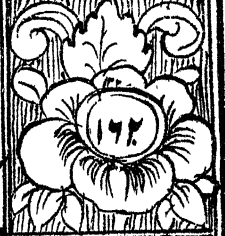
بیدار مغز جانتے ہین رتبۂ علی
سویا تھا چھپکے چادر شاہِ زمن مین کون

مجنون کا شہرہ عشق سے لیلی کے ہو گیا
واقف تھا ورنہ شہر مین کون اور بن مین کون

سائے تلک کا دشتِ جنون مین نہین پتا
دیتا ہی ساتھ سختیِ رنج و محن مین کون

طفل و جوان و پیر ہین سب ایک حال ہین
غمگین نہین زمانۂ چرخِ کہن مین کون

محشر مین چھانٹے جائینگے اسطرح مومنین
لپٹا ہی کربلا کے بتاؤ کفن مین کون

عیسی بھی اپنے مردے پہ ہین ادریار بھی
دیکھین کہ جان ڈالتا ہی اب بدن مین کون

غنچون کا گل کا پتون کا کچھ رنگ ہی اور ہی
حیرت مین عندلیب ہی آیا چمن مین کون

ارشاد کیجیے دلِ عاشق کی طرح سے
ڈوبا ہوا ہے آپ کے چاہِ ذقن مین کون

افشان ہین کسکے عارضِ پرنور کی یہ نجم
رونق فزا ہے پردۂ چرخِ کہن مین کون

تم باغ مین جو جاتے تو ہم گل سے پوچھتے
پھولا نہین سماتا ہے اب پیرہن مین کون
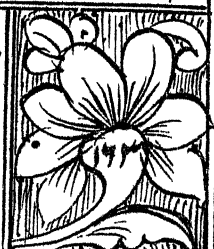
غربت سے خاک جائین تجمل ہے یہ خیال
پرسان ہمارے حال کا ہوگا وطن مین کون

ہم اپنے نقدِ جان و دل کو دیکر مول لیتے ہین
خوشی سے عشقِ گیسوے معنبر مول لیتے ہین

نہ سمجھے کوئی ہمکو بوریے پر بیٹھنے والا
گدا ہین ہم مگر تختِ سکندر مول لیتے ہین

ترے افشان کے ذرون کو فرشتے رذراوک سے
بنانے کے لیے گردون پہ اختر مول لیتے ہین

ذرا او نونہالِ حسن بوسہ ترے رخ کا
جو تو راضی ہو نقدِ دل کو دیکر مول لیتے ہین

ارے ساقی ہمین تو ہے مئے گلرنگ کی خواہش
نہ خواہان ہین صراحی کے نہ ساغر مول لیتے ہین

ہمارے قتل کو کافی ہے جنبشِ تیغِ ابرو کی
بھلا کس واسطے یہ آبِ خنجر مول لیتے ہین

یہی ہے رنگ تو دو دن مین جائیگا ہرجائی
تری تصویر اب تو لوگ گھر گھر مول لیتے ہین

گرفتارون کے ساماں سے ہے آزادون کو کیا پروا
بھلا کب طوقِ قمری کو صنوبر مول لیتے ہین

زیادہ مرتبے مین جانکے اکسیر سے اُسکو
غبارِ کوے جاناں کیمیا گر مول لیتے ہین

۱۶۴
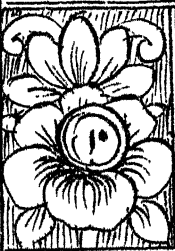
خدا ہو لیگا محشر مین ہوا آزاد یہ بندہ
تجمل کو غلامی مین جو حیدر مول لیتے ہین
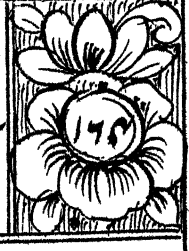
۱۰

خضر ہے جو اثر آبِ بقا مین
وہی تاثیر ہے خاکِ شفا مین

جواب اپنا نہ اُنکا ہے کہین مثل
وفا مین ہم ہین یکتا وہ جفا مین

کیا تقدیر نے بابِ اثر بند
اُٹھائے ہاتھ جب ہمنے دعا مین

کھلی ہے چشمِ نرگس مثلِ یعقوب
ہے کسکے پیرہن کی بو ہوا مین

ہم آہِ دل کو یا دردِ جگر کو
بتاؤ خود تمھین کس کس کو تھا مین

مریگا آپ کا عاشق تو لاشہ
لپٹوا دیجیے گا اک ردا مین

جو اصلی رنگ ہو ہاتھون کا اُسکے
نہین وہ رنگ پاتا ہین حنا مین
چھپی آواز صورِ روز محشر
ہمارے نالہ دل کی صدا مین
میانِ زلف وہ چہرہ جو چمکا
نظر آیا قمر کالی گھٹا مین

۱۶۵
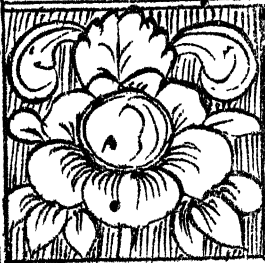
تجمل زائر شاہ نجف ہو
یہی ہو عرض درگاہِ خدا مین
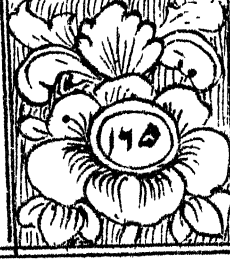
۸

سوے قلب و دردِ جگر ڈھونڈھتے ہین
کدھر ہو وہ اور ہم کدھر ڈھونڈھتے ہین
چھپے ہین جو شرما کے مہر وسے میرے
فلک اپنے شمس و قمر ڈھونڈھتے ہین
بنائینگے موباف اُس زلف کا ہم
تجھے اِس سے تارِ نظر ڈھونڈھتے ہین
جدائی مین تیرے رخ و زلف کو ہم
پئے دید شام و سحر ڈھونڈھتے ہین
مرے لختِ دل لیجیے اور آنسو
عبث آپ لعل و گہر ڈھونڈھتے ہین
ہوے شوقِ غربت مین بیخود ہم ایسے
کہ بیٹھے ہوے گھر مین گھر ڈھونڈھتے ہین

یہ ہی عرصۂ حشر یان بھی چھپا ہی | تجھے کب سے ای فتنہ گر ڈھونڈھتے ہین
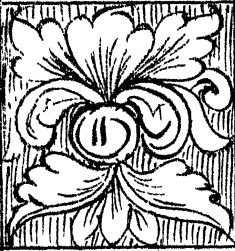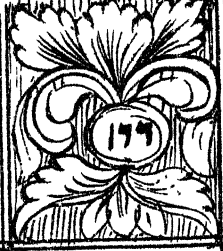
۱۶۶ تجمل سے محشر مین رضوان کہیگا
تجھے توشہ ہار بحر و بر ڈھونڈھتے ہین ۱۱

یہ کیون آپ تیغ و سپر باندھتے ہین | یہ کس بیگنہ پر کمر باندھتے ہین
یہ ہی ناتوانی کہ بندھتی نہین ہی | نماز دن کی نیت اگر باندھتے ہین
کہون یار کے قد کو مین سرو کیونکر | بڑا عیب ہی جو شجر باندھتے ہین
بچائے خدا آپ کو چشم بد سے | ہم اس سے عدو کی نظر باندھتے ہین
رخ و زلف کی ہین ہزارون مثالین | مگر ہمتو شام و سحر باندھتے ہین
صفت کیا کرین انکے دندان و لب کی | فقط ہمتو لعل و گہر باندھتے ہین
چمن مین کوئی جاکے غنچون سے پوچھے | گرہ مین وہ کیون کسکے زر باندھتے ہین
عجب کیا جو بلبل کو کہتے ہین نالان | کہ عاشق کو سب نوحہ گر باندھتے ہین

چلا ہون فقط واسطے امتحان کے | سنا ہے کہ وہ دردِ سر باندھتے ہین
کوئی مشتری کوئی کہتا ہے زہرہ | ہم اُس ماہرو کو قمر باندھتے ہین

ہے بدِ نظر کربلا کی زیارت
تجمل تو رختِ سفر باندھتے ہین

۱۶۷

باغ مین ہے شور یہ کس سروقد کی یاد مین | گفتگو کچھ بڑھ گئی ہے قمری و شمشاد مین
کیا تعجب یار گردن سے سگِ وحشی ملے | تیغ بُران دیکھتا ہون قبضۂ جلاد مین
سو طرح کی اہ فلک ماتھے گئی آفت مگر | ویسی ہی شیرین کی الفت ہے دلِ فرہاد مین
مانی و بہزاد نے تصویر کھینچی یار کی | فرق باقی رہ گیا شاگرد اور اُستاد مین
خود خدا فرما چکا ہے اے رسولِ دوسرا | دخل ہے تمکو بلا شک خلق کی ایجاد مین
آمدِ صیاد کی ہے گیا گلستان مین خبر | بلبلین مصروف جو ہین نالہ و فریاد مین
ہین جو دیوانے وہ پابندِ سلاسل ہو گیا | بیڑیان جو بن رہی ہین خانۂ حداد مین
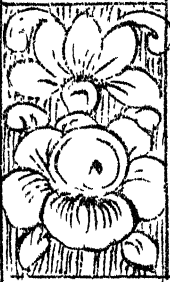
۱۶۸ ۸

فکرین لاکھون طپش رہتی ہین تجمل کو مدام
چین مل سکتا نہین ہر اس خراب آباد مین

جو بہرِ سیر مین آیا چمن مین
گلِ مقصود کو پایا چمن مین

صبا کو کیون نہ مین غماز سمجھون
گل و بلبل کو لڑوایا چمن مین

نگہ اسکی عجب جادو اثر ہی
گلِ نرگس بھی شرمایا چمن مین
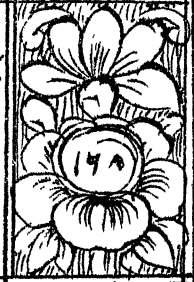
بتا اے باغبان گلشن کا احوال
خزان آئی تو کیا پایا چمن مین

ہزارون گل ہوے صدقے صنم پہ
درختِ گل جو ہلوایا چمن مین

رقیبون کی جو آمد پاسبان ہی
بتادے کسنے بلوایا چمن مین

نہ مانی بات کوئی بیوفا نے
بڑی منت سے سمجھایا چمن مین

۱۶۹ ۱۰

تجمل کا دلِ وحشی نہ بہلا
اُسے ہر چند بہلایا چمن مین

میں ہوں مبتلا سخت درد کمر میں — غضب کی صعوبت اُٹھائی سفر میں

ترے رخ پہ دیکھے جو ابرو تو سمجھا — کہ لپٹے ہیں دو عقرب آکر قمر میں

خدا نے تجھے حسن جیسا دیا ہی — وہ جلوہ کہاں روے شمس و قمر میں

اُبھار اپنے سینے کا دکھلاؤ ہمکو — کہ دو پھل نظر آئیں قد کے شجر میں

برہمن نے بھی ذیر میں سنکھ پھونکا — اذان دی جو زاہد نے کعبے کے گھر میں

بہت ٹوٹکے اور جادو کیے ہیں — کسی کو بھی کامل نہ پایا اثر میں

عجب عشق نے کی ہر دُہری عنایت — جگر میں ہی داغ اور سودا ہی سر میں

کبھی اُسکے رخ سے نہیں زلف ہٹتی — جدائی نہیں ہوتی شام و سحر میں

خزان نے یہ تازہ ستم آکے ڈھایا — کہ اک برگ باقی نہ رکھا شجر میں

۱۷

تجمل کو کیا ڈر ہی روز جزا کا
وہ ہوگا پناہ شہ بحر و بر میں

۱۱

اِدھر ہمتو دل ذرے کے بیدل ہوے ہین
اُدھر دلبری مین وہ کامل ہوے ہین

نہین چین اک دم تڑپتے ہین جب سے
تری تیغ ابرو کے بسمل ہوے ہین

جو تھی الفتِ بوترابی ازل سے
اِسی وجہ سے قیدی گل ہوے ہین

لگا کر لہو اے بتِ ظلم پیشہ
شہیدون مین اب ہم بھی شامل ہوے ہین

یگانہ چوری سے سینے مین یہ دل
کہ اِس فن مین اب آپ کامل ہوے ہین

جواب ایک خط کا بھی کوئی نہ لایا
ہزارون مرے خط کے حامل ہوے ہین

نہ تمسا حسین کوئی عالم مین پایا
ہزارون پریرو مقابل ہوے ہین

حکومت جو تسخیر کی دیکھتا ہون
سمجھتا ہون اب آپ عامل ہوے ہین

رخ و ابرو و زلف و مژگان کو دیکھو
یہ چارون مرے دل کے قاتل ہوے ہین

سبکدوش ہونے کو گردن جھکی ہے
ابھی ہمتو سفاک گھائل ہوے ہین

تجمل ہے دنیا عدو عاشقون کی

فرشتے بھی اِس غم مین شامل ہوے ہین
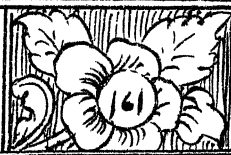
۱۷۱

مچا غل ہی یہ کیون زاغ وزغن مین
یہ کیا صیاد آیا ہی چمن مین

خطا کی دی جو اُس گیسو سے نسبت
نہین خوشبو ہی یہ مشکِ ختن مین

قرار آئیگا مر کر بھی نہ مجھکو
تڑپتا جائیگا لاشہ کفن مین

عزیزون نے شہادت نامے کی جا
تمھارے خط کو رکھا ہی کفن مین

چھوے گیسو تو اُسنے دی یہ تعزیر
مرے ہاتھون کو بندھوایا رسن مین

سمجھتا کچھ نہین کہہ ڈالتا ہی
جو کچھ آتا ہی گلرو کے دہن مین

مضامین نون نئے بندش بھی ہو خوب
یہ باتین ہون تو ہی خوبی سخن مین

تمھارے چہرے پر جب زلف آئی
ہوا غل چاند آیا ہی گہن مین

مرا محبوب جب سے ہم بغل ہی
سماتا اب نہین ہون پیرہن مین

اثر دیکھو ذرا سوزِ درون کا
ہزارون آبلے ہین اپنے تن مین

۱۲۴

کہا اُسنے جو دیکھا نخلِ تابوت — نئی یہ شاخ نکلی ہے کفن مین
عدم ہے وہ عدم ہے وہ عدم ہے — عبث ہے گفتگو بابِ دہن مین

۱۶۲
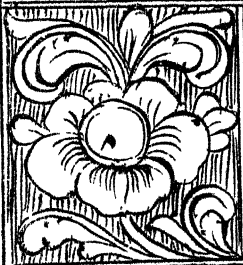
تجمل کو نہین ہے خوفِ دوزخ
ملیگا خُلد حُبِ پنجتن مین

۸
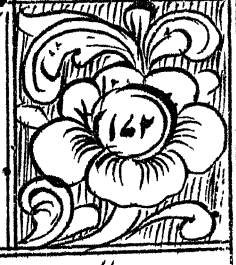
ایسی آراستگی ہے ترے ایوانون مین — کوئی سامان نہین باقی ہے سامانون مین
چپکے چپکے سے جنون دل یہ کرتا ہے صلاح — چھوڑ بستی کو بھرین خوب بیابانون مین
سبزۂ خط ہے نمو آئے ہین ایامِ شباب — طفل کی طرح نہ تم کھیلو دبستانون مین
نامہ بر خط کو مرے اُسکے حوالے کرنا — گر ملے کوئی تجھے یار کے دربانون مین
دیکھکر دشت مین مجھکو یہ کہا مجنون نے — آؤ اُستاد ہو شامل مرے مہمانون مین
جس جگہ تخت نشین ہوتے تھے دارا جمشید — آشیان زاغ و زغن کے ہین اُن ایوانون مین
برق کی طرح جلاتی ہین مرا خرمن دل — بجلیان ایسی چمکتی ہین ترے کانون مین

۱۷۳

رات بھر ڈھونڈھا کیے پر نہ ملا وہ میکش
ہو گئی صبح تجمل تمھیں میخانون مین

۶

جو کھینچی یار کی بہزاد نے تصویر شیشے مین
بقصدِ ہمسری چاہا کرے تقریر شیشے مین

نہ ساقی ہی نہ پیمانہ نہ میخوارون کا جھرمٹ ہی
اکیلی دخترِ رز بیٹھی ہی عجب دلگیر شیشے مین

ارے ساقی یہ مینائے بلوریں جان ہی لنڈھکا تا
نہ ٹوٹے دیکھ میخوارون کی ہی تقدیر شیشے مین

بطِ مے کا نہ کوئی حال پوچھے ہجر ساقی سے
ہی مثل طائرِ قبلہ نما نخچیر شیشے مین

نہو بنت العنب مغرور اپنی خوبروئی پر
نہین باہر ہی جلوے حسن کی تنویر شیشے مین

۱۷۴

تجمل دُردِ زیرِ خُم تمھین جسدم نظر آئے
اُسے سمجھو نہ بے حسرت وہ ہی اکسیر شیشے مین

۱۲

آج قاتل کے نظر آتا ہی خنجر ہاتھ مین
طائرِ جان گردن اپنی دیدے جل کے ہاتھ مین

دیکھنا پڑ رہے کرینگے تابعِ فرمان ترے
ای جنون آیا اگر دامانِ محشر ہاتھ مین

آمد آمد محتسب کی سنکے بھاگا بے حواس
خم تھا ساقی کی بغل مین اور ساغر ہاتھ مین

دیکھنا روزِ جزا اعمال نامہ کے عوض
پیشِ حق ظلمِ بتان کا ہوگا دفتر ہاتھ مین

قتل عالم کے لیے کافی تھا اک تیر نگاہ
کسلیے ہر آج یہ تیغِ دو پیکر ہاتھ مین

کچھ گلہ تم سے نہین ہر اپنی قسمت کا قصور
تم بھی آتے گھر یہ ہم رکھتے اگر زر ہاتھ مین

دیکھیے اب طول کھینچا ہر جنون نے کسقدر
دوڑتے پیچھے ہین لڑکے لیکے پتھر ہاتھ مین

حظ شبگون نے نکلکر نور سارا کھو دیا
دیکھیے تو منھ ذرا آئینہ لیکر ہاتھ مین

حسن یکتا کی تمھارے اسقدر شہرت ہوئی
دیکھتا ہون اتھو مین تصویر گھر گھر ہاتھ مین

نعشِ عاشق پر نہ ہوگا بارِ احسان دیکھنا
خود قضا لیجائیگی یہ جسم لاغر ہاتھ مین

کون آیا ہر الٰہی جو نچھاور کے لیے
مردمِ چشم اشک کے رکھتے ہین گوہر ہاتھ مین

۱۷۵ — ۲۲

بہر تسکینِ تجمل ایک بوسہ دیجیے
نقدِ دل حاضر ہر لیجیے بندہ پرور ہاتھ مین

اگر ہم نالۂ دل کو زبان تک اپنے لاتے ہین
ابھی تو کنگرے عرش معلی کے گراتے ہین

یون ہی وعدے کیا کرتے ہین آتے ہین نہ جاتے ہین
نہ میرے گھر وہ آتے ہین نہ اپنے گھر بلاتے ہین

مسی رنگین لبون پر آپ جو ہر دم لگاتے ہین
قیامت کرتے ہین یاقوت کو نیلم بناتے ہین

شگفتہ یہ زیادہ ہی کہ باغ خلد تبلا دے
ہم اپنا سینۂ پر داغ رضوان کو دکھاتے ہین

غضب کی بیقراری ہی کہ اسپر بھی نہین تھمتا
دل بیتاب کو ہم دونون ہاتھون سے دباتے ہین

اگر یہ کوہ پر پڑتے تو ٹکڑے اسکے ہو جاتے
تمھارے ہجر مین ہم اسقدر صدمے اٹھاتے ہین

قیامت ہی وہ اک اک بات کہدیتے ہین غیرون سے
جو تنہائی مین اپنا راز دل انکو سناتے ہین

گیا بیجرم ہمکو قتل عالم ہو گیا واقف
بس اب کیون آپ دھبے آستینون کے چھڑاتے ہین

دماغ عاشقان کو کیون نہ بو اسکی پسند آئے
کہ آہو مشک نافے زلف جانان مین بساتے ہین

گلون کو توڑنے آیا ہی گلچین باغ مین شاید
عنادل آج گلشن مین جو اتنا غل مچاتے ہین

دہان زخم کے کھلنے کا باعث سب یہ ظاہر ہی
ہم اپنا راز دل شمشیر قاتل کو سناتے ہین

ٹھہر جا اب گھبرا ای دلِ بیتاب سینے مین
وہ بگڑے ہین تو ہم جا کر مناتے ہین مناتے ہین

صدا ہر وقت اپنی ہی یہ محبوبون کے کوچے مین
جسے لینا ہو آئے ہم یہ نقدِ دل لٹاتے ہین

گلِ نرگس بھی کرتا ہی نظارہ چشمِ حسرت سے
وہ جب آئینہ لیکر آنکھ مین سرمہ لگاتے ہین

لکھا ہی خطِ شوق اسکو مگر یہ ہمکو حیرت ہی
کسے بھیجین نہین ہمدم کسی کو اپنا پاتے ہین

کریگا کوئی کیون اُس بُت سے جا کر میری بدگوئی
خدا سمجھے رقیبون سے یہی جا کر لگاتے ہین

کفِ افسوس کیا کیا غیر ملتے ہین خبر سنکر
جو ہم اُس گلبدن کے پانون مین منہدی لگاتے ہین

سوالِ وصل پر اب ہی غرض آنکو اشارہ بھی
نہ منہ سے بولتے ہین اور نہ گردن کو ہلاتے ہین

تیو تمنے ستایا خوب ہمکو جتنا جی چاہا
خدا کے سامنے اب لیکے ہم فریاد جاتے ہین

برنگِ نقشِ پا ہی ضعف سے مشکل مرا اٹھنا
وہ کیون مجھکو بٹھا کر بزم سے اپنے اٹھاتے ہین

کہانتک گالیان اس کو سُنے کی کوئی حد بھی ہی
بس اب خاموش ہیے ورنہ کچھ ہم بھی سناتے ہین

پر پرو خود ہوا ہی ہم بغل فرطِ مسرت سے

حباب

غزل اب نہین پیرہن تن مین سماتے ہین

اُس تیغ سے چھپے کوئی کیا قتلگاہ مین
رکھتے ہین سب کو دیدۂ جوہر نگاہ مین

کیونکر نہ خاکِ دل ہو خطِ رخ کی چاہ مین
تاثیر کشتہ کرنے کی ہے اس گیاہ مین

کیونکر مسافرانِ عدم کا پتا ملے
نقشِ قدم تلک نہین ملتا ہے راہ مین

دیکھا پھرا کے آنکھ جسے اُسکا دل پھرا
گردش ہے آسیا کی تمھاری نگاہ مین

کم بین ہین کتنے اہلِ نظر اس زمانے کے
جو بحر ہے وہ قطرہ ہے اُنکی نگاہ مین

مجمع غم و الم کا پریشان نہ کیون رہے
سردار کا نشان نہین اس سپاہ مین

چلکر لٹاؤ دولتِ حسن و جمال کو
بیٹھے ہین بادشاہ گدا بن کے راہ مین

آنکھون پہ کسکی زلف نے ہے سحر کردیا
مار سیہ جو پھرتے ہین میری نگاہ مین

زینہ ہے بامِ یار کا گردون سے یہ بلند
تھک کر نگاہ رہ گئی اثنائے راہ مین

مرقد مین کیون جگاتے ہین شانہ ہلا کے دوست
ہم سو رہے ہین چین سے اس خوابگاہ مین

پڑتا اگر نہ عکسِ رخِ یار رات دن
ہوتی نہ روشنی کبھی خورشید و ماہ مین

سینے گلون کے باغ مین جائینگے ہدف
بلبل کا پر لگاؤ نہ تیرِ نگاہ مین

آہستگی سے پانون کو رکھ رکھ کے چل نسیم
اُس گل کی آنکھ لگ گئی ہے خوابگاہ مین

جب اُٹھ سکا نہ کوہ سے بارِ گرانِ ہجر
کیا کیا سُبک ہوا ہے ہماری نگاہ مین

طفلِ سرشک چپلین نہ آنکھون مین کسطرح
ہردم ہے پتلیون کا تماشا نگاہ مین

وعدے پہ وصل کے کبھی ہان ہے کبھی نہین
کہہ دیجیے صاف رکھیے نہ اب اشتباہ مین

قاتل نے کس صفائی سے کشتہ کیا مجھے
دھبا لگا نہ خون کا تیغِ نگاہ مین

شب کو جو بہرِ سیر وہ خورشید رو چلے
گردون دکھائے مشعلِ مہتاب راہ مین

جمتے چمن مین آتشِ گل کے نہ پھر قدم
ہوتا اثر جو برف کا بلبل کی آہ مین

پاتا نہین ہے آمد و شد کی جگہ نفس
یہ بھیڑ رنج و غم نے لگائی ہے راہ مین

روز و شبِ جہان کے دھوکے مین آؤن کیا
یہ دھوپ چھاؤن بیچ ہے میری نگاہ مین

اُس گل کے ہجر مین نہ جگر سے نکل سکے
اُلجھے جو خار غم مرے دامان آہ مین

نہ کس سخی نے دولت قارون لٹائی ہی
ریزے ہین زر کے ذرّے نہین خاک راہ مین

دُرِ چشم زخم کا نہین پہنو حسین بند
سونپا ہی مین نے تمکو علی کی پناہ مین

تو ریسمان زلف سے دل کو مرے نکال
یہ گر پڑا ہی تیرے زنخدان کی چاہ مین

قاضی کو روز توبہ یہ پہونچاتی ہی خبر
مغبچے کے شیخ بیٹھا ہی اب خانقاہ مین

زیب کمر ہی اُسکی جو شمشیر ماہ نو
رکھتا نہین زمین پہ قدم قتلگاہ مین

اے لاغری بتا کہ کہان گم کیا اُسے
سایہ مرا مجھے نہین ملتا ہی راہ مین

محشر مین دیکھتا نہین ہی ایک ایک کو
کیا تیرگی بلا کی ہی میرے گناہ مین

آنے مژہ کے پاس تو شوخی نہ کرنے پائے
اے چشم طفل اشک کو رکھنا نگاہ مین

گل ہوتے ہی چراغ کے گم گھڑیان ہوئین
اندھیر کسقدر ہی تری بارگاہ مین

ساون کی فصل عشق ہی اُس سبزہ رنگ کا
جس شے کو دیکھتا ہون ہری ہی نگاہ مین

فرقت کی شب جو آہ کے شعلے نکلتے ہین
ڈر ہی نہ لو لگے کہین قندیلِ ماہ مین

راہی حواس و ہوش ہوے نکلی روح جب
افسر بغیر پڑ گئی بھاگڑ سپاہ مین

ہی خضرِ رہنما جو محمد کی دوستی
کھٹکا نہین ہی کیل کا ایمان کی راہ مین

پیری ہی صبحِ شام جوانی نہ کر غرور
مخفی سفید رنگ ہی موے سیاہ مین

کرتے ہین زندہ دیکھ کے مضمونِ مردہ کو
عیسیٰ کا معجزہ ہی ہماری نگاہ مین

اپنے پرون کے جھلتے ہین پردے انکھیان
وہ شمع رو جو بیٹھتا ہی جلوہ گاہ مین

کیونکر نظر پڑے تنِ خاکی مین شکلِ روح
صورت سوار کی ہی نہان گردِ راہ مین

کرتے ہو خطِ سبز کا کیون ذکر بار بار
واقف ہین ہم کہ خار ہین الفت کی راہ مین

آنکھون سے دیکھو آئینہ مین خطِ سبز کو
چھوڑو کبھی تو آہوون کو اس گیاہ مین

کس منہ سے آگے حق کے مجلس مین جاؤنگا
آلودہ سر سے پانون تلک ہون گناہ مین

ثابت ہوا کہ آہ مین مطلق اثر نہین
رو رو کے جان دیتے ہین انکو خبر نہین

اسقدر ہے انقلاب زمانہ کہ آج کل
عزت مین بڑھکے بے ہنری سے ہنر نہین

اسطرح ہوگئی ہے جوانی کی شام صبح
لیکن شب فراق کی پیدا سحر نہین

کرتا ہے بیگناہ جو بندون کو روز ذبح
قاتل کو کچھ خدا کا بھی خوف و خطر نہین

کیونکر رسائی ہو مری کہتا ہے نامہ بر
اُس گل کے پاس تک تو صبا کا گذر نہین

دن رات کی طرح سے ہماری نگاہ مین
اندھیر ہے جو پاس وہ رشک قمر نہین

انکار مین بھی آنکے ہے اقرار کا مزہ
سمجھو ہین ہان زبان سے کہین وہ اگر نہین

کافی ہے ہمکو سایۂ دیوار یار کا
کچھ غم نہین ہے چتر جو بالاے سر نہین

کیون بدگمان ہو مجھسے کرو امتحان ابھی
منگواؤ تیغ کچھ مجھے مرنے کا ڈر نہین

کہتے ہین جوہری گہر اشک دیکھکر
ایسا تو پاس ایک صدف کے گہر نہین

یوسف کے مثل اور نکل آئینگے حسین
لیکن کوئی جہان مین تمسا بشر نہین

کھونٹے ہین جو کھرے نہین آئی نکالا یہ قول ہی
انسان کی قدر کچھ نہین گر پاس زر نہین

قاتل خدا کے واسطے سر تن سے کر جدا
جب تن پہ سر نہین ہی تو یہ درد سر نہین

بلبل کی طرح ساتھ نہ اُس گل کا چھوڑتا
ناچار مرغ دل ہی کہ اُڑنے کو پر نہین

ماتم مین میرے ابر نے دریا بہا دیے
ای برق اشک سے تری مژگان بھی تر نہین

نالان جو ہوئین آپ ہین آزردہ کسلیے
عاشق جہان مین کون ہی جو نوحہ گر نہین

تلوار کھینچکر طرف مقتل آئیے
باندھینگے آپ تیغ کہان پر کمر نہین

١٤٨

بر پا غم حسین تجمل رکھو مدام
اِس غم مین کون دل ہی کہ جو نوحہ گر نہین

١٣

جب آیا یاد ای ساقی ترا میخانہ تربت مین
لہو نے بھر دیا بس چشم کا پیمانہ تربت مین
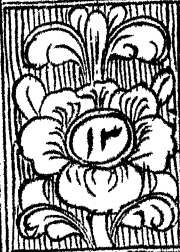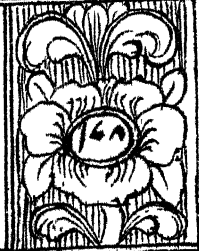
فرشتون کو ملیگا لاغری سے حشر مین وہ کیا
کفن مین تار سا لیٹا ہی جو دیوانہ تربت مین

قفس مین جسم کے تڑپا کیا بس مرغ دل اپنا
اُسے یاد آ گیا جب لف کا کاشانہ تربت مین

ترے محبوب کی الفت مین کاٹے زندگی کے دن
پہن کر آے اب ہین خلعت شاہانہ تربت مین

ہمین جب دل کے باعث سے نہ نیند آئی کسی پہلو
معاً یاد آگیا اُس زلف کا افسانہ تربت مین

فقط اعمال نیک و بد ہین اپنے اور اک ہم ہین
نہ کوئی ساتھ اپنا ہی نہ ہی بیگانہ تربت مین

خوشی مرنے کی ہمکو اسلیے ہی زندگانی مین
کہ دیکھینگے پہونچکر جلوۂ جانانہ تربت مین

فرشتو جلوہ گر ہین اک مرے دل مین ہزارون بت
لیے آیا ہون اپنے ساتھ مین بتخانہ تربت مین

کہان مسکن گزین تھا گیسوے جانان مین مرغ دل
کہان لایا ہی شوق جلوۂ جانانہ تربت مین

ہواے خلد کے جھونکے چلے نیند آگئی انکو
سنا جب سے فرشتون نے مرا افسانہ تربت مین

موا ہون ہجر کے دم مین آ بچا یا ساقی کوثر
پلا دیجیے مئے طاہر کا ایک پیمانہ تربت مین

فرشتون نے کہا چھیڑو نہ اسکو یہ تو بیخود ہی
ہماری گفتگو جبدم سنی رندانہ تربت مین

تجمل کو فرشتو دے رہے ہین یہ صدا حیدر
ہم آ پہونچے مدد کو تو بہت گھبرانہ تربت مین
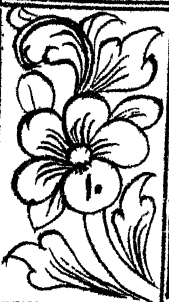
میرا کہنا مرے دلدار جو مانو تو کہون
تمسے مین رازِ دلِ زار جو مانو تو کہون

یون مین کہنے کا نہین حالِ دل اپنا تمسے
گفتگو محض ہی بیکار جو مانو تو کہون

رحم مجھ زار پہ لازم ہی تمھین حد ادو
ہٹریان ہین یہ گرانبار جو مانو تو کہون

ہاے یہ چاند سا چہرہ ہو نہان زیرِ نقاب
نکلے کیا حسرتِ دیدار جو مانو تو کہون

نقدِ دل لایا ہون بوسے کی ہوس ہین تمتک
یون تو لاکھون ہین خریدار جو مانو تو کہون

رہی جاتی ہی ہوس ہاتھ ملو گے تم بھی
رخ پہ خطاب ہی نمودار جو مانو تو کہون

دل تڑپتا ہی کسی بات کی خاطر اے جان
کچھ نہین ہی مجھے اصرار جو مانو تو کہون

بگڑے تھے جسپہ کہ تم سہر ہی اُسی کی خواہش
چھوڑ دو عادتِ انکار جو مانو تو کہون

نقدِ دل گوہرِ جان پاس ہین دونون موجود
قیمتِ بوسہ تم اے یار جو مانو تو کہون

رائگان شکلِ تجمل نہین کرنا منظور
تم مری بات کو اے یار جو مانو تو کہون

ردیف واو

برباد دل ہی جسمین کہ عشقِ حسین نہو
ویران وہ گھر ہمیشہ ہی جسمین مکین نہو

چبھتی ہی پانون مین رگِ گل خار کی طرح
معشوق کوئی آپ سا بھی نازنین نہو

اُس ترکِ پُرغضب کا یہ قتل مین قول ہی
انسان وہ نہین ہی جو چین بر جبین نہو

یکتاے پُرغرور رہی کیون تمسا دوسرا
قدرت خدا کی ایسی نہین جو کہین نہو

دیوانے اُس پری کے ہین ہم جسکا ہی پری
مانندِ سنگ قلب مزاج آتشین نہو

دنیا مین خاکساری کا ہر جا ظہور ہی
وہ کونسی جگہ ہی کہ جس جا زمین نہو

کیون آتشین مزاج دکھاتے ہو ہر گھڑی
دل یون ہی تجھ بن رہا ہی لبِ خشمگین نہو

پانی نہو فراق مین پینے کو خون ہی
لختِ جگر ہی کھانے کو نانِ جوین نہو

ساقی بھی ہو شراب بھی ہو اور ہوا بھی ہو
لیکن نہین ہی لطف جو شب چودھوین نہو

لازم ہی ہاتھ پانون ہلانا براے رزق
رکھتا ہی گر عیال تو عزلت گزین نہو

اہلِ نظر کی آنکھ مین فی الفور ہو سبک
عکس آئینہ مین پڑ کے اگر تہ نشین نہو

۱۸۱

جو داغ ہجر دل پہ تجمل نے ہین سہے
جب چاہو دیکھو لو اُنھین گر کچھ یقین نہو

۱۵
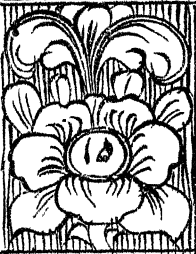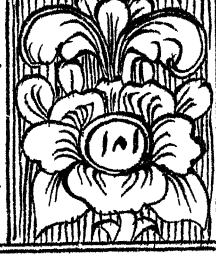
اگر پیری مین دل میرا جوان ہو
مذاقِ عاشقی کا پھر بیان ہو

بہار آئی دل اپنا شادمان ہو
الٰہی دُور گلشن سے خزان ہو

نکلجائے نہ وہ کس طرح گھر سے
کشیدہ تیر سے جس دم کمان ہو

ارے دل کھول کیون بیٹھا کمر کو
چل اب معشوق کو ڈھونڈین جہان ہو

درِ جانان سے ٹل کر ہمتو اے دل
نہ جائین پاس گر باغِ جنان ہو

نہ ٹھہرے ایک دم کعبہ مین زاہد
اگر کچھ دل مین عشقِ لعبتان ہو

شک ہمکو نہ غیرون مین کر وتم
ہمارا عشق گر تم کو گران ہو

یہ کہکر وصل کی شب سو گیا یار
جگا دینا سحر کی جب اذان ہو

یہی ہر وقت بلبل کی دعا ہی
کبھی گلشن نہ پامالِ خزان ہو

غضب کا لطف آٹھے گر میکدے مین
فقط ہم وہ ہون اور پیرِ مغان ہو

کہا کرتا تھا مجنون قبرِ لیلی
ملے کیونکر نہ جسکا کچھ نشان ہو

وہ گلرو کپڑے پہنے ساتھ سویا
مزہ کیا ہو جو پردہ درمیان ہو

کمالِ عشق دل کر جلد حاصل
جو کچھ پوشیدہ ہی وہ سب عیان ہو

چلو اُس در پہ دل کہتا ہی مجھسے
کدھر بھولے ہوے ہو اور کہان ہو

۱۸۲
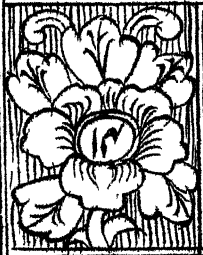
تجمل سے وہ بت کہتا ہی ہر دم
نہ تم میری طرف سے بدگمان ہو
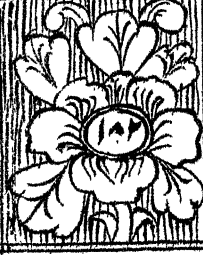
۱۴

ہی برقِ خندۂ گل جلوہ گر ہر سو جلانے کو
چمن مین کس طرف لیجا بلبل آشیانے کو

تمھارے پیچ کی باتین پریرو مین سمجھتا ہون
جو دل چاہے کسی کا سیکھلے تمسے بہانے کو

خدنگِ ناز سے معشوق نے چٹکی بجانے مین
آڑا یا تاک کے کیسا مرے دل کے نشانے کو

کسی کے گیسوون کو گرد رخ دیکھا تو دل بولا
یہ دو کالے غضب کے ہین کہ گھیرے ہین خزانے کو

پسینا اُسکے چہرے پر جو دیکھا دل مرا سمجھا
یہ چھینٹا دینے کو پانی یہ آتش ہی جلانے کو

گل عارض کا اُسکے تھا ہین عاشق روح جب نکلی
چمن سے بلبلین آئین جنازے کے اُٹھانے کو

نہ تم خود یان تلک آئے اور نہ مجھکو تمنے بلوایا
یہ بھیجی تمنے ہی تصویر کیا میرے جلانے کو

نکالو باغبانو باغ سے صیاد کو جلدی
پھر آیا ہی چمن مین عندلیبون کے ستانے کو

کسی رہبر کی حاجت دشت غربت مین نہین گر
جنون خود ساتھ ہی اب راستہ سر جا بتانے کو

تمھارے در پہ ہم پہونچے تو دربانو نے کیون روکا
بھلا کس واسطے قاصد کو بھیجا تھا بلانے کو

خزان مین تو کبھی بلبل نہین گلشن مین آتی ہی
بچھایا دام کیون صیاد ہی اُسکے پھنسانے کو

تمھارا ہاتھ خون عاشقان سے یون ہی رنگین ہی
عبث منہدی کو پسوایا ہی اب تمنے لگانے کو

سدا اک شام و سحر رہتا ہی جھمگھٹ وان حسینون کا
چلو حمام کی جانب صنم تم بھی نہانے کو

تجمل منتظر رہتا ہی لیکن تم نہین آتے

۱۸۳ زبانی تمنے قاصد سے کہا تھا اپنے آنے کو ۹
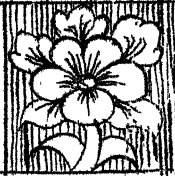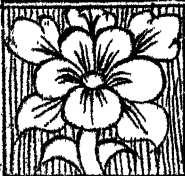
تمھاری دولتِ وصلت اگر میسر ہو
تمام عمر کو پھر دل مرا تونگر ہو

چمن مین ہنسکے یہ کہتے ہین پھول آپہون سے
خدا کرے کہ نہ دنیا مین کوئی بے زر ہو

خیال اُنکو ہوا دیکھکر یہ سوختہ تن
چھپا ہوا کہین اِس راکھ مین نہ اخگر ہو

کہین چھپی نہین مجنون کی خانہ بربادی
بس اسطرح سے خدایا نہ کوئی بے گھر ہو

غرور تمکو بس اتنے پہ ہی خدا رکھے
تبو تمام خدائی مین تم جو افسر ہو

۱۸۴ تجمل آج کہین گے ضرور ہم اُنسے
جفا شعار دغا پیشہ ہو ستمگر ہو ۱۰

گھبراؤ نہ یار دلِ بیتاب سنبھالو
شکوے کا کبھی حرف زبان سے نہ نکالو

غمِ فرقتِ دلدار کا جب سامنے آئے
اِس کوہ کو تم کاہ کے مانند اُٹھا لو

ہمنے تو فقط تذکرۂ وصل کیا تھا
بس اتنے پہ بگڑے ہو زبان اپنی سنبھالو

ڈوبا ہی یہ دل چاہِ زنخدان مین تمھارے
اس چاہ سے ای یوسفِ ثانی تو نکالو

ہم بھی تو ذرا چہرۂ پرنور کو دیکھین
رخسارون سے گیسوے معنبر تو ہٹالو

پھر ساری تمناے دلی میری بر آئے
اک دم کے لیے پاس جو تم مجھکو بُلالو

تم کہکے زبان سے ابھی ای عیسی دوران
گر چاہو تو اِس مردۂ بیجان کو جِلالو

منت کا ہوا سال تو اب خیر سے پورا
یہ طوق گلے مین جو تمھارے ہی بڑھالو

حداد کو دیکھا جو ستمگر نے مرے پاس
رحم آگیا بولا کہ بس اب طوق نہ ڈالو

گو روضۂ اقدس سے تجمل ہی بہت دور
لیکن اسے ای سید ابرار بلالو

۸۵

مرا محبوب آتا ہی ذرا اُسکی پھبن دیکھو
مژہ شمشیر زن دیکھو نگہ ناوک فگن دیکھو

اداے دلبری دیکھو نزاکت کا بدن دیکھو
وہ لب دیکھو دہن دیکھو ذرا چاہِ ذقن دیکھو

حسینان جہان کے جمگھٹے ہین آج گلشن مین
نرالا سب حسینون مین ہی اپنا گلبدن دیکھو

خدا کے نیک بندون کو فرشتے مژدہ دیتے ہین
تمھارے واسطے جنت مین ہین نہر لبن دیکھو

سلف سے آجتک شاعر بہت نامور گذرے
مری ان چند بیتون کو ذرا اہلِ سخن دیکھو

ستارے شرم کھاتے ہین نگینون کے مقابل مین
جو اُس مہرو کے بازو پر بندھے ہین نورتن دیکھو

تجمل ہند کو چھوڑو یہان رہنا نہین اچھا
اب اِن آنکھون سے چل کر تم مزارِ پنجتن دیکھو

۱۸۶ ۔ ۱۳
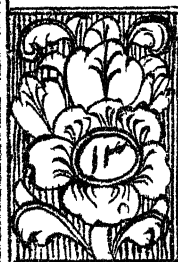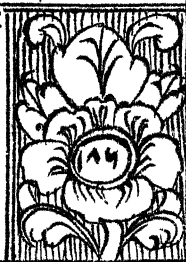
جی مین آتا ہے کہ اب مستی دکھائین شیخ کو
میکدے مین جام مے بھر کر پلائین شیخ کو

گر کسی ترکیب سے چڑھ جاے ہتّے آجکل
دشمنِ جانی ہے رندون کا رُلائین شیخ کو

دامِ دخترِ رز مین پھنس جاے اگر ترکیب سے
باتین مستانی پھر اک دم مین سکھائین شیخ کو

نشہ کی حالت مین ملجائے اگر روتا ہوا
ساتھ میخوارون کے ہم کیا کیا ہنسائین شیخ کو

ہین بُری شکل سے آئے شیخ جی کنتھا لیے
خوبرویو آج دکھلا دو ادائین شیخ کو

ایک دن بس لین شکستِ توبہ کی سبھی ہم صدا
ساقیا گر دے اجازت مے پلائین شیخ کو

پی کے مے جسوقت متوالا نبے لگجاے دھن
دختِ رز کے شوق مین ٹھری گنوائین شیخ کو

آکے میخانے مین جب وہ بادہ نوشی کر چکے
خوبرو یو پھر تو چٹکی پر نچائین شیخ کو

شیخ جی کے واسطے جلدی گزک تیار ہو
پھر مزہ بھولے نہین ایسی چکھائین شیخ کو

چھوڑ دے وعظ و نصیحت پھر نہ لے تقوے کا نام
ایسی میخانے مین پھر پٹی پڑھائین شیخ کو

ایک ساقی کی ہو اب پیرِ مغان کو جستجو
ہاتھ چڑھ جائے اگر ساقی بنائین شیخ کو

چھوڑ کر کعبہ چھپے وہ دیر مین مانگے پناہ
آج ملکر آؤ میخوار وستائین شیخ کو

جام و مینا و خم مے سب خدا کے سامنے
اے تجمل کیا عجب ہو بخشوائین شیخ کو
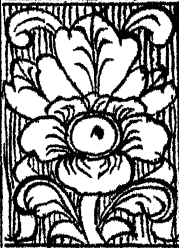
جنون گر ہاتھ کی میرے گریبان تک رسائی ہو
تو پھر پیراہنِ تن پر ذرا زور آزمائی ہو
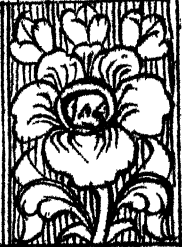
صنم گر ہاتھ کی تیرے گریبان تک رسائی ہو
تو پھر بستہ محرم کی ترے عقدہ کشائی ہو

چمن مین دام سے صیاد کے بلبل بچی رہنا
کہین ایسا نہو دشوار پھر پھنسکر رہائی ہو

مقابل ناز سے انکے اگر ہو یہ نیاز اپنا
ادھر تو یہ اکیلا ہو ادھر ساری خدائی ہو

ترے عاشق کے دل مین ہر گھڑی یہ تمنا ہی
کہ میرے خون سے قاتل ترا پنجہ حنائی ہو

پریشان نجد مین لیلی تھی مجنون کو وہ صحرا مین
نہ ایسے عاشق و معشوق مین یارب جدائی ہو

اب آتا ہو وہ گلرو ساقیا یہ جلد میخانہ
صراحی ہو بلورین اور ساغر بھی طلائی ہو

تجمل بہر تری سب مشکلین آسان ہو جائین
جو تیرے شامل احوال فضل کبریائی ہو

اڑاؤن گرد ہو امین بچھا کر مین اپنے ارمان کو
تو جامہ بہر تن پوشی ملے اس جسم عریان کو

حباب آسا بھرونگا دم اگر دیکھونگا پستان کو
نہ بھولونگا کبھی مین یار کے سیب زنخدان کو

تم اپنے مصحف رخ کی قسم کھا کر کرو وعدہ
مری صورت سے تم بھی اصل سمجھو نقل قرآن کو

مری قسمت کی کوتاہی مگر دست جنون مین ہی
نہین پاتا کسی صورت سے وہ میرے گریبان کو

نگہ قاتل کی جب خود موت کو مجروح کرتی ہی
بھلا کیا سامنے اسکے ہے رتبہ تیغ بران کو

نہین کوئی کسی کا بھی زوال حسن پر خواہان | گل چیدہ کی بعد شب نہین ہر قدر انسان کو

۱۸۵
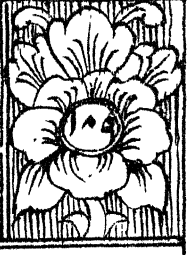
نہین ثابت تحمل کو ہر تیرا یار کیا مذہب
کہے کس طرح سے وہ گبر اک مرد مسلمان کو

۳۵

کس روز ہم ہنسے تھے جو رلوائے جاتے ہو | کیون سینہ غم کے تیر برسائے جاتے ہو
گیسو کو تم جو ناز سے لٹکائے جاتے ہو | اس کالے سانپ سے ہمین ڈسوائے جاتے ہو
سو بار تمکو منع کیا ہمنے اسپہ بھی | غیرون سے گالیان ہمین کھلوائے جاتے ہو
وہ شمع وہ ملیگا لگی ہر جو دل سے لو | پروانو اتنا کسلیے گھبرائے جاتے ہو
دنیا مین کیا نہین ہر کوئی تسا اور بھی | ناز و ادا پہ کسلیے اترائے جاتے ہو
سینے مین لعل ہین داغ جدائی کے تھے پڑے | کیون گل بدن پہ چھلے کے کھلوائے جاتے ہو
کھلتا نہین تمھارے تنفر کا کچھ سبب | صحبت سے میرے کسلیے گھبرائے جاتے ہو
صبح شب وصال چلے تو ہو اپنے گھر | کچھ تم ہمارے دل کو بھی سمجھائے جاتے ہو

اک دم مین قتل کرتے اگر تھے قصوروار — پھانسی مین یار کیون ہمین لٹکاے جاتے ہو

خنگاریان نکلتی ہین کیا میرے جسم سے — پہلو سے پہلو اپنا جو سرکاے جاتے ہو

کن منتون سے آج یہ دولت ہوئی نصیب — وصلت کی شب ہی کس لیے شرماے جاتے ہو

ڈر ہی کہ بہ نہ جاے کہین سیل اشک سے — آنکھون مین تم جو گھر مرے بنواے جاتے ہو

قاصد ہمارا صرف تسلی کے واسطے — کہتا ہی پاس یار کے بُلواے جاتے ہو

تیرِ نگاہِ ناز سے ابرو کمان مری — دل بیٹھتا ہی کیون اِسے برماے جاتے ہو

تم بھی ذرا کڑے رہو اب ہی جنابِ دل — کیون سختیون سے یار کی نرماے جاتے ہو

کیا ہوگیا تمھین جو نہین دیتے ہو جواب — میرے سوال وصل پہ شرماے جاتے ہو

دل تو چھدا ہوا ہی خدنگِ نگاہ سے — چلاکے اور کیون مجھے سہماے جاتے ہو

تیرِ نگاہ سے کہو جلد دل کے پار — تیغِ مژہ سے کیون مجھے دھمکاے جاتے ہو

کاندھا نہ دو اگر تو ذرا ہاتھ ہی لگاو — عاشق کی لاش کیون نہین اُٹھواے جاتے ہو

گل ہنس رہے ہین نازکی رفتار دیکھکر
دامن چمن کے خار سے الجھاے جاتے ہو

ہر بار کیون دکھاتے ہو اپنی نشیلی آنکھ
کیون جام جام پر مجھے پلواے جاتے ہو

پھانسی مجھے اگر نہین دیتے ہو تو صنم
گردن رسن سے کسلیے کسواے جاتے ہو

کرنی پڑیگی خود تمھین تریاق کی تلاش
کیا غم جو مار زلف سے ڈسواے جاتے ہو

آہستہ بات پر مرے کہتا ہی خوبرو
بک بک کے کیون دماغ مرا کھاے جاتے ہو

اندھیر کرتے ہو سر بازار دن کو تم
زلفون کو اپنے چہرہ پہ بکھراے جاتے ہو

غربت مین خوب حق رفاقت ادا کیا
کیون رنج و غم جگر کو مرے کھاے جاتے ہو

ظلمت کدہ تلک مرے آکر بتاؤ تو
ای مہر و ماہ کسلیے کتراے جاتے ہو

پیغام وصل لایا ہی قاصد جناب دل
دم بھر تو ٹھہرو کسلیے گھبراے جاتے ہو

تمنے تو مجھکو طفل دبستان بنالیا
نادان کی طرح سے مجھے بہلاے جاتے ہو

کیا تمکو نیک و بد کی بھی ہوتی نہین تمیز
نفرون مین یار غیرون کے کیون آے جاتے ہو

پھر یہ لاش دیکھیے کس گھاٹ جائیگی
مجھکو جو آب تیغ سے نہلاے جاتے ہو

مجنون نے مجھکو دیکھ کے نالہ کنان کہا
ہر صبح خوبرو کسلیے چلاے جاتے ہو

راحت ملیگی قاتل و مقتول کو بڑی
ہر دم جو سنگ تیغ کو چھوواے جاتے ہو

مرتی نہین ہے بھوک کبھی اے غارہاے قبر
لاشون سے اپنا پیٹ کو بھرواے جاتے ہو

آنکھون سے اپنے اشک تجمل یہ ہر گھڑی
کیون موتیون کی طرح سے برساے جاتے ہو

دل محزون عاشق کسلیے برباد کرتے ہو
ہمیشہ نازنین انداز بیجا بیداد کرتے ہو

مری گردن پہ جلاد در گرتے ہو جو تم خنجر
کسی کے حکم سے یا خود تمھین بیداد کرتے ہو

خدا کے واسطے دو حکم لاشہ دفن کرنے کا
یہ مشت استخوان عاشق کی کیون برباد کرتے ہو

جنون کہتا ہے تمنے خود مجھے مجنون بنایا ہے
ذرا خاموش ہو کیون مبدم فریاد کرتے ہو

یہ نیرنگ زمانہ ہے زمانہ ہو گیا الٹا
ہمارا گھر تو ویران غیر کا آباد کرتے ہو

بہت بیدرد ہو صیاد ظالم کچھ نہیں سنتا
اسیران قفس بیفائدہ فریاد کرتے ہو

کسی کے ہجر میں یا حضرت دل کیوں ہو بیتاب
تمہیں بھی پوچھتا ہے کوئی تم کیوں یاد کرتے ہو

جھکائے سر ہیں ہم طوق گراں گردن میں خود ڈالو
عبث تم انتظار آمد حداد کرتے ہو

تغافل اسقدر زیبا کبھی ہے کچھ خبر تمکو
جو تعمیر ارم یا حضرت شداد کرتے ہو

۱۹۱
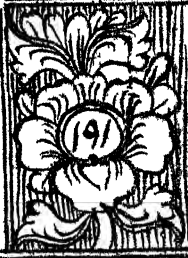
تجمل کیوں ہراساں ہو رہو بس یاد میں اسکی
ملیگا ایک دن تم کو جسے تم یاد کرتے ہو

۹

وہ قدح خوار اگر زینت میخانہ ہو
شور قلقل سے تجمل نعرۂ مستانہ ہو

وصل کی شب یہ ہوس ہے سر گیسو کی قسم
آئینہ دل نے اور ہاتھ مرا شانہ ہو

نام معشوق کو عاشق سے ہمیشہ ہی نسبت ہے
شمع بیقدر ہے گر گرد نہ پروانہ ہو

نور حسن سے عاشق کے لیے اچھا ہے
تو شہ چینی کا مزہ ہے جو نہ دیوانہ ہو

کوہ و صحرا کی اسے سیر مبارک ہو جہاں
عشق میں غیرت شیریں کے جو دیوانہ ہو

چھپ کے عاشق سے کہان جاؤ گے دو گھر سے
ڈھونڈھ لیگا تمھین کعبہ ہو کہ بت خانہ ہو

لائی اُس غیرتِ بلقیس کی مجھ تک جو خبر
دلِ صد چاک مین ہُدہُد ترا کاشانہ ہو

گرم آنسو کوئی ٹپکے جو سمندر مین مرا
آبلہ بطنِ صدف مین دُرِ یکدانہ ہو
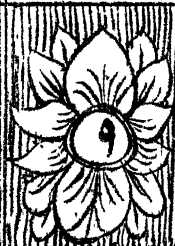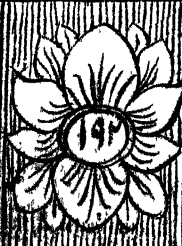
۱۹۲ بیکسی مین ہے تجمل نہین کوئی بھی شریک
شکوہ کیا کیجے یگانہ ہو کہ بیگانہ ہو ۹

ابھی تو باغ مین ہو بیکلی ہر اک گل کو
جو کان دھر کے سنے نالہاے بلبل کو

تمھارے رخ سے چمن مین حجاب ہے گل کو
تمھاری زلف سے ہے پیچ و تاب سنبل کو

شراب خمِ ازلی کا کیا ذکر ہے ساقی مین
نگاہ بھر کے بھی دیکھا نہ ساغرِ مُل کو

یہ چار خلط جو ہین خاک و باد و آتش و آب
کیا ہے خلق انھین چار جزو سے کُل کو

بلند شیشۂ مے سے صدا ہو حق حق کی
سُنے بغور جو زاہد صداے قلقل کو

وہ چشم کرتی ہے مژگان سے [illegible] دل کا شکار
کہان یہ مرتبہ شاہین کے ہے چنگل کو

نہین ہی پاس تجھے کچھ مری رفاقت کا
مزے اڑاتی ہی ہر گل سے دیکھ بلبل کو

نہ ارتباط ہو کسطرح غیر سے تجھے یار
نہین ہی دل مین خلش کچھ بھی خار گل سے کو

نہین ہی خوف تجمل کریگا دم مین ٹلی
مدد سے شاہ زمن کے صراط کے پل کو

۱۹۳ — ۱۱

تمہو میرے رنج جدائی کو دیکھو
خدا سے ڈرو اور خدائی کو دیکھو

لڑاتے ہو ہر وقت غیرون سے آنکھین
تم اپنی ذرا پارسائی کو دیکھو

نیا رنگ ہی یار پہلو مین گل کے
ذرا بلبلون کی لڑائی کو دیکھو

یہ سنکر غزل میر سودا سے بولا
ہر اک بیت کی تم صفائی کو دیکھو

نہ پھر منھہ لگاؤ کبھی آئنہ کو
جو عاشق کے دل کی صفائی کو دیکھو

بسر کی جو شب آنکے در پر تو بولے
گدا کی ذرا بینوائی کو دیکھو

لحد مین نکیرین کیا پوچھتے ہو
علی آے مشکل کشائی کو دیکھو

محبت ہے غیروں سے نفرت ہے مجھسے
ذرا یار کی بے وفائی کو دیکھو

جو لیٹا وہ مہرو تو کروٹ بدل کر
مقدر کی اس نارسائی کو دیکھو

جنون میں کیا رخت تن ٹکڑے ٹکڑے
ہماری سبھی زور آزمائی کو دیکھو

کھلا عقدۂ دل تجمل تمہارا
ید اللہ کی مشکلکشائی کو دیکھو

شمع ساں غیر کے گھر شام سے جاتے کیوں ہو
اپنے عاشق کے جلے دل کو جلاتے کیوں ہو

مسی ہر دم لب دندان پہ جماتے کیوں ہو
گوہر و لعل کو تم داغ لگاتے کیوں ہو

صاف کہدو کہ نہیں تمسے محبت مجھکو
تیوریاں ناز کی پردے میں چڑھاتے کیوں ہو

ہو گئے رسوا یہ کہے دیتے ہیں تقصیر معاف
راہ چلتے ہوئے غیروں کو ستاتے کیوں ہو

دشت میں آہوؤں سے ہر دم وحشت یہ کلام
ڈھیلے آنکھوں کے مجھے تم بھی لگاتے کیوں ہو

دود دل سے مرے سرمہ نہ ملیگا بہتر
لیکے بازار سے آنکھوں میں لگاتے کیوں ہو

اپنے ہمشکل سے یہ جنگ و جدل خوب نہین
عکس سے آئنہ مین آنکھین لڑاتے کیون ہو

۱۹۵ — ۱۰
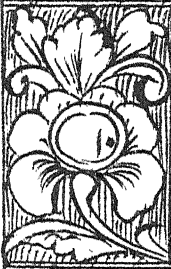
دل تجمل کا نکل کر جو گیا یار کے پاس
بیوفا کہتا ہے اب مجھکو بلاتے کیون ہو
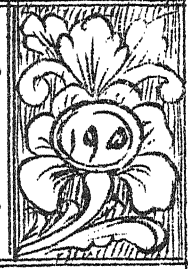
جفا کو میرے دل داغدار سے پوچھو
وفا کا حال جو پوچھو تو یار سے پوچھو

وفور گریہ کا باعث مجھے نہین معلوم
ہے جستجو تو مری چشم زار سے پوچھو

طریقہ دشت نوردی کا سیکھو مجنون سے
جنون مین خاک اڑانا غبار سے پوچھو

مزے اٹھائے ہین جو وصال کے شب وصل
کسی کی حسرت بوس و کنار سے پوچھو

ہزارون دل مین ہین سوراخ کیا کہے بلبل
خلش کا رنگ گلو نوک خار سے پوچھو

رقیب کرتے ہین بدنام تمکو با عاشق
اس ایک امر کو دو تین چار سے پوچھو

زمین سے تا بہ فلک کس نے کی ہے صناعی
گل و نجوم کے نقش و نگار سے پوچھو

نہ ہمسے پوچھو جو صدمے اٹھا فرقت کے
ہمارا حال دل بیقرار سے پوچھو

تمھارے ہجر مین کسطرح اب گذرتی ہی | نہ اسکا حال دل بیقرار سے پوچھو
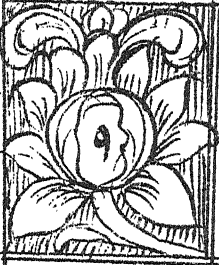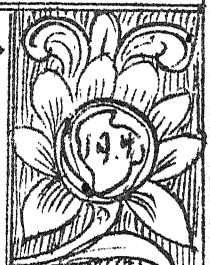
تم آکے دیکھو تجمل کو نزع کے ہنگام
جو دل کا حال ہر دم کے شمار سے پوچھو

تمھو نہ ناز سے یون قتلگہ مین آکے چلو | یہ جائے سیر نہین ہی قدم اُٹھا کے چلو

شہیدِ ناز کے لاشون پہ اُنسے بولی ادا | یہ سو رہے ہین جو غافل اُنھین جگا کے چلو

چلو نہ حشر کی یون چال تم یہ مقتل ہی | نہ مُردے چونک اُٹھین پانون کو دبا کے چلو

شہیدِ ناز کی تا خاک ہو نہ دامنگیر | یہ قتلگہ ہی ذرا پائنچے اُٹھا کے چلو

کھنچی جو مجمعِ عاشق مین تیغ قاتل کی | ادا یہ بُولی کہ ہان سامنے قضا کے چلو

نہین ہی حسن حسینون مین جو ہو بد عیب | بغیر وجہ نہ یون تیوریان چڑھا کے چلو

نگاہ پڑتے ہی رستے مین سب کی جوبن پر | غضب اُبھار ہی سینہ ذرا چھپا کے چلو

کسی کا دل نہو پامالِ شکل کبک دری | قدم قدم پہ نہ اسطرح لڑکھڑا کے چلو

۱۹۷ ہر اک قدم پہ تجمل سے ضعف کہتا ہی
یہ عہد موسم پیری ہی سر جھکا کے چلو ۱۱
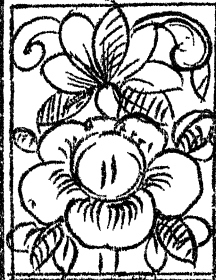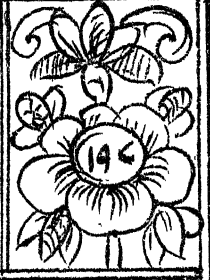
نہین معلوم کیون مجھسے خفا ہو — بتا دو گر کوئی میری خطا ہو
کرو تم مجھسے دلداری کی باتین — کسی کا ہاتھ مین گر دل لیا ہو
خطا وارون مین پہلے نام لکھ لو — قدم سے گر ہمارا سر ہٹا ہو
گدا کے واسطے ہی فرش قالین — بچھانے کے لیے گر بوریا ہو
غضب جنجال یہ عشق بتان ہی — نہ خالق اسمین کوئی مبتلا ہو
جنون کہتا ہی کردے پارہ پارہ — اگر سالم کوئی تار قبا ہو
لکھا ہی اس گل خوبی کو نامہ — روانہ جلد اہی پیک صبا ہو
رقیبون سے بہت صحبت ہی تم کو — یہی ہی وجہ جو مجھسے خفا ہو
کبھی بھولے سے نہین آئے مرے گھر — خدا سمجھے بڑے تم بیوفا ہو

تمھارے ہجر مین ہم زہر سمجھے
قسم لو نام اگر مو کا ملیا ہو

۱۹
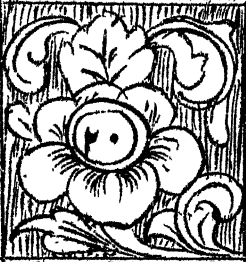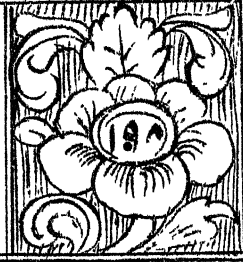
بتا دو ورنہ صورت خود دکھیگی
تجمل گر کسی کو دل دیا ہو

۲۰

اس عشق کی بلا مین کوئی مبتلا نہو
آگاہ اس مزے سے کوئی یا خدا نہو

ای مرغ دل کہین تری آئی قضا نہو
اس زلف مین نہ جا کہین دام بلا نہو

محفل مین وہ اٹھے ہین تو یارب کہین بجائین
فتنہ بپا ہوا ہی تو محشر بپا نہو

بولے مسیح دیکھ کے بیمار ہجر کو
یارب کسی کو یہ مرض لا دوا نہو

بوسہ جو لب کا آتے ہی محفل مین لے لیا
صاحب خطا یہ دل کی ہی مجھسے خفا نہو

منظور قتل کا ہی جو اخفا تو کر خیال
دامن مین تیرے خون مرا بھر گیا نہو

آری بنی وہ تیغ یہ دندانے پڑ گئے
ایسا کسی کا سخت الٰہی گلا نہو

کہتا ہی دل یہ کوچہ زلف سیاہ مین
وہ کون قافلہ ہی یہان جو لٹا نہو

منھ سے سوال وصل جو نکلا خفا ہوے | بس بخشئے خدا کے لیے اب خفا نہو

سامان کی احتیاج نہین اہل فقر کو | جب ہو زمین نہین ہو اگر بوریا نہو

دنیا سے مین چلا ہون گرانبار دیکھنا | دو چار سے کہین یہ جنازہ اُٹھا نہو

یہ کہکے رد وہ کرتے ہین میرے سوال کو | کیا دون مین بوسہ تمکو کوئی دیکھتا نہو

کچھ سیم کو نہین ہی رخ صاف سے مثال | بینا جواب تیرے خط سبز کا نہو

ایسے دہان زخم ہین پر درد گار خاک | جس سے کہ شکر خنجر قاتل ادا نہو

بوسے کے مانگنے پہ یہ بولے بگڑ کے وہ | بیہودگی پہ مستعد اہی ناسزا نہو

خورشید کے نکلنے پہ تاریک ہی جہان | اُس رخ پہ دیکھو تو کہین زلف دوتا نہو

کیون مستعد ہین مانی و بہزاد سے کہو | شوخی سے یار کا کہین نقشہ کھنچا نہو

ہوگا یہان نہ وعظ کا اہی واعظو اثر | دم جا کے اُسکو دو جو تمھین جانتا نہو

پھر کیا تمیز شیخ و برہمن مین ہو اگر | گھسّا جبین پہ ماتھے پہ قشقہ کھنچا نہو
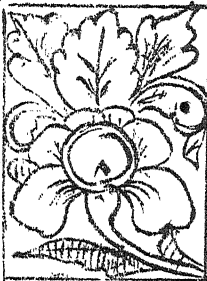
مہرو جو ہم بغل ہو تجمل کی ہو دعا
وصلت کی شب ہو اسکی سحر یا خدا نہو

عشق مین جسکے ہوتن خاک مرا جان بھی نہو
ہو عجب دیکھ کے یہ حال وہ گریان بھی نہو

رنگ بچے نہ دم جامہ دری دست جنون
جیب کی طرح سے تو سالم کہین دامان بھی نہو

آئیگا دیکھنے میت مری وہ پردہ نشین
چاہتا ہون کوئی لاشے پہ نگہبان بھی نہو

در دلدار پہ جانے کی کرون کیا جرأت
سگ کے مانند رو ادار جو دربان بھی نہو

تجھ مین اور حضرت یوسف مین بڑا فرق ہو یار
وہ جو نکلین تو کوئی دید کا خواہان بھی نہو

ای صنم ایسی کوئی شکل نکالے اللہ
کام بھی نکلے مرا اور ترا احسان بھی نہو

کہہ رہا ہو یہ جنون دل مرا بہلے کیونکر
سیر کرنے کو جہان دشت و بیابان بھی نہو
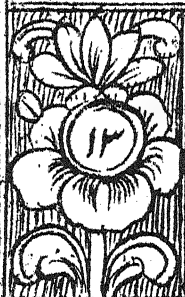
سرو کو کیا قد جانان سے تجمل نسبت
کبھی بھولے سے جو گلشن مین خرامان بھی نہو
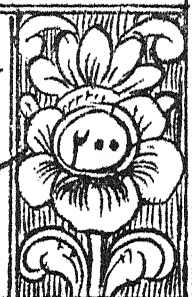
ہاتھ اُنکے پانْون تک پہنچتا تو اب جانے بھی دو
بے تکلف تم رہو اور اُنکو شرمانے بھی دو

داستان ہجر سُنتے سُنتے مہرو بول اُٹھا
رات تھوڑی رہگئی بس اب مجھے جانے بھی دو

دیکھکر کہتا ہی مجنون ہمسے دشتِ نجد مین
اب نہو ہمدم ہمارے دل کو گھبرانے بھی دو

صاحبانِ فقر کرتے ہین بسر گُدڑن یہ عمر
ہمکو اپنی رنج و محن لختِ جگر کھانے بھی دو

ہی سزا اسکی یہی ہوجائے بُھن بُھن کر کباب
مرغِ دل کو آتشِ ہجران مین جل جانے بھی دو

صید بننے کے لیے آس ناوک انگن بت کے پاس
کہہ رہا ہی مرغِ دل بہرِ خدا جانے بھی دو

بولتی ہی دشت مین زنجیرِ پا ہو کر کڑی
تھک گئی ہون یکدم اب مجھکو سستانے بھی دو

ہوگیا ہی مہربان اب یار مجھپر دوستو
زندگی بھر دشمنون کو میرے پچھتانے بھی دو

ہی پشیمانون سے ایا اِس دلِ صدچاک کا
گیسوے جانان کو نئی دم ہمکو سلجھانے بھی دو

قید سے کر دو رہا صیاد و از بہرِ خدا
اب بہار آئی ہی بلبل کو ہوا کھانے بھی دو

منع کرتے ہو طبیبو کیون مریضِ ہجر کو
خونِ دل پینے بھی دو لختِ جگر کھانے بھی دو

بوسہ لینے کی خطا پر گالیان بھی دیچکے | جو ہوا بس وہ ہوا اب چپ ہو جانے بھی دو
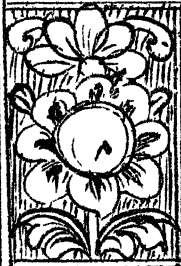
اب عبادت مین تجمل اسطرح مصروف ہو
سجدۂ خالق مین پیشانی کو گھس جانے بھی دو

ایکدم کے لیے دردِ دل شیدا سن لو | تمکو اخفا جو ہو منظور تو تنہا سن لو
آے کس واسطے کیون جاتے ہو بالا بالا | اپنے بیمار کا کچھ حال مسیحا سن لو
ہر گلی کوچے مین رسوا تو ہوے حضرت دل | اب برا کوئی کہے تمکو کہ اچھا سن لو
جان دینا مرا تم پر نہین پوشیدہ رہا | جا کے ہر کوچہ و بازار مین چرچا سن لو
قصہ غیرون کا تو ہر دن ہی سنا ہے تمنے | دم کے دم بزم مین کچھ حال ہمارا سن لو
وامق و کوہکن و قیس کی فریاد ہی کیا | نالہ دل ہے مرا سب سے برا سن لو
تمسے کہتا ہون ذرا غور سے اے اہل سخن | اس غزل کا بھی مری طور نرالا سن لو
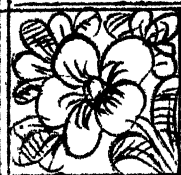
آج تک کیون یہ تجمل نہ نجف مین پہونچا

اِسکی فریاد کو ای سید والا سن لو

ردیف ہاء ہوز
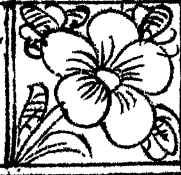
شریعت سے سیدھی نہین کوئی راہ
بہک کر چلا جو ہوا وہ تباہ

تہو بیوفا کوئی تم سا نہین
عجب سنگدل ہو خدا کی پناہ

غنیمت سمجھیے کہ ہون دم بخود
جلے ساری دنیا جو کھینچون مین آہ

فلک سے کوئی پوچھے نیرنگِ عشق
ہزارون ہی گھر کر دیے ہین تباہ

زلیخا نے ہمجولیون سے کہا
کنوئین اب جھکاتی ہو یوسف کی چاہ

تمھین خوبروئی کی اپنے قسم
عنایت کی مجھپر کرو اب نگاہ

فلک پہ ہے چرچا ترے حسن کا
فرشتے بھی بیخود ہین ای رشکِ ماہ

کرون کس زبان سے مین شکرِ خدا
دیا اسنے بوسہ ہوا ور براہ

نہان گیسوون نے کیا ہے وہ رخ
رقیبون کو خالق کرے روسیاہ

تجمل نبی و علی کے سوا
وسیلہ نہیں کوئی رب ہے گواہ

غربت مین مجھکو ہے وہ محبت وطن کے ساتھ
بلبل کو ہے قفس مین جو الفت چمن کے ساتھ

قربان مشتری تو ثریا ہوے نثار
جوشن جو بازوون پہ بندھے نورتن کے ساتھ

ہر اک پری جمال کو سکتہ سا ہو گیا
تقریر کر سکا نہ مرے کم سخن کے ساتھ

اسکی دمِ حجاب بھی ترچھی نظر رہی
کہتے اِسے ہین ناز و ادا بانکپن کے ساتھ

دیتے نہین جواب جو بیمار ہجر کو
معدوم جان لو اُسے اپنے دہن کے ساتھ

سرکا [illegible] سے زلف یہ اندھیر کب تلک
سورج کو رابطہ ہے تو چندے گہن کے ساتھ

ملتی ہین کب لطیف ملے ہمرہِ کثیف
رہتی نہین ہے روح لحد مین بدن کے ساتھ

گردن بندھے تو ہم نہ کبھی سرکشی کرین
سودے کو ابتدا سے ہے بیعت رسن کے ساتھ

شیرین مقام حسرت و افسوس ہے یہی
تو جان پر نہ کھیل گئی کوہکن کے ساتھ

دن وصل کا ہی دیکھ ذرا چشم مہر سے
کیون دیکھتا ہی چرخ کہن تو جلن کے ساتھ

لائق جو خُرد ہین وہ شریک بزرگ ہین
گردش مین مہر و مہ بھی ہین چرخ کہن کے ساتھ

پالا پڑا چمن مین جو بلبل کی آہ سے
نرگس کا رنگ زرد ہوا یاسمن کے ساتھ

ٹپ ٹپ ہماری آنکھ سے گرتے ہین اشک خون
اغیار دوڑتے ہین جو اُسکی فٹن کے ساتھ

میدان مین آج ترک کے تیور ہی اور ہین
زہ رخے کیون ہون آب جبین کے شکن کے ساتھ

نازک کجا لب اُنکے کجا سنگ سرخ رنگ
دون اُنکی کیا مثال مین لعل یمن کے ساتھ

کھوٹا ہی غیر آپ کے سکے پڑے ہوے
بازار مین نہ جائیے اُس بدچلن کے ساتھ

مرنے کے بعد غنچۂ امید کھل گیا
ٹہرے ملے جو خاک شفا کے کفن کے ساتھ

ابرو جو طفل شوخ کا دیکھا تو یہ کھلا
چھوٹی سی اک کمان ہی ناوک فگن کے ساتھ

آقا کا اپنے دل سے تجمل غلام ہی
محشر مین ہوگا دیکھنا شاہ زمن کے ساتھ

وقتِ زینت جوہرِ تیغِ نظر ہے آئنہ
بزم میں اسواسطے عینہ سپر ہے آئنہ

اُسکو حیرت تکیہ جسکا یار کا زانو ہے
کسقدر غافل ہے کتنا بے خبر ہے آئنہ

بند کیوں آنکھیں ہیں وقتِ صبح بیداری کے بعد
آرسی دیکھو نہیں موجود گر ہے آئنہ

ٹکٹکی باندھے ہوے تکتا ہے ہردم یار کو
بزم میں بیباک انکی کسقدر ہے آئنہ

تا سکندر صورتِ اصلی کو دیکھے بعدِ فنا
لا کے عبرت سامنے رکھدے کدھر ہے آئنہ

اُسکی پشتی پر یقیناً یار کی تصویر ہے
بزمِ جانان میں جو بیخوف و خطر ہے آئنہ

پوچھتے ہو کیا تجاہل سے کہ پوشیدہ نہیں
میرے دل کا حال اے رشکِ قمر ہے آئنہ

کیا اِسے چسکا ہے اُس رشکِ قمر کے دید کا
بدر کی صورت جو پھرتا دربدر ہے آئنہ

تو جو دریا میں نہانے کو گیا ہے اے حسین
پرتوِ رخ سے ترے ہر اک بھنور ہے آئنہ
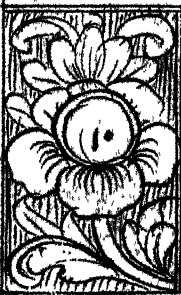
۲۰۵

یار سے آنکھیں لڑاتا ہے تحمل ہر گھڑی
واقعی فولاد کا رکھتا جگر ہے آئنہ

۱۰

وحشت کا سلسلہ ہی جنون میرے دم کے ساتھ
زنجیر کا ہی سابقہ میرے قدم کے ساتھ

گردن سے بوجھ اُتر گیا ہوتے ہی سر جدا
احسان کیا یہ تیغ نے اک میرے دم کے ساتھ

دشتِ ختن مین یار کے گیسو جو کھل گئے
خوشبوے نافہ اُڑ گئی آہو کے رم کے ساتھ

میدانِ جنگ مین تنِ خاکی کو چھوڑ کر
روح روان چلی تری تیغِ دودم کے ساتھ

اعمال جب تلینگے ترازو سے حشر مین
پلّے پہ ہوگی رحمتِ یزدان کرم کے ساتھ

دیتی زمین فشار ہی مانند آسمان
مرقد مین بھی ہی سابقہ اہلِ ستم کے ساتھ

غیرون سے اب ملینگے نہ ہرگز یہ کیا کہا
فرمائین پھر حضور مکرر قسم کے ساتھ

مین نقدِ دل کو دیتا ہون بوسہ اگر ملے
گھاٹا نہین بدلنے مین ایسی رقم کے ساتھ

اے دل بجاے بوسہ عارض پناہ مانگ
بل کھا رہی ہی زلف غضب پیچ و خم کے ساتھ

محشر کے روز اُٹھ کے تجمل مزار سے
جائیگا خلد مین شہِ والاہمم کے ساتھ

۲۰۶ ردیف یاء تحتانی ۱۲

ٹھہرو رندو ایک دم رنگین شراب آنے کو ہے
جامِ زرین دخترِ رز بےحجاب آنے کو ہے

وہ قمر کہنے لگا جانے دے ساقی اب مجھے
سن رہا ہون عاشقِ خانہ خراب آنے کو ہے

روکتا ہون اِس دلِ بریان کو مین رکتا نہین
آہ کے ہمراہ اب منہ کو کباب آنے کو ہے

کہدو ساقی سے رہے ہشیار اپنے کام سے
آج میخانے مین ہر اک شیخ و شاب آنے کو ہے

بلبلین اُس گلبدن سے آکے یون کہنے لگین
تجھ پہ صدقے ہونے گلشن سے گلاب آنے کو ہے

بھیجکر خط نا اُمیدی مین یہ سمجھاتا ہے دل
رکھ نظر لطفِ خدا پر اب جواب آنے کو ہے

شمع بھی افسردہ دل ہے عابد و بیدار مغز
آئی تارون مین سفیدی آفتاب آنے کو ہے

یا الٰہی خیر ہو کیون دل دھڑکتا ہے مرا
شاید اُسکا نامۂ غیظ و عتاب آنے کو ہے

چھوڑو میخواری کو رندو چل کے ہو جاؤ مرید
شیخ جی کو آسمانی اب کتاب آنے کو ہے

ایک مشتِ استخوان پر اسی زمین اتنا فشار
دل ترے ملنے کا بھی خانہ خراب آنے کو ہے

جان نثار ظلم اٹھانے پر رہو تم مستعد
گذرے دن طفلی کے اب انکا شباب آنے کو ہے

چھوڑ کر دیر بتان کو اب تجمل آپ کا
سوے کعبہ بہر تحصیل ثواب آنے کو ہے
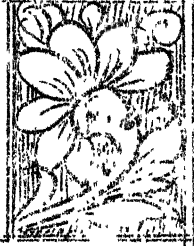
مصر میں لاکھوں تھے یوسف کے خریدار بنے
یان مسیحا کے مرے کتنے ہین بیمار بنے

بس [illegible] ساحر کا [illegible] کہ میں عاشق ہوں ترا
کچھ زبان ہے جو کہوں اور تو طومار بنے

[illegible] اگر کوئی ہمارے بت کا
نام لے بے ادبی سے تو گنہگار بنے

آ [illegible] فرقت جانان میں ہوں نثار ہوا
دانۂ اشک سمواؤں تو انبار بنے

[illegible] دیدۂ نیرنگ جہان فانی
کل جو بے سیم تھے وہ آج ہین زردار بنے

طرفہ جلاد نے احسان کیا کاٹ کے سر
بار گردن کا جو اترا تو سبکبار بنے

آکے بالین پہ مرے میرے مسیحا نے کہا
ہے صحیح امر یہ تم جھوٹ ہو بیمار بنے

طائر دل کے پھنسانے کو اے صید افگن
صورت دام ہین زلفوں کے ترے تار بنے

دے جو اسلام کو تجانے میں شوخ رواج
لیکے تسبیح برہمن ابھی دیندار بنے

ناخن دست جنون سے جو ابھی چاک کروں
دامن دشت گریبان کے لیے تار بنے
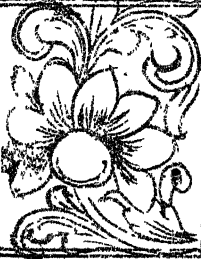
سیر گلشن کو تجمل کا جو گلرو نکلے
دیدۂ بلبل گلزار میں گل خار بنے

(۲۰۸)

بھلا باد خزان جب سے چلی ہے
کہو اے بلبلو کیا بے کلی ہے

ہوے اُس گل پہ صدقے گل چمن کے
حسد سے دیکھکر بلبل جلی ہے

بنینگے ثانی نقش کف پا
اب اے بت ہم ہیں اور تیری گلی ہے

سنا ہے جب سے آتا ہے وہ سفاک
مرے دل میں پڑی اک کھلبلی ہے

رقیب اُس بزم سے نکلا ہوں کیا خوش
کہ صرف اک دم کو یہ آفت ٹلی ہے

نہیں شک کوئی اِسکی سادگی میں
کہ مادر زاد میرا دل ولی ہے

گھٹے دم کیون نہ بلبل کا قفس میں
کہ یہ صحن گلستان میں پلی ہے

جواب گلستان وہ ہو کیون نہ دیوان
تبا بلبل چمن کی کیا ہر حالت
لحد مین کسلیے ہو خوف مجھکو
کریگا اب دلِ عشاق پامال

مری تصنیف کیا پھولی پھلی ہر
خزان کی وان ہوا جب سے چلی ہر
کہ سینے پر رقم نادِ علی ہر
جو منہدی پانون مین اُسنے ملی ہر

براے مغفرت مجھکو تجمل
بروزِ حشر کافی یا علی ہر
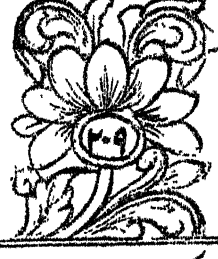
آیا کبھی قریب نہ آرام کے لیے
غفلت مین ہم بھی خاک سمجھے ہزار حیف
دل ہر حسین پرست ذرا اُسن سے لے ساقیا
مجھکو شمیمِ زلف سونگھا دیجیے مسیح
گلشن سے آج بلبلین گلرو کے واسطے

سینے مین دل تڑپتا ہر گلفام کے لیے
پیدا ہوے تھے آے تھے کس کام کے لیے
بانکی سے دختِ رز ہو مرے جام کے لیے
درکار یہ علاج ہر سرسام کے لیے
پھولون کے گجرے لائی ہین سب نام کے لیے

رزاق رزق وقت پہ پہونچائیگا ضرور
فکر غذا نہ صبح کو کر شام کے لیے
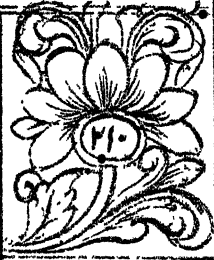
۲۱۰ ہو عاقبت بخیر تحمل کی یا خدا
آغاز مین دعا ہی یہ انجام کے لیے ۱۰

قول آنکھ کا ہی سنکے صفت تیری کمر کی
تشخیص سراسر ہی غلط تار نظر کی

فوارون سے تعظیم کو اُٹھا ہی جو پانی
حمام مین آمد ہی یہ کس رشک قمر کی

وہ آہ ہی کیا جسمین نہ لاکھون ہون شرارے
بے پھولے پھلے قدر نہین ہوتی شجر کی

اُس زلف مین دیکھا دل پر داغ کو جسدم
تصویر سی پھری آنکھون مین طاؤس کے پر کی

یہ کثرت داغ اُسمین نہ جسدم نظر آے
دون لالہ سے کسطرح مین تشبیہ جگر کی

ای چرخ بتا مجھکو ستائیگا کہان تک
گھٹتا نہین دن رات تو مر مر کے سحر کی

کیون دبلے ہوے جاتے ہو کچھ خیر ہی قاضی
کیا شہر کی کچھ آج کسی نے ہی خبر کی

لینا خبر اُسوقت مری ای شہ ابرار
جسوقت خبر ہوگی پدر کو نہ پسر کی

انسان ہین ہم ہمین نہین سیہ سبھی قانع — ٹکڑون نے تو چھپر مین بہ عزلت سے بسر کی

آتش سے جہنم کی تجمل کو ہو کیون خوف
دامن یہ نچوڑے تو بجھے نار سقر کی

نکس جو ساقی ترے میخانے سے مخمور چلے — سنگ غم سے گئے ہم شیشۂ دل چور چلے
جاتے وقت آپ بہت شاد تھے اے حضرت دل — اب نکالے جو گئے کس لیے رنجور چلے
مل گیا دست درازی کا رقیبون کو محل — یار میخانے سے کیون نشہ مین یون چور چلے
غمکدہ دہر ہے اول بھی ہے آخر بھی ہے رنج — آئے تھے روتے ہوے جاتے ہین رنجور چلے
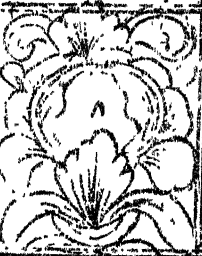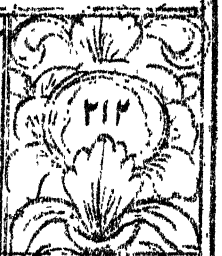
کسلیے تمنے تجمل کو کیا ہے رنجور
ہاے اغیار تو سب جاتے ہین مسرور چلے

وصل کی شب اب کوئی دم مین گئی جانے کو ہے — پھر آنے کو ہے وہ رشک قمر جانے کو ہے
چند دن سے ہے خبر مشہور اسکے کوچ کی — اے صبا بتلا دے وہ گلرو کدھر جانے کو ہے

پھنس کے تیرے دام گیسو مین اے ناوک ادا
طائر دل جا چکا مرغ جگر جانے کو ہے

ہو نہ نازان حسن لف و رخ پہ کر کے اعتبار
ایک دن یہ شام غافل یہ سحر جانے کو ہے

شوق کے معنی یہ ہین گو وہ نہین لکھتا جواب
خط ہزارون جا چکے پھر نامہ بر جانے کو ہے

سر فروشی کے لیے تیار ہے عاشق ترا
اب ترے کوچے مین بیخوف و خطر جانے کو ہے

آمد اس سرو سہی کی سن کے استقبال کو
سرو لیکر فاختہ کو بیخطر جانے کو ہے

۲۱۳

اے تجمل مصلحت یہ ہے کہ مل لو راہ مین
دوست اسدم سنتے ہین دشمن کے گھر جانے کو ہے

۱۱

ایک دم دل نہین سنبھلتا ہے
دم بدم سینے مین اچھلتا ہے

بیوفا نے بگڑ کے مجھسے کہا
کیون نہین در سے میرے ٹلتا ہے

یار کہنے لگا کہ کوئی کام
نہین تعجیل سے نکلتا ہے

بیوفا کیا خطا ہوئی مجھسے
آنکھین کس واسطے بدلتا ہے

پہلے روکا انھین نہ کیون دل نے
نفع کیا اب جو ہاتھ ملتا ہی

لاکھ چاہا نہ آئے وہ مرے گھر
نہین فقرون سے کام چلتا ہی

ہوئی حسن سے وہ بت سرمست
چال متوالی کیسی چلتا ہی

دیکھ ساقی کہین نہ سر کہیو
خُم مئ آج کیون اُبلتا ہی

یا خدا خیر آج سینے مین
بے طرح دل مرا اُچھلتا ہی

کیون نہ خبر ہا کھون مین گردون کو
ہر دم اک رنگ یہ بدلتا ہی

۲۱۴ یار تو بس مین ہی تحمل کے
کف افسوس غیر ملتا ہی ۹

زمین رہیگی نہ باقی نہ آسمان باقی
رہیگی ذات خداوند انس وجان باقی

بتاؤ لیلی و مجنون ہین اب کہان باقی
جہان مین رہ گئی ہی انکی داستان باقی

غرور حسن پہ اے طفل کر نہ بہر خدا
جہانمین پیر رہینگے نہ یہ جوان باقی

یہ سوزِ ہجر نے اُسکو جلا کے خاک کیا
رہا نہ سینے مین دل کا کہین نشان باقی

اگر سگانِ جہان کا جو دست رس ہوتا
نہ رہتا مہرِ فلک کا بھی قرصِ نان باقی

تمام پیشِ سگ کوے یار صرف ہوئین
رہی نہ ایک دعا بہرِ پاسبان باقی

یہ تیرے دور مین اے بت رواج کفر کا ہے
کہ مسجدون مین نہین نام کو اذان باقی

شبیہ تیری کفِ پا کا چہرہ اُسکا ہے
یہ آجتک ہے دلِ ماہ مین گمان باقی

اجل تجمل اُلٹ دیگی ایک دن یہ بساط
رہینگے یار نہ ہمدم نہ مہربان باقی

آج میخانے مین میرا دلربا آنے کو ہے
ساقیا ہشیار ہو گلگون قبا آنے کو ہے

نغمہ سنجی پھر کرینگے عندلیبانِ چمن
فصلِ گل گلشن مین اے بادِ صبا آنے کو ہے

باغبان سے کہدو کر دے ہر روش آراستہ
سیرِ گلشن کو مرا نازک ادا آنے کو ہے

چار دن کی فصلِ گل پر تو بہت اِترا گئی
بلبلِ خود رفتہ اب تیری قضا آنے کو ہے

گل سے دل گھبرا رہا ہی یا آلہی خیر ہو
سر پہ عاشق کے کوئی تازہ بلا آنے کو ہی

صبح سے ای عندلیبو باغ مین ہون منتظر
کچھ پیام اُس گل کا اب لیکر صبا آنے کو ہی

جام مَی خم اور صراحی میکدہ بھی صاف رکھ
ساقیا دم مین ہمارا مہ لقا آنے کو ہی

۲۱۶

کیون پریشان ای تجمل ہو زیارت کے لیے
جلد اب وقت حصول مدعا آنے کو ہی

۱۲

وصل کے اقرار کی تحریر آدھی رہگئی
ہو گئی جلدی سحر تقریر آدھی رہگئی

قیس کہتا تھا جنون سے دیکھ تو گردش مری
پانون مین گھس گھس کے اب زنجیر آدھی رہگئی

تھی تمنا دو کی مجھکو اور اک بوسہ ملا
کیا دعاؤن مین مرے تاثیر آدھی رہگئی

لاغری نے قیس کے طرفہ دکھایا شعبدہ
گھٹ کے آئینہ مین بھی تصویر آدھی رہگئی

دست قاتل کی نزاکت سے ہوا پورا نہ کام
کھنچ کے میرے حلق پر شمشیر آدھی رہگئی

بڑھ گئی خود رفتگی یہ مانی و بہزاد کی
کھنچتے کھنچتے یار کی تصویر آدھی رہگئی

دوپہر کے وقت الٹی رخ سے جب اُس نے نقاب
چرخ پر خورشید کی تنویر آدھی رہگئی

ہو گیا حجام کا کاٹا جو گیسو اُسکا نصف
دل تھے جکڑے جسمین وہ زنجیر آدھی رہگئی

خاک پا نے یار سے کیا تو نے کی تھی ہمسری
کیون تری توقیر ای اکسیر آدھی رہگئی

خط بناکر نصف یہ حجام بولا یار سے
مصحفِ رخ کی بس اب تفسیر آدھی رہگئی

سروقد اُٹھتا تھا یا اب نصف قد اُٹھنے لگا
یار کے آگے مری توقیر آدھی رہگئی

گھر نہ آرستے ہی مین کرے تجمل سے کلام
اب تو خواہش ای ہتا بے پیر آدھی رہگئی

رگِ گردن نہ کٹی لاکہ تبر ٹوٹ گئے
رشتے امید کے ای بانیِ شر ٹوٹ گئے

عزتِ دہر ہوا اک چشم زدن مین ذلت
اشک آنکھون سے گرے بجے گھر ٹوٹ گئے

حال میخانہ مین ستون کا نہ پوچھو ہم سے
شیشہ کیا ٹوٹ گیا اُنکے جگر ٹوٹ گئے

وامق و کوہکن و قیس جو موقوف ہو گیا
اُسکی دیوار سے کن کن کے نہ سر ٹوٹ گئے

اُڑ کے جا سکتے نہین سوے چمن اے صیاد | ایسے مرغانِ قفس تڑپے کہ پر ٹوٹ گئے

شیشۂ قلبِ شکستہ کا ہے جڑنا دشوار | ق | سنگِ غم سے مرے سب لختِ جگر ٹوٹ گئے

ہنسکے بولا وہ ستمگر ہین کہان لختِ جگر | جھوٹ کہتا ہے دکھا مجھکو کدھر ٹوٹ گئے

شوق سے دیکھیے لیکر گہر اشک مرے | کیا مزا ہاتھ سے یہ گر کے اگر ٹوٹ گئے

کیون نہ آنکھون مین مری یار اندھیرا چھائے | پھنسکے گیسو مین ترے تارِ نظر ٹوٹ گئے

فرقتِ یار مین آندھی یہ چلی آہون کی | جتنے عالم مین تھے سرسبز شجر ٹوٹ گئے

کوہکن کوہ کو کاٹا کیا پر کٹ نہ سکا | مقصدِ دل نہ ملا کتنے تبر ٹوٹ گئے

رہ گئی دل مین ترے سیبِ زنخدان کی ہوس | نخلِ امید مین آ آ کے ثمر ٹوٹ گئے

شمعِ محفلِ اغیار مین پروا کیا ہے | شیشے فانوس کے ٹکرا کے اگر ٹوٹ گئے

خالِ رخسارِ صنم سے وہ مقابل جو ہوے | تیغ کے ہاتھ سے گلہاے سپر ٹوٹ گئے

زندگی ہجر جہان مین ہے تجمل کوئی دم
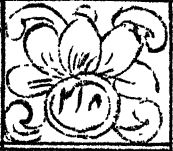
۲۱۸ بلبلے دیکھو ادھر اُٹھے اُدھر ٹوٹ گئے ۵

ساقیا خاموش کیون بنت العنب بوتل مین ہی
بھولی ہی آواز قلقل کیا سبب بوتل مین ہی

بچکے رندون سے ہی کیسی دختر رز دم بخود
جلوہ آرا خوب با عیش و طرب بوتل مین ہی

محتسب کی میکدے مین ہی جو آنے کی خبر
دختِ رز بیتاب ہوکر جان بلب بوتل مین ہی

ہی پری کی طرح سے شیشے مین آتری دختِ رز
چھپکے میخوارون سے بیرنج و تعب بوتل مین ہی

۲۱۹ پی چکے سب رند اب حصہ تجمل کا ہی یہ
ساقیا جلدی پلا جو کچھ کہ اب بوتل مین ہی ۱۱

جان دینے مین یہ دل مین آیا ہی
تمنے ہمکو بہت ستایا ہی

میکدے مین جو واعظ آیا ہی
اسکو کسنے پتا بتایا ہی

مجھسے ہر دم وہ ہنسکے کہتے ہین
کسلیے تمنے دل لگایا ہی

زلفِ مشکین پہ تیرے ہوتے نثار
مشک نافہ ختن سے آیا ہی

میری آواز سنکے وہ بولا — دیکھو ڈیوڑھی پہ کون آیا ہی

بلبلین اڑ گئین ہین گلشن سے — کیسا صیاد نے ستایا ہی

ای صنم پوچھتا ہون مین کس نے — روٹھ جانا تجھے سکھایا ہی

گلبدن کی جو آج ہی آمد — باغ نے فرش گل بچھایا ہی

بات تم شرم سے نہین کرتے — کسلیے پھر ہمین بلایا ہی

بلبلین کسلیے ہین نغمہ سرا — آج گلشن مین کون آیا ہی

۲۲۰
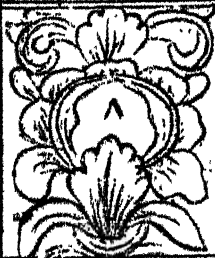
اب ہمین کچھ نہین تحمل غم
اس قمر نے گلے لگایا ہی

۸
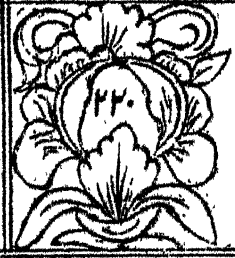
یار تجھ سے مکدر اب صفائی ہو گئی — شکر ہی قید مصیبت سے رہائی ہو گئی

تجھ سے شکوہ کچھ نہین ای بت ہی قسمت کا قصور — ایک تو دشمن ہوا کیا سب خدائی ہو گئی

دیکھکر اس گلبدن کو کیسی دونون مین چلی — بلبل و گل مین عجب باہم لڑائی ہو گئی

یار اب پھولون کے کنگن کا بھی اٹھ سکتا نہین
رفتہ رفتہ اُنکی یہ نازک کلائی ہوگئی

دیکھکر مہرو کو میرے چہرۂ خورشید پر
ایسی زردی آگئی رنگت طلائی ہوگئی

مرکے دنیا سے گیا ہی ہاتھ خالی کسطرح
کیا سکندر کی وہ ساری بادشاہی ہوگئی

طمع سے دانے کی پھنسکر دام مین صیاد کے
بلبل و گل مین بلا سے کیسی جدائی ہوگئی

اے تجمل پھر تو تجھسا کوئی دنیا مین نہین
یار کے در تک اگر تیری رسائی ہوگئی

مرید آکے صغیر و کبیر کیون ہوتے
سفید ریش نہوتے تو پیر کیون ہوتے

حسین ہوتے نہ تم تو اسیر کیون ہوتے
تباہ حال یہ برنا و پیر کیون ہوتے

تمھارے حسن کی شہرت اگر نہ ہم کرتے
تو تم جہان مین عدیم النظیر کیون ہوتے

ہمین جو بھول کے ہوتی ہوس رہائی کی
تمھاری زلف سیہ کے اسیر کیون ہوتے

تمھارے دل مین اگر ہوتی میری کچھ بھی جگہ
رقیب میرے تمھارے مشیر کیون ہوتے

تمھارے عشق مین گران بار ہے رہتے / تمھاری آنکھون مین اتنے حقیر کیون ہوتے

خدا کرے کہ کسی سے نہ کوئی دب جائے / شریر ہوتے جو ہم تم شریر کیون ہوتے

اگر علی کو نہ مرغوب طبع ہو جاتے / سوائے دانۂ گندم شعیر کیون ہوتے

پہنتے جبہ و دستار اسطرح نہ اگر / جہان مین سالکون کے شیخ پیر کیون ہوتے

۲۲۲ نہوتا دل سے تجمل جو دستدار علی / خدا کے سامنے وہ دستگیر کیون ہوتے ۱۰

جو ساقی یار رہتا میکدے مین اور ہم ہوتے / تمنا سب نکل جاتی نہ پھر رنج و الم ہوتے

جیا جب تک جہان مین بس رہی یہ آرزو مجھکو / کہ سینہ سینے سے اور لب لب سے لگے ہم ہوتے

مزہ اس رنج غربت کا جو عاشق ہو وہی جانے / جو تم عاشق مرے ہوتے تو پھر کیا کیا ستم ہوتے

جو زندہ قیس ہوتا ہم مقابل اسکے ہو جاتے / نہ ہم سے بیش وہ ہوتا نہ ہم کچھ اس سے کم ہوتے

ترے زیر قدم خود دوڑ کے یہ فرش ہو جاتے / میسر مردم دیدہ کو میرے گر قدم ہوتے

نحوست تیرے عاشق کی جہانمین صاف ظاہر ہے
کبھی جلتا نہ دشت و در نہ ایسے گرد غم ہوتے

میان عاشق و معشوق خواہش تھی یہ الفت کی
بظاہر گو تھے دو قالب باطن ایکدم ہوتے

یقیناً لاش عاشق کی لحد مین بخیر ہوتی
سر تربت اگر وہ فاتحہ خوان ایکدم ہوتے

گرفتار مصیبت ہین ہم اے بتا اپنے ہاتھون سے
نہوتے گر ترے عاشق تو کیون یہ رنج و غم ہوتے

تجمل کس زبان سے کرسکے توصیف احمد کی
نہوتی ذات اقدس تو نہ یہ لوح و قلم ہوتے

ہو جاگا بخت خوابیدہ وہ سویا کیون تغافل ہے
رخ جانان کے بوسے لے بس اب دل کیا مایل ہے

نہین ہے زلف جانان سے اگر کچھ سلسلہ اسکو
پریشان باغبان تو کسلیے گلشن مین بلبل ہے

دہن کا تیرے قایل ترے عارض کا وہ عاشق
ترا مداح گلشن مین ہر اک غنچہ ہر اک گل ہے

ادھر زندہ ادھر مردہ ادھر بیمار ادھر اچھا
اگر دیکھو تو کوئی شی نہین یان بے تقابل ہے

نہ ٹال اسکو خدارا وعدۂ فردائے محشر پر

(۲۲۴) ترے دیدار کا مشتاق مدت سے تجمل ہو (۱۱)

وصل کی شب یا خدا کیون اتنی چھوٹی ہو گئی
نقد دل نیے یہ بھی تقدیر کھوٹی ہو گئی

چشم و ابرو خال و خط یہ سب تو موذی تھے مگر
دل کے ڈسنے کو ناگن تیری چوٹی ہو گئی
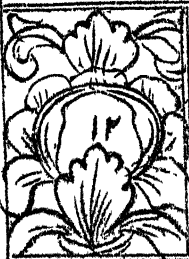
(۲۲۵) بلبلو خوش ہو تجمل یہ سنا تا ہو خبر (۱۲)
مر گیا صیاد تو تیجے کی روٹی ہو گئی

جھوٹے وعدے ہو روز کر جاتے
کر کے اقرار ہو مکر جاتے

سبزۂ روے یار گر پاتے
آہو آنکھون سے آکے چر جاتے

عاشقون مین بڑی تھی بدنامی
تیرے کوچے سے ہم اگر جاتے

ہجر مین میرے نالۂ سوزان
آگ لگتی اُدھر جدھر جاتے

پر کترتا اگر مرے صیاد
باغ مین اُڑ کے بال و پر جاتے

روکتے پھر نہ یار کے دربان
ساتھ گریے کے سیم و زر جاتے

رکھدے تلوار کے تلے گردن
وہ نہ تھے ہم ذرا جو ڈر جاتے

تو نہوتا جو راہبر مجنون
کسلیے سوے دشت و در جاتے

ہمنے ایسی کڑی اُٹھائی ہی
آ کے سب کہکے الحذر جاتے

گر زبان سے نہ دیتے مجھکو جواب
ابروون سے اشارہ کرجاتے

دیکھ لیتے جو شیخ میخانہ
خُم کے خُم آکے خالی کرجاتے

۲۲۶
آستان پر جو اُسکے ملتی جا
کیون تجمل ادہر اُدہر جاتے
۹

کُھدی جب قبرِ عاشق خاک نکلی
صدا اک ہاے کی غمناک نکلی

ہزارون کو کیا اک دم مین زخمی
عجب تیغِ نگہ سفاک نکلی

خدا سب کو بچاے دختِ رز سے
عجب یا کتخدا چالاک نکلی

نہ ڈوبی یہ کبھی بحرِ جہان مین
بطِ مے کس قدر پیراک نکلی

قضا بھی بھاگ جائیگی جہان سے
جو تیری تیغ اے سفاک نکلی

دیا بھی اُسنے تو اک لب کا بوسہ
ہماری آرزو کیا خاک نکلی

تری تصویر سے تصویر یوسف
مقابل جب ہوئی کاواک نکلی

وہ وحشی تھے کہ دیوان سے ہمارے
جو نکلی بیت وحشت ناک نکلی
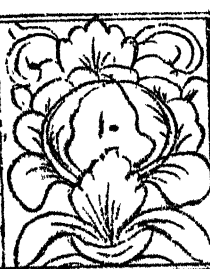
۲۲۷

حسد سے دیکھنا روح تجمل
غم شبیر مین غمناک نکلی

۱۰

اے بت گدا ہین سر کے ترے دل جلے ہوے
دھونی کا ہین بھبوت بدن ملے ہوے

پامال کرنے کو دل عاشق کی فکر ہے
قاتل جو دست و پا ہین ہے منہدی ملے ہوے

ابرو ہین عقرب اور ہین گیسوے یار مار
جوڑے یہ موذیون کے غضب ہین سلے ہوے

آویزے ہین سیاہ جو اُس بت کے کان مین
یہ عاشقون کے دل ہین لٹکتے جلے ہوے

مردون کو دیکھکر یہ نکیرین کہتے ہین
مہمان لحد مین آئے ہین منزل چلے ہوے

چھیڑا جو مہروش کو تو قسمت کو دیکھیے
بولا وہ تم سے ہم تو بہت ہین جلے ہوے

کیا موسم خزان ہے کہ ویران ہو چمن
بے پھول پھل ہو جو شجر تھے پھلے ہوے

کہنے لگا صنم کہین نازل نہو بلا
کوچے سے میرے رہیو ذرا تم ٹلے ہوے

دارا کا ہے پتا نہ سکندر کا ہے نشان
لاکھون اسی طرح سے زمین کے تلے ہوے

محشر مین حق کے آگے تجمل کو دیکھنا
جائیگا خاکِ تربتِ حیدر ملے ہوے

مثالِ صاعقہ بجلی جو کانون کی چمکتی ہے
یہ ضو ہے جس سے آنکھ اہلِ تماشا کی جھپکتی ہے

گلون کے چند روزہ حسن پر یہ کبر کی باتین
ارے بلبل زبان کو روک کیون بکار بکتی ہے

پلاتا کیون نہین ساقی ہے دل بیتاب مستون کا
مے گلرنگ کیسی کج شیشے مین چھلکتی ہے

ارے صیادِ ظالم بال و پر کیون نوچ ڈالے ہین
قفس مین مثلِ بسمل بلبلِ نالان پھڑکتی ہے

نہ آجائے کہین چپ چاپ طرح یہ کودنا چھوڑو
تمھاری بار کا کل سے کمر ہر دم لچکتی ہے

نہ ڈس جائے کسی کو زہر اسکا لا دو سمجھو
کمر پر زلف جانان کی جو ناگن سی لٹکتی ہے
مکان یار مین تو بے طلب جانا ہے نا ممکن
ارے باد صبا سر اپنا کیون در پہ پٹکتی ہے

تجمل سننے والون مین ہے عالم مرغ بسمل کا
طبیعت میری ہر اک شعر کو سنکر پھڑکتی ہے

بلندی کا نہین ہے نام بھی اس درجہ پستی ہے
لحد پر عاشق ناشاد کے حسرت برستی ہے
کسی بسمل مین دم تک بھی نہین باقی ہے مقتل مین
تری تلوار اے سفاک کیون ہر بار کستی ہے
سحر کو شام کو زلف سیہ اس ماہ تابان کی
دل عاشق کو ناگن کیطرح بل کھا کے دستی ہے
متاع مہر ہے وہ قیمتی بازار عالم مین
اگر ملجائے نقد دل کے دینے سے تو سستی ہے
یہ چلا کر ترا عاشق سر بازار کہتا ہے
متاع نقد دل اے ماہ مجمل لیلو کیسی سستی ہے
ہون قائل ظاہری اسلام کے کیا اہل تسخیر
خدا کے گھر مین یکر شیخ صرف بت پرستی ہے
خمیدہ ابرو قاتل کا ہونا عین خوبی ہے
اصالت مین وہی اچھی ہے جو تلوار کستی ہے

۲۳۰

پلا دے ساقی کوثر تجمل کو مُو طاہر
دل بیتاب کو اُسکے ازل سے شوق مستی ہے

مر سے اور قاسم مرسے جو مرا زور چلے
دور مے آٹھ پہر خوب شرابور چلے

ہم نعل ہوتے ہی پہلو سے روانہ وہ ہوے
رہگئی دل مین ہوس کرتے ہوے شور چلے

سیر گلشن کو ہمارا جو سلیمان نکلا
اُسے لینے کے لیے رقص کنان مور چلے

عمر بھر مانگین دعائین نہ بر آئی امید
لیکے ہم لشکر اندوہ تہ گور چلے

ڈر سے دربانون کے دیکھو شب دیجور مین ہم
چلے اسطرح پہ جسطرح کوئی چور چلے

حق نے کسواسطے بھیجا تھین کیا تمنے کیا
آنکھین کھولے ہوے آئے تھے مگر کور چلے

۲۳۱

کیسی حسرت سے یہ کہتا ہے تجمل دل سے
سچ تو کہتے ہو کہ تقدیر سے کیا زور چلے

تری فرقت مین ایسی نیند عاشق کی اُچٹتی ہے

نہین کاٹے کسی صورت سے کالی رات کٹتی ہی
سو اُس گل کے پڑ جاتے ہین اُسکو جان کے لالے
وہ کاکل مثلِ افعی جسکی گردن سے لپٹتی ہی
کہو اُس طفل سے نازان نہو خوبی کے بڑھنے پر
شباب آتا نہین ہی دیکھ تیری عمر گھٹتی ہی
صدا تکبیر کی دیتی ہی دم الفت کا بھر بھر کر
رگِ گردن جو میری خنجرِ قاتل سے کٹتی ہی
مثالِ مرغِ وحشی ہی یہ پرواز کو تولے
جدا ہونے کو مجھسے روح قالب مین سمٹتی ہی
محبت کیا نہین باقی ہی اب گلشن کے پھولون سے
بتا بلبل تو کیون گلرو کے دامن سے لپٹتی ہی

تعجب پر تعجب ہی کبھی الجھی نہ تھی ایسی
جنون تبلادے کیون زنجیر پاؤن مین لپٹتی ہی

خدا کی شان میرے گھر پہ انکو غیر لے آیا
عدو بھی دوست ہوجاتے ہین جب قسمت پلٹتی ہی

تجمل کو بشارت یہ ملی ہی اپنے آقا سے
کر آ پہونچے خوشی کے دن مصیبت ساری کٹتی ہی

ہوا خزان کی چلی اب بہار چل نکلی
چمن سے بلبلون کی بھی قطار چل نکلی

فراقِ غنچہ و گل مین چمن سے اب بلبل
لیے ہوے جگرِ داغدار چل نکلی
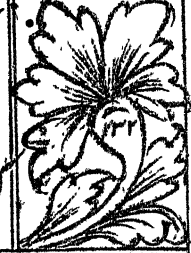
تمھارے رخ پہ خطِ سبز کی جو آمد ہی
شباب و حسن کی اب تو بہار چل نکلی

تلاشِ قیس مین لیلی بھی جانب صحرا
حجاب کچھ نہ رہا بیقرار چل نکلی

ہماری روح مسیحا تلاش مین تیرے
بدن کو چھوڑ کے کیا بیقرار چل نکلی

تمھارے ہجر مین اب تو ہماری آہ جگر | رُکی نہ رُکنے سے بیقرار چل نکلی

ہوا جو قلب تجمل کا آب ہو کر بہ
اُسی سے چشم کی بھی جوئبار چل نکلی
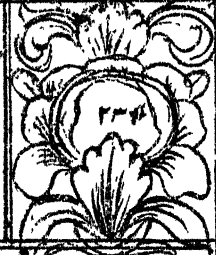
یہ سلجھانے سے میرے اور کچھ جھگڑا اُلجھتی ہے | بتا یہ کاکل مشکین ہی کیونکر سُلجھتی ہے
نہین ہے بے سبب مسکرانا اے صبا ہر دم | چمن مین ہر کلی بلبل کی باتون کو سمجھتی ہے
خدا کی شان ہے زلف کیا ہے حسن کب اُسنے | تمھاری لٹ اے جان خط سے کیون دم اُلجھتی ہے
کبھی سیا منا کرتی نہین ہے شیخ صاحب کا | نہین معلوم کیا نبت العنب ملین سمجھتی ہے

تجمل ہجر جانان مین طبیعت ہے یہ شوریدہ
کہ اسکو لاکہ سمجھائے کوئی یہ کب سمجھتی ہے

مشکل عشق الٰہی مری آسان ہوجائے | ملنے کا اُس ستم ایجاد سے سامان ہوجائے
وہ پری وش سوے میخانہ جو آ نکلے کبھی | دیدۂ جام مین کچھ اور ہی سامان ہوجائے

باغ جنت کو بھی گر یار سے خالی دیکھون
کیا عجب نظرون مین میری وہ نیستان ہوجاے

دلِ دیوانہ یہ کہتا ہی کہ اے جوشِ جنون
ٹکڑے ٹکڑے مرے ہاتھون سے گریبان ہوجاے

ہاتھ کا تیرے لکھا ہو جو شہادت نامہ
میری بخشش کا وہی حشر مین فرمان ہوجاے

عکس پڑ جاے اگر چہرۂ روشن کا ترے
ذرہ ہم مرتبۂ مہرِ درخشان ہوجاے

تیغِ ابرو سے قلم سر کو جو میرے کر دے
ہون سبکدوش مین قاتل ترا احسان ہوجاے

دیکھ لے گر سرِ بازار کہین حسن و جمال
بس خریدار ترا یوسفِ کنعان ہوجاے

کبک شرمندہ ہو اور برگِ حنا ہو پامال
گلبدن اپنا چمن مین جو خرامان ہوجاے

چشمِ انصاف سے دیکھے جو ترا جاہ و حشم
ہر شہنشہ ابھی در کا ترے دربان ہوجاے

دستِ دشمن سے اسے پہونچے بھلا خاک گزند
مثل یوسف کے خدا جسکا نگہبان ہوجاے

قبرِ عاشق پہ گذر ہو جو مسیحا تیرا
زندہ اک آن مین مردۂ بیجان ہوجاے

خالق کون و مکان گر کرے رحمت کی نظر
گل نہین خار ہر اک دشت گلستان ہوجاے

بخت شوریدہ وہ ہوجاؤن تو ہر ذرہ خاک
روکنے کے لیے در کا ترے دربان ہوجائے

ہر دعا تجھسے یہ ہر دم ہے ستار عیوب
لاش عاشق کی پس مرگ نہ عریان ہوجائے

فصل گل کی جو ابھی آئے تو ہر زخم جگر
لالہ و گل کیطرح سینے مین خندان ہوجائے

حکم خالق ہو تو ہر کوہ پر کاہ بنے
مور رتبے مین ابھی رشک سلیمان ہوجائے

کچھ نہین روضۂ حیدر پہ پہونچنا مشکل
گر تجمل پہ ذرا رحمت یزدان ہوجائے

ساقی کوئی دم تو مئے گلفام کی ٹھہرے
ہان طالب مے کے لیے آرام کی ٹھہرے

ای پیر مغان کسلیے ہی تجھکو تامل
زر دینے کو تیار ہون اب جام کی ٹھہرے

ہم پہلے ہی سے دے چکے تجھے نقد دل اپنا
اب جان بھی حاضر ہی اگر کام کی ٹھہرے

اس گل سے تو اب سامنے گفتار ہی مشکل
بلبل کے وسیلے ہی سے پیغام کی ٹھہرے

گھر بار لٹا دون مین ابھی راہ خدا مین
ای بخت اگر وصل گل اندام کی ٹھہرے

گھبراتا ہی کیون کوچۂ جانان مین الہی دل
چلنے کے لیے صبح نہین شام کی ٹھہرے

فرقت کے تو ابتک ہین پڑے داغ ہزارون
اب دیکھیے کیا اس دلِ ناکام کی ٹھہرے

قاصد مرے گلرو کی خبر جلد جو لا دے
تجویز ترے واسطے انعام کی ٹھہرے

دکھلاتے نہین شکل جو کوٹھے سے اتر کر
راضی ہون مین دیدارِ لبِ بام کی ٹھہرے

ہی دل کو یقین وصل مین کچھ ہو نہ تامل
گر دخترِ رز شیخ کو بیدام کی ٹھہرے

ہو جاے صفائی مرے ساقی کی بدولت
اس گل سے جو تفہیم کی افہام کی ٹھہرے

کرتا ہون نصیحت انھین لیکن مجھے ڈر ہی
ایسا نہو نیکی مین بھی الزام کی ٹھہرے

کعبے کے عوض پھر طوافِ درِ جانان
اب قصد مصمم ہی کہ احرام کی ٹھہرے

ڈر مجھکو ہی ایسا نہو بوسے کی طلب مین
بیفائدہ پھر یار سے دشنام کی ٹھہرے

دنیا کے بکھیڑون مین پڑے کیون ہو تجمل
آغاز مین سب کر چکے انجام کی ٹھہرے

نقد دل دیتے نہ گر تجھکو تو انگر ہوتے
کسلیے دست نگر تیرے ستمگر ہوتے

وجہ آوارگی دہر ہی کوچہ تیرا
نہ قدم رکھتے یہان لوگ نہ بے گھر ہوتے

دیکھ لیتے جو کبھی مسند خوبی پہ تجھے
تو نگسران ترے دارا و سکندر ہوتے

خانہ بربادی عاشق کا کہان ذکر نہین
سن لے ای شوخ کہ چرچے ہین یہ گھر گھر ہوتے

ای فلک ہو کے خجل تیری نظر سے گرتے
یار کے رخ سے مہ و مہر جو ہمسر ہوتے

اشک آنکھون سے مرے ہجر مین تیرے گر کر
ٹوٹتے گر نہ تو گوہر سے بھی بہتر ہوتے

جب چلا سکتے مسیحا نے فلک کشتۂ ناز
تب مسیحائی مین وہ تیرے برابر ہوتے

گنجفے کے ہین ورق میری نظر مین افلاک
آہ کرتا مین تو دم بھر مین یہ ابتر ہوتے

مثل بلبل نہ جدا ہوتا مین اپنے گل سے
اپنے بازو مین بھی پرواز کو گر پر ہوتے

ضربت تیغ علی تھی کہ خدا کا تھا قہر
قطع کسطرح نہ جبریل کے شہپر ہوتے

ٹھیک سنتے نہ نکیرین امامت کا جواب
نام معصوم اگر مجھکو نہ ازبر ہوتے

اپنے سینے مین یہ کیون داغ ہزارون پڑتے
آتشِ رخ پہ جو اسپند نہ دلبر ہوتے

حشر کے روز بھلا کون شفاعت کرتا
حامیِ کلِ امم گر نہ پیمبر ہوتے

تیرے بیمارِ غمِ ہجر کو ای رشکِ مسیح
دیکھنے آتے جو عیسیٰ بھی تو ششدر ہوتے

طوق گردن مین غلامی کا پہن لیتے ابھی
قامتِ یار سے ہمسر جو صنوبر ہوتے

دین اسلام کسی طرح نہ اکمل ہوتا
نائبِ احمدِ مرسل جو نہ حیدر ہوتے

۲۴

اہ تجمل کبھی اصنام نہوتے پامال
دوشِ احمد پہ جو کعبے مین نہ حیدر ہوتے

۲۵

مین تنگ آ گیا ہون اس بت کی کمر سے
دہن کی طرح غائب ہی نظر سے

نہ دیکھو تم نگاہِ تیز تر سے
گذر جائیگا یہ ناوک جگر سے

رخِ سیمین کا اک بت کے ہون کشتہ
لکھین سب لوحِ تربت آبِ زر سے

یہی ہی آرزو مجھ ناتوان کی
کہ ٹیکا بن کے لپٹون اس کمر سے

جہان تھا قیس وان پیدا ہی اب تک
صدائے ہائے لیلی دشت و در سے

قدم گر ضعف سے اُٹھتے نہین ہین
چلونگا کوچۂ جانان مین سر سے

ہوائی چاند کے چہرے پہ چھوٹی
برآمد جب ہوا وہ مہر گھر سے

تری تیغِ نگہ کے روکنے کو
ہمارا سینہ ہی بہتر سپر سے

نہین اِئمین فروغِ روے جانان
تنفر ہی مجھے شمس و قمر سے

پڑا ہی رات دن گردش مین گردون
ہمارے نالۂ دل کے اثر سے

مرے رشکِ چمن کی کچھ خبر ہی
بتا بادِ صبا آئی کدھر سے

ہمین جب تیرے دربانون نے روکا
پھرے مایوس کیسے تیرے در سے

لکھا خط مین اُسے مین نے کہ سب حال
زبانی پوچھ لینا نامہ بر سے

شرافت کا نہین ہی کوئی پرسان
ہی اب تو ساری عزت سیم و زر سے

تمنا ہی یہی مقتل مین میری
فدا ہون اُسکے قدمون پر مین سر سے

اشارہ پاتے ہی بس جان دیدی | نہین گردن ہلائی تیر سے ڈر سے
ترے سیب ذقن کو یار دل نے | مشابہ کر دیا داغی ثمر سے
بتون پر کیون نہ خاموشی ہو طاری | نکالے یہ گئے خالق کے گھر سے
ابھی کشتی گردون غرق ہو جائے | اُٹھے طوفان جو میری چشم تر سے
ہوئی کیون گل سے بلبل کو ندامت | چھپائے آج کیون ہو منھ کو پر سے
گوارا دل نہین کرتا ہی یہ بھی | کہ اک دم بھی وہ پنہان ہو نظر سے
غم یوسف مین یہ یعقوب روئے | کہ دھویا ہاتھ ہی نور نظر سے
نہین اُٹھتا ہی مثل اشک عاشق | گرا ہی جو کوئی اُسکی نظر سے
سنا ہی غیر کے گھر وہ گئے ہین | نہ کیون وحشت ہویدا اس خبر سے

تجمل کو نہین کچھ خوف محشر
بچائینگے علی نار سقر سے
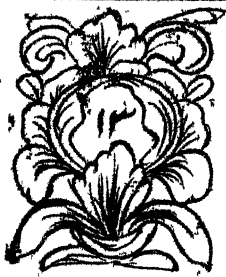
دل کو وصلت کی تمنا یار باقی رہگئی
آنکھ کو بھی حسرت دیدار باقی رہگئی

لاکھ سیدھا اسکے نقشے کو مصور نے کیا
پر کجی ابروے خمدار باقی رہگئی

سختی گردن کو میری پوچھے قاتل سے کوئی
ٹوٹ کر آدھی فقط تلوار باقی رہگئی

لاکھ اُس بے مہر نے ساری محبت دور کی
دل مین لیکن الفت اغیار باقی رہگئی

اسکو بھی پیری نے دو ہی دن مین زائل کردیا
کب بہار سبزۂ رخسار باقی رہگئی

گو مرے ہمدرد مجنون نے نکالی پاؤن سے
پر شکستہ ہوکے نوک خار باقی رہگئی

ہو کہان فصل خزان مین کبک جو دکھلاتے چال
زاغ کی اب باغ مین رفتار باقی رہگئی

ہو مسلمان یہ ہین قشقہ جبین پر کفر کے
اک علامت اے بت عیار باقی رہگئی

جسم سارا خاک مرقد ہوگیا مشتاق کا
چشم تر لیکن پئے دیدار باقی رہگئی

کیون نہ آسان ہوگئی مشکل مری حیران ہون
آجتک کیون حیدر کرار باقی رہگئی

دختِ رز کے شوق مین سب جامۂ تن بک چکا
ساقیا سر پر فقط دستار باقی رہگئی

ایک دن تو نے نہ پاس اپنے بٹھایا بزم مین
حسرت دل ای بت عیار باقی رہگئی

ہر تجمل آرزو پوچھین نجف مین مرتضی
اب تمنا کون ای زوار باقی رہگئی

۲۳۹ ۵

گر جاتے ہو ہر سخن پہ ہنستے ہنستے
آئی نہ کبھی دہن پہ ہنستے ہنستے

کیا شوق ہر پھانسی کا مجھے ای قاتل
رکھدی گردن رسن پہ ہنستے ہنستے

دینے نہ دیا کفن تو پروا کیا ہر
جاتے ہین برہنہ تن پہ ہنستے ہنستے

دھوکے سے بہار کے جو آئی بلبل
کیا کیا روئی چمن پہ ہنستے ہنستے

غم دوست کوئی نہین تجمل ہمسا
گل کھاتے ہین ہم بدن پہ ہنستے ہنستے

۲۴۰ ۲۶

یاد جسوقت تری زلف رسا آتی ہر
ای پری سر پہ مرے کالی بلا آتی ہر

شب فرقت نہین آتی ہر بلا آتی ہر
جان لینے کے لیے بنکے قضا آتی ہر

گرچہ گیسوے دلدار سے کیا آتی ہو
تجھسے پوشاک کی ای بادِ صبا آتی ہو

اُڑ گیا رنگ محبت کا چمن سے بلبل
ایک گل سے بھی نہین بوے وفا آتی ہو

دیکھتا ہو وہ مسیحا جو رگِ نبضِ مریض
جلد مثلِ خبرِ تارِ شفا آتی ہو

ٹوٹنے مین مگر دل کے نہ کچھ آواز آئی
شیشہ ہوتا ہو شکستہ تو صدا آتی ہو

اِسقدر تنگ ہو بلبل کا قفس ای صیاد
بوے گل آتی ہو اسمین نہ ہوا آتی ہو

حوصلہ دل کا نکلنے نہین پاتا افسوس
شبِ وصلت ہی کے ہمراہ حیا آتی ہو

خوابگہ مین ترے ای غیرتِ گل شام وسحر
پانون رکھتی ہوئی آہستہ ہوا آتی ہو

ہین وہ لاغر کہ کسی طرح نہین ملتے ہم
ڈھونڈھنے کے لیے ہر روز قضا آتی ہو

مس ہوئی ہو جو مگر گل کی ترے تن نازک سے
ناز کرتی ہوئی گلشن مین صبا آتی ہو

چل تکبر سے نہ آگے ترے پیچھے مغرور
موت کھینچے ہوے شمشیرِ فنا آتی ہو

گوش دل سن کہ ہر اک قبر سے عبرت آمیز
گریہ حسرت وحرمان کی صدا آتی ہو

سانس لینے کی بھی اُسکو نہین دیتی مہلت
جان لینے کے لیے جسکی قضا آتی ہی

اِسطرح آتے ہین پوشیدہ وہ میرے گھر مین
پردۂ چشم مین جس طرح حیا آتی ہی

بادۂ نکہتِ گل پی کے ہوئی مست ایسی
لڑکھڑاتی ہوئی گلشن سے صبا آتی ہی

بزمِ عالم مین کہین عیش کہین ہی ماتم
کہین شادی کی کہین غم کی صدا آتی ہی

ذکرِ اغیار پہ کہتا ہی سنانے کو وہ شوخ
نام ایسون کا نہ لو مجھکو حیا آتی ہی

جان کی طرح نکلتی ہی بتون کی الفت
کعبۂ دل مین اگر یادِ خدا آتی ہی

آہ صرصر سے جو مین زار آڑا وہ بولے
پر نکلتے ہین تو چیونٹی کی قضا آتی ہی

دیکھیے ہوتی ہی پامالیِ دل کس کس کی
بہرِ پابوسی دلدار حنا آتی ہی

دستِ وحشت ہی کہ ہی موجِ نسیم اے بلبل
چاک کرتی ہوئی ہر گل کی قبا آتی ہی

زندگی چل کے تجمل ہو بسر اُس در پہ
بے اجازت نہین جس در پہ قضا آتی ہی

چلے ہین دیر کو کیونکر حرم کی راہ یاد آئے
بتون کے ہم ہین طالب کسطرح اللہ یاد آئے

پتا ملتا نہین ظلمت کا جسجا نور رہتا ہی
زمانے بھر کا غم بھولے اگر اللہ یاد آئے

تعلق ایک دم غم کا نہ چھوٹے ہجر جانان ہین
اگر نالہ کبھی بھولون تو مجھکو آہ یاد آئے

ارے کافر تو اُسدم سورۂ یاسین کو پڑھوانا
بوقت نزع گر مجھکو کلام اللہ یاد آئے

ترے گیسو کو دیکھون تو نہ کیونکر دھیان ہو رخ کا
شب تیرہ مین تبلاؤ نہ کیونکر ماہ یاد آئے

مبدل عیش وصلت کا یقین ہی غم سے ہو جائے
اگر فرقت کا مجھکو صدمۂ جانکاہ یاد آئے

اگر تبے سے بے سایہ نشینی کے ہو آگاہی
نہ پھر تجھکو کبھی یہ خیمہ و خرگاہ یاد آئے

چھڑانا چادر گل آبرو کے ساتھ مرقد پر
جو مرنے پر کبھی گلرو ہماری چاہ یاد آئے

بتون کی بندگی سے اب تجمل تنگ آیا ہی
یہی ہر دم دعا ہی اب اسے اللہ یاد آئے

لے کے کروٹ آپ تو سویا کیے
شب کو ہم جاگا کیے رویا کیے

دولتِ وصلت رقیبون کو ملی
ہجر مین ہم جان کو کھویا کیے

بنگیا جوہر نہ چھوٹا میرا خون
لاکھ وہ تلوار کو دھویا کیے

دانۂ امید وصلت جان نثار
کشتِ دل مین عمر بھر بویا کیے

انتہا کا غم تھا ساری عمر ہم
ابتداے عشق سے رویا کیے

عشق مین اُسکے دُرِ دندان کے ہم
زندگی بھر آبرو کھویا کیے

جام مے غیرون کو تم دیتے رہے
ہاتھونکو مل کے ہم رویا کیے

خونِ بسمل کا نہ اک دھبا مٹا
آستین کو لاکھ وہ دھویا کیے

میرے حصے مین نہ آیا وہ مسیح
لاکھون مردے زندہ اور گویا کیے

کچھ نہ پوچھو حالِ ایامِ فراق
منہ کو آبِ اشک سے دھویا کیے

ہم بلائین دور سے لیتے رہے
بسترِ راحت پہ تم سویا کیے

آبرو پایا کیے اغیار حیف
پانوُن تیرے مل کے ہم دھویا کیے
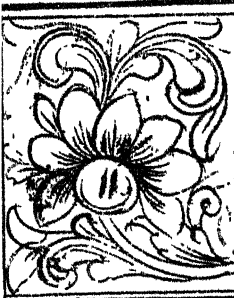
یہ تجمل رات بھر جاگا کیا
غیر کے پہلو مین تم سویا کیے
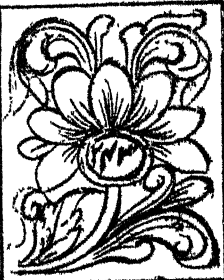
کیا جانے وفا سوا جفا کے
پچھتاتے ہین اُس سے دل لگا کے

تبلاؤ تو جاتے کس طرف ہو
اُلٹی سیدھی مجھے سُنا کے

للہ صنم رخِ منور
دکھلا دے کاکلین ہٹا کے

بیتابی دل جو دیکھتے ہو
رکھ سینہ پہ اپنا ہاتھ لا کے

کب شانہ تھا مو شگاف اتنا
گستاخ کیا ہے سر چڑھا کے

زاہد کو بھی میکدے مین ہمنے
بدمست کیا ہے مے پلا کے

ساقی نے کر دیا ہے مدہوش
رندون کو مے پلا پلا کے

کیا افعی زلف سے مرا دل
ڈسوایا ہے کاٹنا سکھا کے

صد شکر تمام شب کل ان سے
باتین رہین منھ سے منھ ملا کے

هم تهک گئے شانه کو ہلا کے	جاگے نہ لحد کے سونے والے

۱۱

بندہ بت کا نہین تحمل

ادنی بندون مین ہی خدا کے

۲۸۴
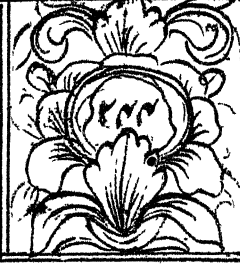
جنون یه جا کے کہدینا که مردے کے نشان لیجے

امانت پاس تھی اُسکے یہ اپنی بیڑیان لیجے

ہوئی جب پی کے خون میرا تمهاری تیغ آسودہ

تواب کہتے ہین سب عاشق ہمارا امتحان لیجے

ہمارا مرغِ دل اب صید بننے کو ہی آمادہ

ذرا اب صید افگن ہاتھہ مین تیر و کمان لیجے

جلا ہون سوزِ الفت سے اگر شک آپ کو کچھ ہو

دکھاتا ہون دلِ پر داغ فرقت کے نشان لیجے

ذرا آہستہ چلیے ہم بھی کچھ عیب و ہنر دیکھین

سمند حسن کی بہر خدا دم بھر عنان لیجے

مزہ تلخی فرقت کا ذرا چکھیے تو کیسا ہی

دہن مین اپنے دم بھر کے لیے میری زبان لیجے

نکالا ہی اُسے خشکی دل اپنی دکھانے کو

لگا خون تک نہین ہی ہاتھ مین اپنے سنان لیجے

غبارہ تھا جلا اُڑا لا ہی میری آہ نے اُسکو

زمین پر گر رہا ہی اک ذرا تھام آسمان لیجے

بنایا ہی چمن سینے کو اپنے دل کے داغون سے

پئے فرحت تر و تازہ ہمارا بوستان لیجے

تمھاری بیوفائی کا عوض ہم کو خدا دیگا

کہیگا مجھسے رضوان دیکھکر حورین جوان لیجے

ترے عاشق کے مقتل سے صبا چن چن کے لائی ہی

مسیحا گر جلا سکیے تو سوکھی ہڈیان لیجے
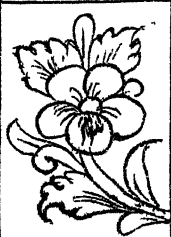
تجمل سے لحد بولیگی یہ شیرین کلامی سے

غم شبیر مین رو رو کے عیش جاودان لیجے

قدم تک وہ زلف دوتا آگئی ہی
بلا سر سے اب تا بہ پا آگئی ہی

اثر لینے آیا ہی اسدرسے رتبہ
لبون تک جب اپنے دعا آگئی ہی

ملی ہی گلے سے جو اے تیغ قاتل
محبت ترے دل مین کیا آگئی ہی

گیا ہی وہ گلگشت کو جب چمن مین
قدم چومنے کو حنا آگئی ہی

رہا کر دے بلبل کو صیاد ظالم
ترے دام مین بنچطا آگئی ہی

مرا نالہ سنکر کہا آشنے سب سے
کدھر سے یہ پرغم صدا آگئی ہی

لحد دیکھکر نعشِ عاشق یہ بولی
کہ یہ لاش کیون بے ردا آگئی ہی

وہ اِس سمت تیرِ نظر پھینکتے ہین
تری مرغِ دل اب قضا آگئی ہی

یہ کہتی ہوئی چلتی ہی تیغِ قاتل
کہ کل کی قضا بے قضا آگئی ہی

نہین آئی ہی زلف چہرے پہ آنکے
قمر پر یہ کالی گھٹا آگئی ہی

ہوگیا درد سر خاک ہی وان کی صندل
عجب ہاتھ میرے دوا آگئی ہی

گلون نے کہا ہی کہ ہی سچ بیان یہ
زبان پر جب اُسکے ثنا آگئی ہی

بتون کی محبت بھلا دے تجمل
کہ اب دل مین یادِ خدا آگئی ہی

اب نہ شرمائیے خدا کے لیے
چہرہ دکھلائیے خدا کے لیے

دمبدم اپنی زلفِ مشکین مین
دل نہ اُلجھائیے خدا کے لیے

گلے ملنے کو جی ترستا ہی
ق
ہاتھ پھیلائیے خدا کے لیے

بولے وہ آپ کو جنون تو نہین
جائیے جائیے خدا کے لیے

آپ کے وعدے جھوٹے ہین انیر
نہ قسم کھائیے خدا کے لیے

دور سے میکدے ہین آتے ہین
مے تو پلوائیے خدا کے لیے

سب ہین مشتاق وقت صبح کا ہے
بھیروین گائیے خدا کے لیے

بے رضا آپ کو نہ چھیڑونگا
آئیے آئیے خدا کے لیے

جنس دل کو اگر لیا ہے مول
دام دلوائیے خدا کے لیے

کسلیے آپ ہو گئے ہین خفا
صاف فرمائیے خدا کے لیے

کہتے ہین آپ مجھکو سودائی
فصد کھلوائیے خدا کے لیے

قتل سے آپ کیون ڈراتے ہین
تیغ منگوائیے خدا کے لیے

سیر گلشن کی کیجیے چل کر
دل کو بہلائیے خدا کے لیے

آپ مجھکو رلا کے غیرون مین
اب نہ ہنسوائیے خدا کے لیے

رسنِ زلف سے گلا میرا
خوب کسوائیے خدا کے لیے

کیون ہر اب دیرِ تیرِ مژگان سے
دل کو برمائیے خدا کے لیے

عفو کر دیجیے خطاؤن کو
اب نہ جھنجھلائیے خدا کے لیے

گردنِ سخت پر رکی شمشیر
باڑھ رکھوائیے خدا کے لیے

گھر غریبون کا کیجیے آباد
بیٹھ بھی جائیے خدا کے لیے

خونِ عاشق سے ہو گیا رنگین
ہاتھ دھلوائیے خدا کے لیے

بندِ محرم کا کیون شکستہ ہے
جا کے سلوائیے خدا کے لیے

دلِ تجمل کا ہی بہت غمگین
آ کے سمجھائیے خدا کے لیے

کس کو مین دکھاؤن دلِ صد چاک کے ٹکڑے
جب دیکھ کے ہون سعی دلِ افلاک کے ٹکڑے

کچھ مرتبہ شبر و شبیر انہ پوچھو
دونون تھے دلِ سید لولاک کے ٹکڑے

ملِ جائینگے اِس مٹی مین اک روز سب انسان
یہ خاک کے پُتلے ہین یہ ہین خاک کے ٹکڑے

پاتا نہین کوئی بھی تری کنہ حقیقت
اُڑتے ہین یہان فہم کے ادراک کے ٹکڑے

اِس عشق مین حالت ہوئی ہے کیسی کتان کی
مہتاب نے اکدم مین کیے تاک کے ٹکڑے

گل سیر کو گلرو جو گیا اپنا چمن مین
کانٹون سے اُلجھکر ہوے پوشاک کے ٹکڑے

حیرت مین ہون یہ چوٹ لگی دل پہ ہے کیونکر
غرفے سے کوئی گر گیا ہے تاک کے ٹکڑے

جسجا پہ بچھا کرتی تھی کل مسندِ شاہی
وان آج نظر آتے ہین خاشاک کے ٹکڑے

ہر شام و سحر حق سے تجمل کی دعا ہے
شمشیر سے ہون دشمنِ ناپاک کے ٹکڑے

ہمارے نالۂ دل کو نہ سمجھو لاؤبالی ہے
کہو گر تم تو دکھلا دین اثر اِسمین جلالی ہے

چھپر کھٹ کے سرھانے یار کی چوٹی جو لٹکی ہے
دُم اُس ناگن نے اُلٹی ہو کے بانبی سے نکالی ہے

ترے بے خانمان عاشق سے عاشق گل کے بہتر ہین
نشیمن بلبلون کا باغ مین ہر گل کی ڈالی ہے

مرے باریک مضمون دیکھکر کہتے ہین سب شاعر
ترا دیوان نہین بے شبہہ دیوان ہلالی ہے

کہان ہے بعد مرن تخت زرین وہ سکندر کا
سرہانا خاک مرقد اور مٹی کی نہالی ہے

ترا ابروے پرخم دیکھکر کہتا ہے یہ گردون
کسی سفاک کی شاید یہ شمشیر ہلالی ہے

ہوا شوق سر مین عروس گل کا چوتھی مین آیا ہون
مرے نزدیک اسکی تیغ بھی پھولون کی ڈالی ہے

دل آشفتہ کا ہے یہ مقولہ زلف جانان مین
کسی صورت نہین کٹتی یہ کیسی رات کالی ہے

ہے آمد خط کی رخسارون پہ تیرے خوش بولی نے
گلی جانے کی کیسی تنگ سے سیدھی نکالی ہے

جوانان چمن بھی دیکھکر کمھلا گئے کیسے
حسینون مین ہمارا یار بھی طرفہ جمالی ہے

معاذ اللہ وہ تو پیشوا ہے سارے مستون کا
عبث پیر مغان کی یار نے پگڑی اچھالی ہے

تحسین خود لے گئے ہو چاک کر کے دیکھ سکتے ہو
تجمل اب کہان ڈھونڈھے سینہ دل سے خالی ہے

مرقد پہ کیون نہ پانون سے ٹھوکر لگا گئے
قم کہہ کے مجھکو کیون نہ مسیحا جلا گئے

افیون سے تو موا نہ تمھارا یہ نوحہ گر
کس واسطے نہ زہر ہلاہل پلا گئے

کیا بیکسی کا وقت ہے اللہ کی پناہ
مردے کو زندے لاکے لحد مین لٹا گئے

یان چاہ مین تمھاری ہے اب جان پر بنی
صورت نہ اپنی یوسف ثانی دکھا گئے

ساقی بنا صنم مے گلگون کا دور ہے
میخانے سے رقیب تو اب ٹل ٹلا گئے

رخ کو چھوا نہ خال سیہ کو لگایا ہاتھ
راندے تمھارے عشق مین ہم نجیا گئے

ہمکو گلہ نہین ہے سنے یا نہ تو سنے
دل تھم گیا جو ہان مین سر ہان ہلا گئے

۲۵۰

وہ رشک نو بہار تجمل جو آگیا
سب گل چمن مین دیکھ کے کیا کھل کھلا گئے

۷
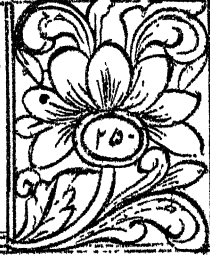
صبا کچھ حال اس گل کا بتا دے
جو کچھ پیغام لائی ہو سنا دے

زبان سے ہان تو کہلاتا نہین ہون
سوال وصل پر گردن ہلا دے

گلے سے اپنے اے مہرو لگا کر
یہ سارے داغ سینے کے مٹا دے

مین تیرا چہرہ پہ نور دیکھون
خدا کے واسطے زلفین ہٹادے

ہمارا یار رہبر اور ہم ہین اسدم
مے گلرنگ اے ساقی پلادے

زبانی نامہ بر اتنا بھی کہنا
کسی کاتب سے اک پرچہ لکھادے
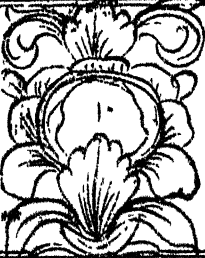
ترا بیرجسم ہو وہ بت تجمل
اسے توفیق ملنے کی خدادے

خبر جمال کی تیرے کہان کہان پہونچی
زمین تو ایک طرف تا بہ آسمان پہونچی

فراق یار مین اک شب مین ایسا چلایا
صدائے گریہ مری تا بہ لامکان پہونچی

ہمارے خط کا یہ قاصد جواب لایا ہے
تمہارے ہاتھ کی تحریر مہربان پہونچی

ہمارے عشق کا ندکور بھی وہان نکلا
تمہارے حسن کی شہرت جہان جہان پہونچی

شفیع حشر شفاعت کو اس جگہ پہونچے
جدھر سے کان مین آوازِ الامان پہونچی

ہر ایک حور ہوئی دل سے طالب دیدار
خبر جو حسن کی تیری سوئے جنان پہونچی

ندا یہ آتی ہی مرقد مین نعشِ مومن کو
نہ خوف کر مددِ شاہِ انس و جان پہونچی

غضب ہی دام مین آتے ہی پھنس گئی بلبل
گلون تلک ابھی تھی وہ خستہ جان پہونچی

پتا ملیگا نہ صیاد اب عنادل کا
گئے بہار کے دن باغ مین خزان پہونچی

تجمل اک بتِ کافر پہ جان دیتا ہی
زمین سے عرش تلک ہی یہ داستان پہونچی

وہان جو چہرے پہ حسنِ شباب باقی ہی
یہان بھی زلف صفت پیچ و تاب باقی ہی

رہے بخیر پریشان نہو وہ مصحفِ رخ
خدا کی آخری جب تک کتاب باقی ہی

مٹا نہین ہی ابھی سوزِ ہجر سے دل زار
جلا بھنا ہوا مثلِ کباب باقی ہی

خراب ہو گئے دنیا کے سارے میخانے
نہ بادہ کش ہین نہ جام و شراب باقی ہی

دوبارہ نوح کا طوفان جہان مین آئیگا
جو چند روز یہ چشمِ پرآب باقی ہی

نمونے خط سے نہ دلبر غبار کچھ لاؤ
تمھارے رخ پہ ابھی آب و تاب باقی ہی

گنہ کا اپنے تہون سے تو کر چکے ہم عذر
خدا کے سامنے دینا جواب باقی ہی

صدا ہین دیتا ہون جب دریچہ یہ کہتے ہین
ہوا نہین ابھی خانہ خراب باقی ہی

ہزارون منتون سے ہی شب وصال آئی
نقاب اُلٹو بس اب کیا حجاب باقی ہی

خدا جو چاہے تو دے لاکھ دشمنون مین پناہ
ہزار کانٹون مین دیکھو گلاب باقی ہی

بدن تو خاک ہوا اور ہی انتظار مین آنکھ
نشانِ بحر نہین ہی حباب باقی ہی

۲۵۳

تجمل اُس یہ خوبی سے کوئی جا کے کہے
کہ زندگی مری شل حباب باقی ہی

۱۱

خفا مجھسے ہو تم بھلا کس لیے
نہین سُنتے میرا گلا کس لیے

خدا کو بھی کب مانتا ہی وہ بت
کہون اُس سے بہر خدا کس لیے

بتاتا ہی جنون مجھکو شام و سحر
لیے کوہ و صحرا پھرا کس لیے

وہ دیوانہ ہون مین کہ کھلتا نہین
پریرو ہی مجھسے خفا کس لیے

سحر سے ستمگر ترے ہاتھ مین
یہ تیغ و سپر ہی بھلا کس لیے

کوئی پوچھے قاتل کی شمشیر سے
کیا سر نہ تن سے جدا کس لیے

وہ واقف ہی خود آئینہ سے کہو
سکھاتا ہی ناز و ادا کس لیے

اگر تم کو میری محبت نہ تھی
لیا ہاتھ مین دل مرا کس لیے

شب وصل سے کیون تجھے ہی جلن
نہین جلتی تو اے ہوا کس لیے

ہمارا مرض لا دوا ہی طبیب
منگائی ہی تو نے دوا کس لیے
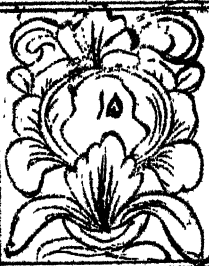
۲۵۴ تجمل کو ہر دم یہ افسوس ہی
کہ اُس بت کو دل دیدیا کس لیے ۱۵

ابھی صیاد گلشن مین نہان ہی
عنادل پر نہین کھُلتا کہان ہی

غمِ فرقت سے سینے پر دھرے ہاتھ
جنازہ تیرے عاشق کا روان ہی

نہین آمد جو اُس مہ کی جہان مین
پئے تسلیم کیون خم آسمان ہی

صنم وعدے سے اپنے پھر نہ ہرگز | کہ میرے تیرے خالق درمیان ہے
نجاؤ منھ اندھیرے میرے گھر سے | کہ رستے مین ہجوم دشمنان ہے
نظر کی مینے جب پہلو مین اپنے | پکارا وہ ترا دل تو یہان ہے
جہان مین طائر رنگ حنا ہین | کف جانان ہمارا آشیان ہے
مجھے سولی چڑھا کر یار بولا | کسی کو اوج حاصل یہ کہان ہے
کھلا جب نجد مین مجنون کو ڈھونڈھا | فقط تربت کا باقی اک نشان ہے
نگاہ مہر و مہ خیرہ ہوئی ہے | ترے سر پر وہ تاج زر فشان ہے
تری الفت مین سب دشمن ہوے ہین | اکیلے ہم ہین اور سارا جہان ہے
جوانون سے ہے پیرون کو تنفر | کشیدہ تیر سے کتنی کمان ہے
مناسب ہے مجھکو پیرون کی صورت | جہان مین آدمی جب تک جوان ہے
حسینان جہان کہتے ہین مجھسے | تمھارا یار کیا خوشرو جوان ہے
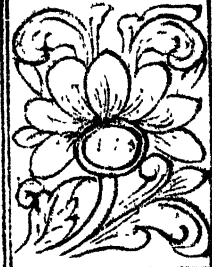
گذرتی ہی تجمل عیش سے اب
ہمارا یار ہم پر مہربان ہی

گلو رہیگی نہ باقی بہار جوبن کی
تمہارے حسن کی شہرت سے باغِ جنت مین
خدا حسینون سے سمجھے یہ کیسے ظالم ہین

چمک دکھاتے ہو کیون بار بار جوبن کی
ہر ایک حور ہی مشتاق یار جوبن کی
پڑی ہی دل پہ مرے کیسی مار جوبن کی

تجمل اُس گل تر کی بلائین دور رہین
خدا کرے رہے قائم بہار جوبن کی
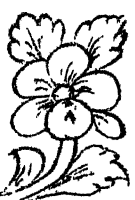
کسلیے ہو گئے خفا مجھسے
یار سے کل ہوئی جو یکجائی
گر زبان سے نہ وصل کا اقرار
مجھے آنے کو کیون کیا تھا منع

بولتے کیون نہین بھلا مجھسے
کوئی فقرہ نہ وہ چلا مجھسے
سیدھی گردن ذرا ہلا مجھسے
رات کا ماجرا بتا مجھسے

اہ صبا گر اُدھر سے آئی ہو | کچھ پتا یار کا بتا مجھسے
بخشند تم کو میرے سر کی قسم | گر ہوئی ہو کوئی خطا مجھسے
یا خدا یار اِس طرح سے ملے | ہو نہ محشر تلک جدا مجھسے

۲۵۷ کیون تجمل نہ جان پر بنجاے
یار میرا بگڑ گیا مجھسے ۱۲
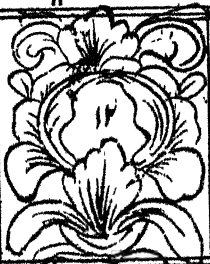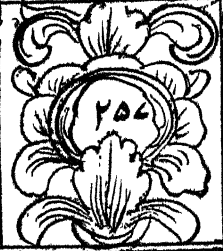
بغیر وجہ مچلنے کی ضد کی خو نہ گئی | دہن سے دودھ کی پیری مین یار بو نہ گئی
اگرچہ دشت مین گذری تمام عمر اپنی | وطن کی آج تلک دل سے آرزو نہ گئی
ذراسی بات پہ عاشق سے برہمی ایسی | شباب مین بھی لڑکپن کی تجھسے خو نہ گئی
ہزار شکرِ خدا ہہ کہ تیرے کوچے مین | گئی یہ جان بلا سے پر آبرو نہ گئی
حرم مین جانے نہ پائے تو کیا شکایت ہہ | صبا خطا یہ تری ہہ کہ با وضو نہ گئی
لحد تک آکے تھے جو ساتھ اپنے گھر کو گئے | مزار چھوڑ کے اہ یاس ایک تو نہ گئی

ابھی اچھوتا ہی فضل خدا سے وہ گلرو
کہین ہوا بھی تو اُس گلبدن کو چھو نہ گئی

ہماری خاک لپٹتی ہی اُسکے دامن سے
وصال یار کی مر کر بھی آرزو نہ گئی

ہزار مانگ نے دکھلائے راستے سیدھے
کسی طرح کجی زلف مشکبو نہ گئی

تو انگری سے شرافت کبھی نہین ملتی
نبے امیر رذالت کی دل سے بو نہ گئی

ترا یہ خوف تھا صیاد بلبل تشنہ
تڑپ کے مر گئی نزدیک آبجو نہ گئی

۲۵۸ یہ کسکی فکر مین دن رات ای تجمل تھے
کہ بے حصول زیارت وہ جستجو نہ گئی ۵

علی کا نام لیتا ہون مین ساعت وضو کر کے
منگاتا آب کوثر ہون بڑی مین جستجو کر کے

لباس یار رسائی مین نہ لگجائے کہین دھبا
بٹھاتے کسلیے غیرون کو ہمدم آبرو کر کے

اگر قسمت سے ہو جاتی رسائی بزم مین اُنکے
دہن کا عقدہ کھل جاتا زبانی گفتگو کر کے

سراپا یار و زیرا بھول جاتا ہون یہ نسیان ہی
ذرا صورت دکھا دے چہرہ اپنا روبرو کر کے

سبب کھلتا نہین کوئی نہ کوئی بھید ہو اسمین
تجمل سے ملا ہو آج وہ کیون آرزو کرکے

مکانِ یار آج ایسا سجا ہو
نمونہ گلشنِ فردوس کا ہو

تجھے اے دل یہ کیا سودا ہوا ہو
کہ جاکر اُسکے گیسو مین پھنسا ہو

ڈرو تم آہ وزاری سے ہماری
فلک تک دودِ دل اب جا چکا ہو

خطِ رخسار مین یہ تل نہین ہو
یہ نقطہ کلکِ قدرت نے دیا ہو

تمھاری بیوفائی پہونچی یانتک
گلی کوچے مین چرچا ہو رہا ہو

مُقدر سے جو آئی ہو شبِ وصل
سحر کا ہر گھڑی دھڑکا لگا ہو

بس اس جینے سے مرجانا بہتر
جدا ہم غیر کی پہلو مین جا ہو

صبا کہتی ہو کیون جاتے نہین ہو
کئی دن سے درِ جانان کھلا ہو

کرون کیا جاکے مین دیر و حرم مین
مرا دل یار کے در سے لگا ہو

۲۶۰

تجمل کو نجف پہونچادے جلدی
خدایا یہ مری تجھسے دعا ہی

۱۳

بلبلِ خستہ و رنجور چمن سے نہ گئی
شاہد اسکی ہی خزان حُبِ وطن سے نہ گئی

کیا وفاداری کُشتہ تھی کہ اب تک قاتل
بو لہو کی ترے پیراہن تن سے نہ گئی

رات بھر فکر تھی پھینکو نمیں وُہان چھپ کے کمند
چاندنی صبح تلک میری جلن سے نہ گئی

دیکھکر مجھکو بیابان مین وہ ایسا بھاگا
وحشت اِسوقت تلک دیکھو ہرن سے نہ گئی

ہمسرِ اس زلف سے ہوکر یہ ہوا منھ کالا
تیرگی آج تلک مشک ختن سے نہ گئی

دیکھکر اِس گُلِ غنچہ لبی کو ہوئے ایسے خجل
آج تک شرم جوانان چمن سے نہ گئی

کرکے اقرار کبھی یار نے پورا نہ کیا
بیوفائی کبھی اُس عہد شکن سے نہ گئی

اے پری یون ترے وحشی کا جنازہ اُٹھا
لاش لپٹی ہوئی تا گور کفن سے نہ گئی

مس ہوئی تھی جو شبِ وصل مین زلفِ جانان
عمر بھر بو مرے پیراہن تن سے نہ گئی

خط سے زائل نہوا چہرۂ جانان کا فروغ
روشنی مہر منور کی گہن سے نہ گئی
پردہ پوشی مرے گل کی جو صبا سے سن لی
آجتک شرمِ عروسان چمن سے نہ گئی
پیر بھی ہوگیا طفلی بھی جوانی بھی مٹی
کجروی آج تلک چرخ کہن سے نہ گئی

عشق صادق اسے کہتے ہین تحمل دیکھو
خواہشِ وصل کبھی نل کی دمن سے نہ گئی

عشق کے مکتب مین پہلی اپنی بسم اللہ ہی
ہمنشین کہتے ہین اہی نادان یہ مشکل راہ ہی
ہر گلی کوچے مین مجھکو دیکھکر مجنون صفت
دیکھیے جس سمت غول اطفال کا ہمراہ ہی
ہی زلیخا کو ترے چاہِ زنخدان پر گمان
حضرت یوسف گرے تھے جسمین یہ چاہ ہی
شیخ کی وعظ و نصیحت پر نہ آنا عاشقو
سالکانِ عشق کو کرتا یہی گمراہ ہی
مین ہوا طالب تجھے رزق خود تو نے دیا
کب گدا مجھسا کوئی ہی اور تجھسا شاہ ہی
دیکھکر اُس ماہرو کو کہتے ہین باہم ملک
آسمان پر چاندنی ہی اور زمین پر ماہ ہی

پوچھتے ہین وہ جو میرے مقبرے کو دیکھکر
لوگ کہتے ہین کسی مرشد کی یہ درگاہ ہی
تیشے سے خاراشگافی کر رہا ہی کوہکن
وہ مگر قسمت کے لکھے سے نہین آگاہ ہی

اہی مجمل کیا ہوا ب میدان الفت اس سے طی
چلتے چلتے گھس گیا پاے قلم کوتاہ ہی

کعبہ کے سامنے تبخانہ بنایا ہمنے
پر ترا شربت دیدار نپایا ہمنے
مہربان یار کبھی تجھکو نہ پایا ہمنے
سخت افسوس ہی کیون دل کو لگایا ہمنے
ایک دم بھی نہ ترے وصل سے دلشاد ہوا
عمر بھر بار غم و رنج اُٹھایا ہمنے
شمع رو دیکھ کے محفل مین ترے غمزے کو
مثل پروانہ جگر شب کو جلایا ہمنے
بولے وہ باغ مین چہرے کا دکھاکر جلوہ
بلبل زار کو کانٹون پہ لٹایا ہمنے
تھے نہ واقف کہ رہ عشق بڑی مشکل ہی
بیٹھے بیٹھے یہ غم و رنج اُٹھایا ہمنے
اس قدح کش کی جو محفل مین ہے ہم ساقی
رات بھر جام مئے ناب پلایا ہمنے

جب تلک بطر رہا گلبدنون سے تب تک
سبز باغ ایک نیا روز دکھایا ہمنے

حشر مین بھی یہ تجمل کو رہیگی حسرت
قدم یار نہ آنکھون سے لگایا ہمنے

زمانہ عجب بیوفا ہو گیا ہی
مرا دم بھی مجھسے خفا ہو گیا ہی

صفت گیسوے یار کی کرتے کرتے
مرا ذہن بھی اب رسا ہو گیا ہی

پس قتل خنجر نے مڑ کر نہ دیکھا
ستمگر عجب بیوفا ہو گیا ہی

یہ برسون سے سنتے ہین اے شاہ خوبان
ترے در کا یوسف گدا ہو گیا ہی

غضب ہین وہ تیری لگاوٹ کی باتین
کہ سو جان سے دل فدا ہو گیا ہی

شب ہجر ہین کیا شکایت کسی کی
مرا سایہ مجھسے جدا ہو گیا ہی

دھوان جو نکلتا ہی کوے صنم سے
کوئی دفن یان دل جلا ہو گیا ہی

رقیب آے شب کو گئے صبح ہوتے
مکان انکا مہمانسرا ہو گیا ہی

مرے اُنکے قصہ سے عالم ہو واقف
یہ جھگڑا تو اب بڑا ہو گیا ہے

مجھے نزع مین پا کے بولا مسیحا
تجھے پوچھتا ہون مین کیا ہو گیا ہے

سمجھتے جب ہین ہم سختیون مین بتون کی
مددگار اپنا خدا ہو گیا ہے

۲۶۴ ۱۴

تجمل رہو یاد مولا مین ہر دم
بتون سے محبت یہ کیا ہو گیا ہے

کعبہ کے پہلو مین میخانہ بنانا چاہیے
دور ساغر شیخ صاحب کو دکھانا چاہیے

سننے کے قابل ہین مے نوشون کی باتین صبح
زاہدو تمکو بھی میخانے مین آنا چاہیے

مر گیا عاشق کدورت اب ملاؤ خاک مین
لاش اُٹھتی ہے تمھین ہمراہ جانا چاہیے

ساری شب مستی مین گذری غافلو ہشیار ہو
وقت طاعت آب خجلت مین نہانا چاہیے

عرصۂ عشق خدا مین سست چلتا ہے بہت
اس سمند عقل کو اب تازیانا چاہیے

عاشقو بس ہین بتون کا عشق کافی ہے ہمین
طالب دنیا کو دولت اور خدا نا چاہیے

مے بھی ہے مینا بھی ہے ساقی بھی ہے محبوب بھی
مطرب اس دم ترانہ کوئی گانا چاہیے

کجروی مین ہو چکی برباد سب عمر عزیز
راستی پر اب دل گمراہ آنا چاہیے

چھوڑ دو غیرون سے الفت یہ چلن اچھا نہین
اپنے عاشق پر تمہین اب رحم کھانا چاہیے

منزل الفت مین اے دل سوچ کر رکھنا قدم
اسکے طی کرنے کی خاطر اک زمانا چاہیے

دشت غربت مین مجھے کب تک پھرائیگا جنون
کوچہ دلبر کا اب رستا بتانا چاہیے

تیر کو چلے ہین رکھکر منتظر ہو کس لیے
مرغ دل حاضر ہے گر تمکو نشانا چاہیے

صاف کہتا ہے ستمگر تیغ پر رکھوا کے ہاتھ
گردن عاشق پہ اسکو آزمانا چاہیے

فکر مین کیون ہو تجمل ہند سے کسکر کمر
روضۂ سبط نبی پر تم کو جانا چاہیے

ہمارے دل مین الہی کیون وحشت سمائی ہے
کہ جیسے نجد مجنون ذہن مین یہ بات آئی ہے

ہو وصل خدا محبوب نے خط مین لکھا ہے
کہ میرے دل پہ بھی اشتیاق عاشق کی جدائی ہے

ہمارے زخم دل کی کچھ نہین پروا یہ کیا صاحب
کسی اُستاد نے اچھی تمھین پٹی پڑھائی ہے

مرے مرقد کی جانب سے ہوا کدن گلبدن گذرا
تو یہ سمجھا مین باغ خلد سے اک حور آئی ہے

مئے گلنار کا ساغر پلا مجھکو کہین ساقی
ہوا ے سرد ہے سبزہ ہے دریا کی ترائی ہے

گذر جسکا ہوا ہے روضۂ شاہ شہیدان پہ
عنایت سے خدا کے نام اُسکا کربلائی ہے

ظفر ہوتی ہے کسکے معرکے مین دیکھتا ہون مین
بڑی لے حسن عشق و عقل مین باہم لڑائی ہے

ہماری بیکلی کا حال گلرو سے کہے کیونکر
صبا کی جیب کے بھی دشوار جب وانتک رسائی ہے

تجمل منھ چھپا جھینکے کیا نکیرین آ کے تربت مین
زبان پہ نام حیدر ہے یہ بندہ کربلائی ہے

ہماری عمر غفلت کے سبب برباد جاتی ہے
خدا کی یاد دم بھر بھی نہین جی سے لگاتی ہے

تمھاری یاد مین شام و سحر ہم تو تڑپتے ہین
کبھو دل مین تمھارے بھی ہماری یاد آتی ہے

خدا حافظ ہے وقت جوشش گریہ ہے مردل کا
یہ کشتی بحر طوفان خیز مین غوطے لگاتی ہے

وہ جب آتے ہین بہر فاتحہ یہ ہی ہوا خواہی
ملا ہی راستی سے مرتبہ شمشاد گلشن کو

صبا پھولون کی چادر قبر عاشق پر چڑھاتی ہی
کہ قمری بھی غلامی سے نہین گردن ہلاتی ہی

صبا کھٹکا ہی یہ مجھکو ابھی صیاد سوتا ہی
نہ چونک اٹھے کہین بے طور بلبل غل مچاتی ہی

بتا دے ساقیا اب یہ کیا ہی مری بلا نے ہین
گھٹا چھائی ہی کالی برق بھی جلوہ دکھاتی ہی

۲۶۷

تجمل ہوش مین آؤ ذرا ہشیار ہو جاؤ
چلو کوچے مین جانان کے چلا دن رات آتی ہی

۸

چمن مین پھولون کا زیور بھی بہار ہی رہی ہی
ہر اک درخت کی پوشاک نو بہاری ہی

چمکتے ایسے ہین پھولون پہ قطرۂ شبنم
کہ جیسے موتیون کے گرد مین کناری ہی

ہزارون قتل ہوے تیرے ہاتھ سے قاتل
نہ ہاتھ روک خدا را کہ میری باری ہی

کہین بھی رہنے نہین پاتے دیکھتا ہی جنون
ہمارے شور و فغان سے زمانہ عاری ہی

لحد مین بھی نہین عاشق کو چین ہی اک دم
یہ سوز دل ہی کہ اُف اُف زبان پہ جاری ہی

کچھ اور دل کو ہمارے ہی کرتا ہی وہ نرم
عجب طرح کا اثر آہ مین ہماری ہی

تمھارے گیسو و رخسار اسکے شاہد ہین
کہ دن سے بڑھ کے کہین ہم پہ رات بھاری ہی

نہین ہی عشق مین ثانی کوئی تجمل کا
تمام عمر اسی شغل مین گذاری ہی

کبھی گھونگھٹ جو تیرے روے روشن سے سرکتا ہی
ہر اک ذرہ زمین پر مہر کی صورت چمکتا ہی

پلانے آتے ہین وہ آب خنجر اپنے ہاتھون سے
کوئی دم مین ہماری عمر کا ساغر چھلکتا ہی

سمجھ مین میکشون کے معنی قلقل نہین آتے
کھو یہ شیشۂ مو سے کہ کیا بیہودہ بکتا ہی

تہی بختون کا جاے نفع مین بھی ہاتھ ہی خالی

میانِ بحرکب گرداب کا ساغر چھلکتا ہی

نہین کچھ منحصر گلزار ہی پر موسمِ گل مین
اُٹھا کر آنکھ دیکھو منزلون سبزہ لہکتا ہی

تنِ لاغر کو میرے دیکھکر کہتا ہی وہ گلرو
ہر اک ساعت مرے دل مین یہی کانٹا کھٹکتا ہی

نکل کر کفر سے اسلام مین آؤ تو پھر دیکھو
کہ پیشانی سے نورِ دینِ احمد کیا چمکتا ہی

نسیمِ صبح بھی مستانہ کیسی چال چلتی ہی
شرابِ بوے گل سے جس گھڑی گلشن مہکتا ہی

کہین اے شہسوارِ بادپا غافل نہو جانا
مری وحشت زدہ صورت سے گھوڑا ابھی بھڑکتا ہی

تجمل خیر تو ہی غیر ہے بتلاؤ کیون حالت
دلِ مضطر کئی دن سے تمہارا کیون دھڑکتا ہے

ہے کمتر بقا یان فنا بیشتر ہے
ہے جو شام وہ کوئی دم مین سحر ہے

نہ دھمکا مجھے تیغ و خنجر سے قاتل
تو کر وار جانباز سینہ سپر ہے

مری روح مرقد مین گھبرا کے بولی
فرشتو مرا یار جانی کدھر ہے

سلیمان کی بھی قبر پہ جا کے دیکھو
نہ ہے چادرِ گل نہ سوزان اگر ہے

یہی قولِ مجنون تھا ہر ساربان سے
بتا دے خدارا کہ لیلی کدھر ہے

مرا دل یہ دیتا ہے مجھکو گواہی
کہ عازم ادھر یار کا نامہ بر ہے

یہان بت ہین حامی وہان حق تعالی
نہ کچھ خوفِ دنیا نہ عقبی کا ڈر ہے

نہین کھانے کی ہجر جانان مین خواہش
کہ دامن مین موجود لختِ جگر ہے

نہین کوئی تدبیر چلتی ہماری
پئے وصلِ جانان خدا پر نظر ہے
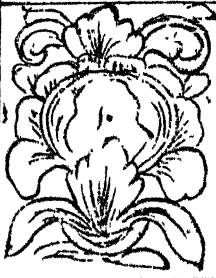
تجمل یہ کیا چند روزہ ہی دنیا
کہ در پیش یان سب کو اک دن سفر ہی

شب وصلت قیامت ہی غضب ہی
ہمارا یار ناخوش بے سبب ہی

تجھے قاصد خوشی کیسی ہی اسدم
بتا جلدی سے کیا میری طلب ہی

کوئی جا کر مسیحا سے یہ کہدے
ترا بیمار فرقت جان بلب ہی

محمد کے وصی اور جانشین کا
علی ہی نام اور حیدر لقب ہی

مسلمان ہوکے مین کہتا نہین جھوٹھ
دل کافر مری فرقت کی شب ہی

اُٹھائے ہین بہت فرقت کے صدمے
وصال اب اُنسے ہو تو کیا عجب ہی

غلامون سے کہا کرتا تھا محمود
ایاز خوبرو کیا با ادب ہی

عدم کی راہ مین ہی کیا پس و پیش
کوئی آگے گیا کوئی عقب ہی

مجھے کیا ہمنشینون مین ہی اعزاز
کہ میرا ماہرو عالی نسب ہی
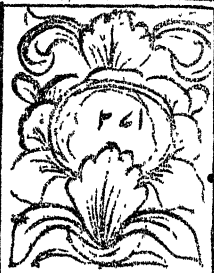
تجمل کیون تمھین ہی خوف محشر
تمھارا پیشوا شاہ عرب ہی
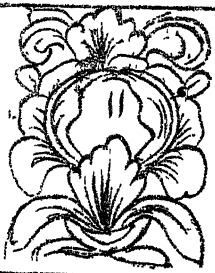
مرا شاہ وہ شاہ کون و مکان ہی | کہ جبریل بھی جسکا اک پاسبان ہی
نہ باقی ہی دنیا مین شاہون کی حشمت | نہ باقی مزارون کا اُنکے نشان ہی
سلیمان کے لاشے سے مرقد نے پوچھا | بتا تخت اور تاجِ زرین کہان ہی
نہین خاکسارون کو حاجت مکان کی | زمین صحنِ خانہ تو سقف آسمان ہی
حرم مین نہین مجھکو سجدے کی پروا | مرا سر ہی اور یار کا آستان ہی
نہ پوچھو نکیرین کچھ حال میرا | خدا سے کہونگا بڑی داستان ہی
رہِ عشق مین بادشہ یا گدا ہو | جو ہی مبتلا اُسکا بے خانمان ہی
بہارِ جوانی تو ہی چار دن کی | بڑھاپا جب آیا خزان ہی خزان ہی
یہ ماہی مراتب کہان بعدِ مردن | فقط چار کے کاندھے لاشہ روان ہی

ضدبانِ ۳۲ بحر

یہ دولت کے سارے کرشمے ہین دیکھو | محل بن رہے ہین مکان پر مکان ہے

۲۷۲ تجمل کے دل ہین نہ افسوس کیونکہ
جوانی کی اب تاب طاقت کہان ہے ۱۰

نہین جہان ہین ابتک بھی بشر باقی | وہ تیغ باقی ہے یا ہے وہ فتنہ گر باقی
فراق ہین مجھے دیتا ہے یون تسلی دل | ملیگا یار رہی زندگی اگر باقی
بتا دے مجھکو یہ کیسا ستم کیا صیاد | کہ بلبلون کا نہین ایک بال و پر باقی
کیا تمام بدن کو یہ خشک پیری نے | کہین رگون ہین نہین اپنے خون تر باقی
تمام باغ جہان کو ہے ایک روز فنا | نہ گل رہینگے نہ پتے نہ اک شجر باقی
کہون ہین کس سے کہ اُس تک مری خبر لیجائے | نہ چاہ ہین ہے کبوتر نہ نامہ بر باقی
پل صراط کی منزل تو ہے شہی دشوار | ہے سب کے واسطے یہ راہ پر خطر باقی
مال و دولت دنیا ہے فقر طنا سر ہے | رہا ہے پاس کسی کے بھی سیم و زر باقی

تمھارے ہجر مین کٹتے نہین یہ لیل و نہار | کٹی جو شام تو ہر سختی سحر باقی
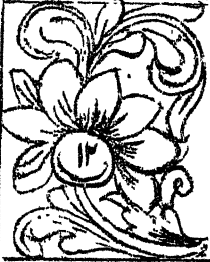
نہ کار خیر سے غافل کبھی تحمل ہو
رہیگا بعد زمانے مین خیر و شر باقی

۱۲ | ۲۶۲

چھانتی ہی خاک تو ہر کوچہ و بازار کی | ای صبا تجھکو خبر ہی کچھ ہمارے یار کی
آج کل ہی تیری جانب ای برہمن یہ رجوع | شیخ بھی سوگند کھاتے ہین ترے زنار کی
بادشاہی کی ہوس دل مین نہ پھر باقی رہے | ہمکو ملجائے جو دربانی در دلدار کی
جب یہ سمجھین سرو کو اُس قد سے کچھ نسبت نہین | اُڑ گئین آزاد ہو کر قمریان گلزار کی
دوستو مجھ خستہ تن سے کیون شکایت ہی تمھین | عاشقون کو کچھ خبر رہتی نہین گھر بار کی
عنبرین زلفون کی خوشبو سے تری ای گلبدن | بو ہوئی شرمندہ مشک نافۂ تاتار کی
جہان کے خوبرو ہین دست بستہ پیش و پس | خوبیان ہین لکھ نہین سکتا ترے دربار کی
دختر رز کی بدولت گھر ہوے لاکھون خراب | ساقیا کیون قدر کرتا ہی مۓ و مۓخوار کی

باغِ عالم مین بجا ہر عیش کے ہر رنج بھی
دیکھ لین سب ہر جگہ پہلو بے گل مین خار کی

ای طبیب نبض پر میرے نہ ڈالو ہاتھ تم
کچھ دوا ممکن نہین ہو ہجر کے آزار کی

باپ مان تجھپر فدا ہون ای شہید کربلا
کیا بزرگی دو جہان مین ہو ترے زوار کی

کیون تجمل حشر کا دھڑکا لگا ہو رات دن
مومنون پر ہو عنایت حیدر کرار کی

آئی ہو پھر بہار چمن سب ہرے ہوے
ہر شاخِ گل ہو پھولون سے دامن بھرے ہوے

جلوہ فگن ہین تخت پہ سب شاہِ چمن
کس کر و فر سے تاج سرون پر دھرے ہوے

یارب تو کہکشان کی نظر سے بچائیو
افشان سے آج مانگ ہو مہر و بھرے ہوے

آئینہ دیکھنے سے نتیجہ ملا خراب
ہمسر تمھارے دیکھ لو آب و سر ہوے

ای سیمتن ہو پاس سے بس انھین کی قدر
آتے ہین اپنے جیب مین جو زر بھرے ہوے

قوت زیادہ ہو گئی نکلا ہی جب سے خط
آہوے چشم یار ہو سبزہ چرے ہوے

گلچین بتا دے کیا کہیں صیاد ہی چھپا | مرغان باغ آج ہیں کیسے ڈرے ہوے

۲۷۵

کیا زندہ پاس اُسکے تجمل کا ہو گذر
لاکھون ہیں جس حسین پہ عاشق مرے ہوے

۵

تمھارے گیسوؤن کے پیچ نے کیا پیچ ڈالا ہے | غضب افعی کا جوڑا تمنے ڈس لینے کو پالا ہے
خبر فصل بہاری کی جواب آئی ہے گلشن سے | تو رستہ دل میں آنے کا جنون نے بھی نکالا ہے
نہین ممکن ہے لکھنا داستان ہجر اے جانان | یہ ہے دفتر کا دفتر اور رسالے کا رسالا ہے
جنون مین یون کسی عاشق کو ایسی تھی بیتابی | ہمارا رنگ اے دل ایک عالم سے نرالا ہے

۲۷۶

بتا اے چرخ تجھکو کیا عداوت ہے تجمل سے
کہ تو نے داغ ہجر یار اُسکے دل پہ ڈالا ہے

۸

کانون مین موتیون کے ہین جھالے پڑے ہوے | ہین نو رتن مین یار کے ہیرے جڑے ہوے
دیکھین تو کب تلک نہین گھر مین بلاتے وہ | ہم بھی تو اتنی بات پہ ہین اب اڑے ہوے

مین نے زبان سے جو لیا نام تو ہے کا
بیٹھے بٹھائے آپ بگڑ کیون کھڑے ہوے

گر وہ مسیح گورِ غریبان پہ قُم کہے
مُردے کبھی بُو اُٹھین لحد مین گڑے ہوے

کیا موسمِ خزان ہی یہ گلچین کہ مثلِ خس
طائر ہین آشیانون مین ہجین ٹھرے ہوے

کیسی اوداسی باغ مین دیکھو خزان سے ہی
ہین جتنے نخل سب کے ہین پتے جھڑے ہوے

جھو کا ہوا کا تیز جو گلشن مین چل گیا
کانٹون سے گل چمن کے ہین زخمی پڑے ہوے

درگاہِ کبریا مین تجمل بصد نیاز
ہین مانگتے مراد مؤدب کھڑے ہوے
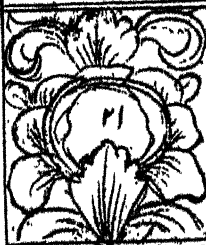
فصل گل آتے ہی ہم سوئے بیابان نکلے
دستِ وحشت سے کیے چاک گریبان نکلے

چرخ پر چاند وہ کوٹھے پہ زہے شانِ خدا
آج کی رات تو دو مین مہِ تابان نکلے

قبر سے حشر کے دن کچھ نہ عجب جان ہے
گریہ عاشق ترا با دیدہ گریان نکلے

جانتا ہی جو غضب ہی ترے دیوانون مین
سامنا کرنے کو کیا شیر نیستان نکلے

بندہ لیجا کے مجھے اِک بت کافر کا کیا
حضرت دل ہی مرے دشمن ایمان نکلے

تیغ ابرو سے بس اب کر دے مرے سر کو قلم
دل سے ارمانِ شہادت کا مری جان نکلے

نہین نقصانِ ضعیفی کی تلافی ممکن
حسن جا کر نہ پھر اگر کے نہ دندان نکلے

محفلِ یار مین آمد جو رقیبون کی ہوئی
دل سنبھالے ہوے ہم کیسے پشیمان نکلے

نعشِ عاشق کی صدا تھی کہ درِ جانان سے
نکلے تو ساتھ لیے حسرت و ارمان نکلے

فاتحہ پڑھنے کا ہی قصد کہ پامالی کا
آج کیون آپ سوے گورِ غریبان نکلے

جب تلک زندہ رہے پانون نہ باہر رکھا
تیرے کوچے سے جو نکلے بھی تو بیجان نکلے

عمر ساری تو یون ہی عسر و حرمان مین کٹی
عیش و عشرت کے کبھی ہاے نہ ارمان نکلے

اے صنم چشمِ حقیقت سے جو دیکھا ہمنے
ذرّے کوچے کے ترے مہرِ درخشان نکلے

یار کے غمزہ و انداز و ادا نے مارا
یہی دو تین مری جان کے خواہان نکلے

کیا شبِ ہجر چمکتے ہین مرے داغِ جگر
بیفروغ انکے مقابل مین چراغان نکلے

نہین اعلیٰ کو کبھی پیش روی ادنیٰ عیب
آگے روباہ کے کب شیر نیستان نکلے

اشکِ خون دیکھ کے یہ جوہری غم نے کہا
معدنِ چشم سے کیا لعلِ بدخشان نکلے

آدمیون سے جنون مین یہ ہمین نفرت تھی
بستیان چھوڑ کے ہم سوے بیابان نکلے

آمد اس سروِ سہی کی جو سنی گلشن مین
چھپ کے قمری سے ہر اک سروِ گلستان نکلے

عندلیبون کا جو صیاد کرے سر بھی قلم
دل سے ممکن نہین جو شوقِ گلستان نکلے

باغبان نے جو نہین سیر کی رخصت دی ہے
باغ سے کیسے تجمل ہین پریشان نکلے

اُس رشکِ پری کی جو طلبگار ہین ہم بھی
دیوانہ نہ سمجھو ہمین ہشیار ہین ہم بھی

ہین صید پہ بھولے ہوے سنقار ہین ہم بھی
کیا تیرِ کماندار کے سوفار ہین ہم بھی

گو شعر کی حاجت نہین پر خلق ہے مشتاق
سچ ہے کہ عجب طرح کے بیکار ہین ہم بھی

الفت نے کیا ہے ہمین مشہورِ زمانہ
لاکھون مین ہزارون مین نمودار ہین ہم بھی

دیکھے جو ترا حسن تو بولی یہ زلیخا — یوسف کی قسم اسکے خریدار ہین ہم بھی

پروانہ فقط شمع پہ ہوتا نہین سوزان — دو حکم تو جل جانے پہ تیار ہین ہم بھی

پاؤگے وفادار نہ ہمسا کوئی عاشق — سمجھو تو عنایت کے سزاوار ہین ہم بھی

چھوڑیگا نہ طاقت تری آنکھون کا تصور — بیمارونسے صحبت ہی تو بیمار ہین ہم بھی

مین روکے جو دو دن ابھی اپنی کبھی نسبت — وہ ہنسکے کہین برق شرربار ہین ہم بھی

دیکھے جو تجھے بول اٹھے روح سکندر — حیران ترے ای آئینہ رخسار ہین ہم بھی

امد کے سجدے مین لیا نام بتون کا — جنت کے جہنم کے سزاوار ہین ہم بھی

ہین زخم بدن پر جو بہت تیغ جفا کے — چھڑکو نمک اسپر کہ نمکخوار ہین ہم بھی

پوشیدہ کرو جسے نہ یون چاہ ذقن کو — تشنہ دہن شربت دیدار ہین ہم بھی

تجھے کو کین و قیس اگر دشت و جبل مین — آوارہ ہر کوچہ و بازار ہین ہم بھی

زاہد کے جو کہتے سے کرین بھول کے توبہ — ساقی ترے البتہ گنہگار ہین ہم بھی

چھانے ہین بہت عالمِ وحشت مین بیابان
کچھ شک نہین آندھی دمِ رفتار ہین ہم بھی

مجنون نہین لیلی کے تعشق مین دین جان
ہو جنس جو اچھی تو خریدار ہین ہم بھی

ہو عرش پہ کیونکر نہ دماغ اپنا تجمل
خاکِ قدمِ حیدرِ کرار ہین ہم بھی

کیون نہ دیوانگیِ عشق کرے شاد مجھے
مل گیا آپ سا معشوق پریزاد مجھے

فاتحہ پڑھکے تو کرتا تھا کبھی شاد مجھے
آشنا مرنے پہ بھی اک دن نہ کیا یاد مجھے

فرقتِ یار مین یان سر ہے وبالِ گردن
ڈھونڈھتا پھرتا ہون ملتا نہین جلاد مجھے

طوقِ منت کا ہے اُس سرو سہی نے پہنا
بیڑیان کیون نہین پہناتا ہے حداد مجھے

وہی نالون مین دلِ یار کو مین نرم کرون
ضعف دے اب بھی اگر رخصتِ فریاد مجھے

بال و پر نوچ کے کرتا ہے قفس مین کیون بند
عین احسان ہے کرے ذبح جو صیاد مجھے

تلخیِ ہجر کا خوگر مین ہوا ہون ایسا
شربتِ وصل تھا کیسا یہ نہین یاد مجھے

شمع تک دی مری قبر پہ لیکن تمنے
جھوٹون اک اشک بہاکر نہ کیا شاد مجھے

ہمصفیران چمن سے ہی ملاقات کا شوق
فصل گل آئی رہا کر کہین صیاد مجھے

نامہ بر دنے کے مرا خط یہ زبانی کہنا
بھولتی آپ کی اک دم بھی نہین یاد مجھے

یار آیا ہی تو اے موت ٹھہر جا دم بھر
غم فرقت کی بیان کرنے دے روداد مجھے

بیڑیان توڑ رہا ہون کہ بہار آئی ہی
دست وحشت تری درکار ہی امداد مجھے

ہجر مین اس گل رعنا کے گیا جب سوے باغ
شکل سولی کی دکھلانے لگا شمشاد مجھے

ایسا مشتاق شہادت کا ہون مین اے قاتل
سر کے بھل آؤن ابھی تو جو کرے یاد مجھے

آئی ہچکی بھی نہ غربت مین تجمل مجکو
کبھی بھولے سے بھی اس نے نہ کیا یاد مجھے

تم پہ روشن ہی وہ سب جو کچھ ہمارے دل مین ہی
ہی زبان پر وہ ہماری جو تمھارے دل مین ہی

ایک مدت تک جنون صحرا نوردی کر چکے
لیچل اب تو ہمکو دریا کے کنارے دل مین ہی

تیری باتین اُلٹی سیدھی آجتک ہمنے سنین
ہم بھی ہو جائین کسی دن کبابِ رے دل مین ہی

ای جنون گنیئے وو دن فرقت کا گھبراؤ نہ تم
رات آئی ہی گِنینگے اب ستارے دل مین ہی

(۲۸۱) چاہتی ہو اہِ تجمل پہ نکل سکتی نہین (۱۲)
کس بلا مین یار کی الفت ہمارے دل مین ہی

سختیان لاکھ سہین ایک تباہی کیسی
دشتِ غربت مین جنون ہمنے نباہی کیسی

لب جدا ہو کے جدائی کی خبر دیتے ہین
آتی ہی وصل کی شب ہمکو جماہی کیسی

ساحلِ امن تلک لیگئے حیدر ورنہ
کشتیِ نوح پہ آئی تھی تباہی کیسی

اب تو عاشق ہو سنبھالا کوئی دم کا مہمان
نزع کے وقت مین یہ تیز نگاہی کیسی

دے رہا ہی جو شہادت خطِ رخسار کالی
محضرِ حسن پہ یہ ایک گواہی کیسی

چھوڑ کر زہد کو جب بت کے پرستار بنے
اسکو نفرت ہوئی ہی ہم سے الٰہی کیسی

خاک مین ملتے ہین جب مرکے سلاطینِ جہان
پھر کہان تخت تھی اور ہی شاہی کیسی

جوش سودا ہی نمایان مرے رنگ خون سے
تیری تلوار مین آئی ہی سیاہی کیسی

کیا ہین بانہی پہ یہ حلقہ کیے بیٹھے کالے
گرد کانون کے ہی گیسو کی سیاہی کیسی

قیس کہتا تھا نہ کچھ قافلے والو پوچھو
گھر چھٹا یار چھٹا آئی تباہی کیسی

رات دن زلف ترے رخ پہ پڑی رہتی ہی
غالب آئی ہی سفیدی پہ سیاہی کیسی

شکر خالق کا تجمل کرے کس منھ سے ادا
آگئی دل مین ہی اب یادِ الٰہی کیسی

کر چلے چاک گریبان کو تو دامن کیا ہی
دشتِ وحشت جو سلامت ہی تو الجھن کیا ہی

خوش بیانی تری سن سن کے چمن مین اے گل
عندلیبون کی زبان لال ہی سوسن کیا ہی

یہ تو فرمائیے سارے ہین کیون شرماتے
آج بازو پہ بندھا آپ کے جوشن کیا ہی

کیا مرے یار نے ہی شمع جلائی آکر
اے فرشتو مری مرقد پہ یہ روشن کیا ہی

کثرتِ داغ یہان اور وہان قلتِ گل
سامنے اِس دلِ پُر داغ کے گلشن کیا ہی

کوچۂ یار مین پھر چلتے ہین گھبرائے بہت
دمبدم اہ دل رنجور یہ دھڑکن کیا ہی

وعظ اور پند و نصائح سے نہین باز آتا
کوچۂ عشق کا یہ شیخ بھی رہزن کیا ہی

چین لینے نہین دیتا جو مجھے دل میرا
پہلوے خستہ مین یہ جان کا دشمن کیا ہی

دونو آنکھین جو لحد مین بھی ہماری ہین وا
شوق دیدار صنم کا پس مردن کیا ہی

آگے ابرو کے حقیقت نہین کچھ خنجر کی
سامنے زلف کے اڑتی ہوئی ناگن کیا ہی

سارے معشوقون کے عشاق ترے عاشق ہین
سب حسینون سے نرالا ترا جوبن کیا ہی
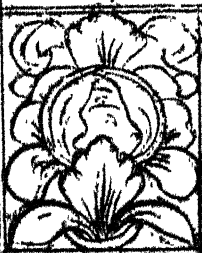
روز محشر سے تجمل نہ ذرا خائف ہو
وان علیؑ ہونگے مددیر تجھے الجھن کیا ہی

ہزار شکر کہ بوس و کنار ہونے لگے
بسر خوشی سے یہ لیل و نہار ہونے لگے

گئے بہار کے دن اب خزان کی فصل آئی
ہین جتنے نخل وہ بے برگ و بار ہونے لگے

غضب ہی ذرے زمین کے بھی دشت غربت مین
ہمارے پانوُن مین چبھنے کو خار ہونے لگے

بچھائین راہ مین آنکھون کی پتلیان ہمنے
سمندِ ناز پہ جب وہ سوار ہونے لگے

تھی ایک کی بھی نہ امید اب ہی شکرِ خدا
کہ اُنسے وصل کے وعدے ہزار ہونے لگے

چلینگے کوچۂ جانان مین شام ہونے دو
ابھی سے حضرتِ دل بیقرار ہونے لگے

نگاہِ لطف سے دیکھا جو غیر کو اُسنے
ہزار تیر مرے دل کے پار ہونے لگے

تجمل اب تو کئی دن سے آپکے آگے
یہ کہیے کسلیے بے اعتبار ہونے لگے

بھری ہی جو دل مین عداوت کسی کی
ترے دل مین کیا آئے الفت کسی کی

گیا ہاتھ خالی سکندر جہان سے
نہین ساتھ جاتی ہی دولت کسی کی

وہ نکلے ہین خنجر لیے صبحدم سے
ضرور آج آئیگی شامت کسی کی

عجب رنگ ہی چرخِ نیلوفری کا
نہین دیکھ سکتا ہی راحت کسی کی

مرے دل سے ہارے ہین عالم کے ناصح
یہ سنتا نہین ہی نصیحت کسی کی

لحد مین سواے علی ای تجمل
نہین کام آئیگی الفت کسی کی

دل کا سینے مین دُکھانا کوئی تمسے پوچھے ‏— یار عاشق کا ستانا کوئی تمسے پوچھے

آنکھ دربردہ لڑانا کوئی تمسے سیکھے ‏— کھل کے گھر غیر کے جانا کوئی تمسے سیکھے

اپنی زلفون کو بناتے ہین حسین سب ناگن ‏— کاٹنا اِنکو سکھانا کوئی تمسے سیکھے

پائچون کا بصد انداز و ادا و غمزہ ‏— دم رفتار اُٹھانا کوئی تمسے سیکھے

دیکھکر کتنے ہین گلشن مین جوانان چمن ‏— گل و بلبل کا لڑانا کوئی تمسے سیکھے

پہلے الفت کا شب و روز بڑھانا اتنی ‏— دفعتہً اُسکا گھٹانا کوئی تمسے سیکھے

بزم مین ذکر پہ الطاف و کرم کے فوراً ‏— بے طرح غصے مین آنا کوئی تمسے سیکھے

بیٹھے آرام سے سینے مین تجھے ای حضرت دل ‏— گھر مین آفت کا مچانا کوئی تمسے سیکھے

عاشقون سے تو تنفر ہے مگر غیرون کو ‏— خفیہ تحریر لکھانا کوئی تمسے سیکھے

چشم آہو سے جو دے آنکھ کو نسبت اسکو
دمبدم آنکھ دکھانا کوئی تمسے سیکھے

ابر کب چہرۂ خورشید سے یون ہٹتا ہے
پردہ عارض سے اُٹھانا کوئی تمسے سیکھے

وصل کی رات یہ کہکر کہ ہے دل مین تری یاد
رنج فرقت کا بھلانا کوئی تمسے سیکھے

صفت نقش قدم خاک نشین کو اپنے
مثل آندھی کے مٹانا کوئی تمسے سیکھے

زلف کے پیچ ہین یا چاہ زنخدان ہے جگہ
دل کے رکھنے کا ٹھکانا کوئی تمسے سیکھے

گفتگو سب کی یہ ہر دم ہے تجمل کے ساتھ
گردن عجز جھکانا کوئی تمسے سیکھے

لاکھون ہین پاس ترے آگ لگانے والے
ہاے باقی نہین دنیا مین بجھانے والے

راز کچھ قدرت خالق کا نہین کھلتا ہے
کسلیے آئے ہین کیون جاتے ہین جانے والے

بعد مرنے کے تو عدون پہ نہ ٹالین للہ
آئین وہ ہین جو مرے قبر پہ آنے والے

خاک ہونے کو بنایا تھا ہمین بتلادے
ای مرے اس تن خاکی کے بنانے والے

دل صد چاک دیا ہمنے جو شانے کے عوض
نہ بگڑ ای مری زلفون کے بنانے والے

ایک مدت سے مری خاک لحد ہی مشتاق
ادھر آ ناز سے دامن کے اٹھانے والے

اہ کبھی کھینچ کے تلوار کو مقتل کی طرف
سیکڑون جمع ہین گردن کے کٹانے والے

دل نالان مرا تکبیر کی دیتا ہی صدا
سن تو ای دیر کے ناقوس بجانے والے

تجھسا ہوگا نہ زمانے مین کوئی شوخ مزاج
چٹکیون پر مجھے ہر وقت اڑانے والے

طرف طائر دل بھی کوئی ناوک ہو روان
نہ اسے چھوڑ نشانے کے اڑانے والے

غیر سے میرے جنازے پہ وہ فرماتے ہین
لاش کو ہمتو نہین ہاتھ لگانے والے

دشمنی اچھی ہی اس الفت دو روزہ سے
کیون بڑھاتے ہین محبت کو گھٹانے والے

خضر و الیاس ترے کوچے مین کب آتے ہین
راستہ دور ہی سے ہین وہ بتانے والے

واعظو جبہ و دستار سنبھالو ہم ہین
دھجیان دامن محشر کی اڑانے والے

حق تعالی تجھے تا حشر سلامت رکھے
اہ مرے خانۂ ویران کے بسانے والے

روز محشر کی تجمل نہین پروا رکھتا
ہین علی نار جہنم سے بچانے والے

شب وصال وہ آکر جو بےحجاب ہوے
دل رقیب کو کیا کیا نہ اضطراب ہوے

مرے سوال کا اغیار بزم جانان مین
جواب دے نہ سکے ایسے لاجواب ہوے

نقاب رخ سے اٹھا کر وہ آے محفل مین
حیا ذرا نہ رہی خوب بےحجاب ہوے

حساب انکا تو ہرگز مین دے نہین سکتا
گناہ مجھسے الٰہی ہین بےحساب ہوے

یہ شوق بیعت دست سبو تھا پیر مغان
مرید آکے ترے طفل و شیخ و شاب ہوے

خدا کوئی نہ پھنسے آکے دام الفت مین
ہزارون مر گئے لاکھون کے گھر خراب ہوے

ازل کے روز قضا و قدر کی آنکھون مین
حضور سارے حسینون مین انتخاب ہوے

ہریہ سبھی پاس ترا اثم کہ پیش خدا
گناہ عشق سے ہم داخل ثواب ہوے

نقاب تونے تو الٹی مگر یہ کج تھا بخت
ہمارے واسطے گیسو ترے نقاب ہوے

تمھارے گیسوؤں نے ابروؤں نے قہر کیا
وہ میری جان کے جنجال یہ عذاب ہوے

طلب ہماری ہوئی اب خیال ہین بدلے
ہزار شکر کہ سچے ہمارے خواب ہوے

جو مہر و ماہ کو تھی آرزوے پابوسی
تمھارے ابلق چالاک کے رکاب ہوے

پلائی ہاتھ سے اسنے جو مے رقیبون کو
حسد کی آگ پہ جل بھن کے ہم کباب ہوے

گرا پسینہ جو گرمی سے روے گلرو کا
چمن مین تر عرق شرم سے گلاب ہوے

دلایا غیر نے غصہ جو کان بھر بھر کر
حضور ہم پہ برس پڑنے مین سحاب ہوے

دل حزین نے تو کام اپنا کر لیا شب وصل
ادھر سے کیا کہون جو کچھ کہ پیچ و تاب ہوے

مزا ملیگا بھلا دل جلون کو کیا زاہد
نہ ساتھ جب مئے کوثر کے کچھ کباب ہوے

ارادہ کوے صنم مین کیا جو جانے کا
رقیب بن کے فرشتے بھی سد باب ہوے

وہ روز دیکھتے ہین روز بھول جاتے ہین
نظر مین یار کے ہم کیا ہوے کہ خواب ہوے

چھپایا ابر کے پردے مین ماہ نے چہرہ
وہ شب کو بام پہ اپنے جو بے نقاب ہوے

ہمارا غم ہی ہمیشہ سے ایک حالت پر
ہزار طرح کے عالم مین انقلاب ہوے

بتا دے بہر خدا مجھسے ماجرا یہ تو
رقیب کیون یہ ترے پاس باریاب ہوے

مئے طہور ملی اُنکو جو کہ تھے مینوش
شراب پی نہ جنھون نے وہی خراب ہوے

گرا جو ہاتھ سے جام شراب محفل مین
خطا یہ آپ ہی ہم اپنی آب آب ہوے

کیا ہی ہمپہ یہ احسان غم جدائی مین
کہ زار ہوکے کرکا ترے جواب ہوے

تجمل امت احمد مین فخر کیون نکرین
ازل سے ہم بھی غلام ابو تراب ہوے

۲۲۲ — ۱۰

اب تو ہم بیقدر ایسے دلربا ہونے لگے
ایک بوسہ مانگنے پر تم خفا ہونے لگے

کیا ہوئی شرم وحیا وہ پردہ داری آپ کی
سامنے غیرون کے اب تو برملا ہونے لگے

اب تو وہ گلرو ہوا ہی بعد مدت ہم بغل
بیوفاؤن سے بھی ظاہر با وفا ہونے لگے

سیکھلی اُس بیوفا سے بیوفائی کی روش
حضرت دل تم بھی پہلو سے جدا ہونے لگے

صاف ہو جائے یہ جھگڑا ایکدسے ہین گر جلد
روبرو پیرِ مغان کے فیصلا ہونے لگے

کیا ہوئی تقصیر مجھسے صاف یہ فرمایئے
بیخطا مجھپر یہ کیون جور و جفا ہونے لگے

ہر طرح سے ہمکو ہین وہ رند مشرب جانتے
شیخ ہون اگر ہمارے رہنما ہونے لگے

اے طبیبو تمسے یہ آزار جانے کا نہین
وہ مسیحا گر معالج ہو شفا ہونے لگے

کچھ ہماری بات کا ہان ہون ہی دیجے جواب
اِس دلِ بیتاب کو بھی آسرا ہونے لگے

۲۸۹

یا الٰہی تیرے در پہ ہر یہ حاضر دیر سے
اب نذیر اِس تجمل کی دعا ہونے لگے

۱۱

بے سبب تم ایسے روٹھے ہم مناتے رہگئے
پھر ہنسی آئی نہ تمکو ہم ہنساتے رہگئے

فصلِ گل آئی گئی بھی پر نہ پائی مخلصی
قید مین حسرت سے طائر غل مچاتے رہگئے

پاسبانو نے درِ جانان نہ کھولا خوف سے
رات بھر زنجیرِ در ہم کھڑکھڑاتے رہگئے

وصل کی امید تھی کیا ہوگئی جلدی سحر
پائون کی ہم رات بھر مہندی چھڑاتے رہگئے

دیکھکر مجنون کو دونا ہو گیا اپنا جنون
پھاڑ کر ٹکڑے قبا کے ہم اُڑاتے رہ گئے

چھوڑ کر پہلو کو جا کے زلف جانان مین پھنسے
طائر دل تمکو اتبک ہم بلاتے رہ گئے

ہو گئے ناخوش سحر گئے کروٹ نہ لی میری طرف
تا سحر آنکھون سے ہم آنسو بہاتے رہ گئے

وا دریغ قسمت ہوئی وصلت نہ جانان کی نصیب
دمبدم لخت جگر فرقت مین کھاتے رہ گئے

صورت سایہ نہ سر کے پاس سے دم بھر کبھی
ہم بلاے زلف سے پیچھا چھڑاتے رہ گئے

کس طرح فصل بہاری مین جنون کے ہاتھ سے
ٹکڑے دامان و گریبان کے اُڑاتے رہ گئے

۲۹۰

اُسنے غیرون سے نہین چھوڑی ہی اتبک رسم وراہ
ہم تجمل کس طرح اُسکو سکھاتے رہ گئے

۱۰

ہم تمھین جان گئے تم ہمین پہچان گئے
قبر مین ساتھ لیے وصل کا ارمان گئے

باغ مین آئے تو قسمت سے خزان آ پہونچی
دل کے بہلانے کو آئے تھے پریشان گئے

بار گردن سے تو اک دم مین سبکدوش کیا
تیغ قاتل کا لیے سر پہ ہم احسان گئے

مثل دارا و سکندر کے سلاطین جہان
کیسے دنیا سے لیے دل مین سب ارمان گئے

حسن بے مثل یہ بخشا ہے خدا نے تمکو
لاکھون یوسف سے حسین ہونے کو قربان گئے

دیکھ لینا کسی دن ہم بھی خدا کے آگے
تیری فرقت کا لیے ہاتھ مین فرمان گئے

اس زمین پہ تو بتا کیون نہین پھر کر آئے
آجتک گھر مین ترے جتنے ہین مہمان گئے

آج رخسارون کو گیسو سے چھپائے کیون ہو
ہین نشان لب سوکن ہم جان گئے جان گئے

کسطرح رندون نے کچھ انکو سنائین باتین
شیخ میخانے مین آئے تو پشیمان گئے

۲۹۱

مہربان ہوکے جو وہ شوخ **تجمل** سے ملا
بزم سے جتنے تھے اغیار پشیمان سے گئے

۱۷

میری الفت اگر نہین نہ سہی
تیرے دل پر اثر نہین نہ سہی

عشق مین تیرے ہمتو مرتے ہین
تجھکو اسکی خبر نہین نہ سہی

جلوہ افگن ہے داغ تو شب ہجر
ماہ روشن اگر نہین نہ سہی

یاد ہم اُسکو دل مین کرتے ہین
وان تک اپنا گذر نہین نہ سہی

وہ ہمارے ہین ہم ہین اُنکے دوست
غیر اپنے اگر نہین نہ سہی

میرے کہنے پہ کیون بگڑتے ہو
غیر سے گر حذر نہین نہ سہی

رخِ مہرو کی چاندنی پھیلی
آسمان پر قمر نہین نہ سہی

ہم کو کافی ہر اپنی بے ہنری
اور کوئی ہنر نہین نہ سہی

راہِ الفت مین پائون رکھتے ہین
دل و جان و جگر نہین نہ سہی

دوست تو مجھکو دوست رکھتے ہین
دلِ دشمن مین گھر نہین نہ سہی

حشر مین ایک دن ملوگے ضرور
وصل گر عمر بھر نہین نہ سہی

تن پہ کملی ہر بوریا بستر
ہین گدا کروفر نہین نہ سہی

تجھکو جور و جفا سے ای ظالم
کچھ خدا کا خطر نہین نہ سہی

ہم کو کافی ترا ہی سیبِ ذقن
باغ مین گر ثمر نہین نہ سہی

ہمتو رو رو کے جان دیتے ہین
آپ کو کچھ خبر نہین نہ سہی

قمریو دیکھو قد جانان
سرو کا گر شجر نہین نہ سہی
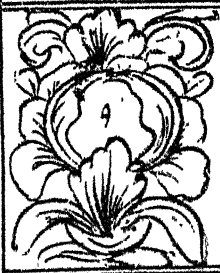
ہم بغل یار ہو تجمل سے
اور دولت اگر نہین نہ سہی

۲۹۲ ۹
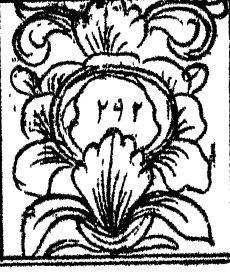
رات دن ہو دل کو اپنے بیقراری ہاے ہاے
چشم گریان سے ہین ہر دم اشک جاری ہاے ہاے

عندلیبون کو بس اب صیاد ظالم چھوڑ دے
گلشنون مین آئی ہو فصل بہاری ہاے ہاے

دیکھکر زخم بدن کو میرے بولا بخیہ گر
غیر ممکن ہو گئی ہو بخیہ کاری ہاے ہاے

جستجوے قیس مین کس طرح دیکھو بے حجاب

آج ناقے پہ ہی لیلی بے عماری ہاے ہاے

آپ کیا دشمن ہوے دشمن ہوا سارا جہان

اب کوئی کرتا نہین ہی غمگساری ہاے ہاے

ہین جو عاشق روز اُٹھاتے ہین وہ تیری بزم مین

ذلتون پر ذلتین خواری پہ خواری ہاے ہاے

آمدِ خط ہی رخِ جانان پہ گھبراتا ہی دل

حُسنِ خوبان کو نہین ہی پائداری ہاے ہاے

عشق کے ہاتھون سے ہم تو دربدر رسوا ہوے

کیا غضب ہی آپ کی یہ پردہ داری ہاے ہاے

اب تجمل تم بھی ڈھونڈھو چل کے کوئی خوبرو

دیکھ لی اُس بیوفا کی دوستداری ہاے ہاے

کہان بگڑ کے چلے ہو ذرا سنو تو سہی
تباؤ ہمسے ہوئی کیا خطا سنو تو سہی

جو حال غیر پہ تم لطف کرتے جاتے ہو
جفا پہ ہمنے اُٹھائی جفا سنو تو سہی

ہمارے خون سے کیا کچھ سوا ہی اسکا رنگ
لگاے ہاتھ مین کیون ہی حنا سنو تو سہی

تمھارا وصف سنائینگے کان اِدھر لاؤ
کہینگے حال نہ اپنا ذرا سنو تو سہی

سوالِ وصل نہ اب پھر زبان سے نکلیگا
بس ایک بوسہ ہی دیدو ذرا سنو تو سہی

مسیحِ چرخ یہ رشکِ مسیح سے بولے
نہین جواب تمھارا ذرا سنو تو سہی

شبِ وصال یہی کیون اِس قدر رہی شرم و حیا
نگاہ چار کرو اک ذرا سنو تو سہی

یہ التجاے تجمل ہی ترکِ ظالم سے
ذرا ہمارا دلی مدعا سنو تو سہی

ساقیا مجھکو کی آرزو نہ گئی
دخترِ رز کی جستجو نہ گئی

رات بھر وصل کے مزے لوٹے
پھر بھی بوسے کی آرزو نہ گئی

طائرِ روح کر گیا پرواز
بارِ خنجر کی تا گلو نہ گئی

کوے قاتل سے مر کے نکلے ہم
شکرِ خالق ہے آبرو نہ گئی

لاکھ زاہد نے مجھکو سمجھایا
بُت پرستی کی دل سے خو نہ گئی

کیا سبب آج ہو گیا بلبل
گل و گلزار تک جو تو نہ گئی

۲۹۵

لاکھ شانہ کیا تجمل نے
کجیِ زلفِ مشکبو نہ گئی

پرستش جا کے جو کرتا ہے تو سو بار پتھر کی
بتا اے برہمن غرت پڑی زنار پتھر کی

گلی ہے قصرِ تن پہلے ہی لازم اُسکی مضبوطی
بناتے ہو عبث اے منعمو دیوار پتھر کی

پرستش کے لیے دیر و حرم میں تو نہیں ملتا
بنائینگے تری تصویر ہم ناچار پتھر کی

ہماری سخت جانی سے نہو گی وہ کبھی عاری
حقیقت کیا سمجھتی ہے تری تلوار پتھر کی

نزاکت سے ہیں وہ نبی اُنکی سختی دیکھو کمرے میں
ہیں وہ شیشے کی تصویریں اگر تو چار پتھر کی

کبھی ہونگے نہ بت گویا عبث باتین بناتا ہی | سنی ہی کب کسی نے برہمن گفتار پتھر کی

تجمل کر عبادت تو خدا کی رات دن اپنے
نہین کرتے پرستش جو کہ ہین ہشیار پتھر کی

۲۹۶ — ۱۶
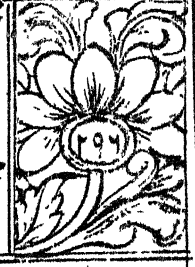
اے مست ہی کچھ عاشقِ بیدل کی خبر بھی | غیرون سے فراغت ہو تو اک جام ادھر بھی
مرنے سے بھلا کوئی ہی بیخوف و خطر بھی | جو زندہ ہی درپیش اُسے ہی یہ سفر بھی
اے گل ابھی پڑتے ہین یہان جان کے لالے | دل پاس ترے جا چکا جاتا ہی جگر بھی
لکھنے کو ہین ہم اُس شہ خوبان کا سراپا | اللہ کہین ڈھونڈھے سے ملجائے کمر بھی
اے خنجرِ نہ اُس بت کی جدائی مین رُلا تو | پتھرا گئے ہین اب تو مرے دیدۂ تر بھی
گھٹتی ہی نہین ہی شبِ تاریکِ جدائی | اے مرغ سحر بول کہ ہو جائے سحر بھی
انسان کرین کیون نہ جوانی پہ تکبر | آغاز مین دیکھو تو اکڑتے ہین شجر بھی
جب سے ترے گیسو مین ہی کاشانہ بنایا | اب طائرِ دل کو تو نہین یاد ہی گھر بھی

قسمت سے صنم اپنی ترے نقش قدم کو
کھوتی ہی صبا سجدے سے محروم ہی سر بھی

ہی کون سے مجرم پہ قاتل کی چڑھائی
تلوار بھی ہی ہاتھہ مین باندھی ہی سپر بھی

کیون چلنے سے اُس شوخ کے رستہ نہو روشن
پازیب کے ہین گھنگرو دون مین شمس و قمر بھی

میخانے مین اب کُھل کے جو ہم آنے لگے ہین
ہندون کی طرح کچھہ نہین اللہ کا ڈر بھی

راحت سے بسر کرنی جو ہوتی اُسے منظور
کیا قیس بناتا کہین رہنے کو نہ گھر بھی

اُس زلف مین آیا جو نظر رخ تو مین سمجھا
ہی جلوہ نما شام کے پردے مین سحر بھی

یہ سرو سہی قمریو بے پہل ہی تمھارا
رکھتا ہی مرا سرو خرامان تو ثمر بھی
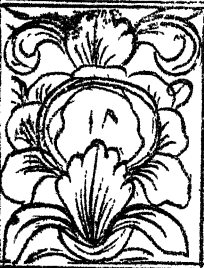
۲۹۷ صدقے ہین ہم ہیر کے تحمل کی دُعا ہین ۱۸
جلدی سے خدایا کہین پیدا ہو اثر بھی

جاتے ہین بت کے پاس لئے ارمان نئے نئے
کافر نے ہزارون مسلمان نئے نئے

طفلی مین دیکھتے تھے دبستان نئے نئے
پیری مین چل کے دیکھین بیابان نئے نئے

وہ بت ہوا ہی جب سے کسی شیخ کا مرید
پیش نظر ہین اپنے مسلمان نئے نئے

ٹکڑے مرے جگر کے جو دیکھے تو بولے وہ
آئے کہان سے لعل بدخشان نئے نئے

چہرون پہ کر بتون کے نظر تکیدے ہین آ
ای شیخ دیکھتے ہون جو قرآن نئے نئے

وحشت زدہ یہ عشق بھی کیا ہی بڑی بلا
کرتا ہی گھر ہزارون یہ ویران نئے نئے

راضی کسے کسے کرون دیدیکے رشوتین
اس آستان پہ اتے ہین دربان نئے نئے

شوخی ہماری دست جنون کی تو دیکھیے
کرتا ہی چاک روز گریبان نئے نئے

حسن و جمال گر کہین اس بت کا دیکھ لین
زنار پہنین لاکھون مسلمان نئے نئے

گرتی زمین پہ چھٹ کے ہی افشان جو مانگ سے
تارے پہ تارے ہوتے ہین تابان نئے نئے

مہمانسرا غمون سے کہون کیونکہ دل کو مین
ہر روز اسمین آتے ہین مہمان نئے نئے

کیا جانے کیا ہوا ہی ترے ہجر مین مرض
آتے طبیب ہین پی درمان نئے نئے

دل مین جگر مین داغ جو پڑتے ہین ہجر کے
سینہ بنا رہا ہی گلستان نئے نئے

جب سے ہوا ہی عشق کسی بت کے زلف کا
ہین خواب دیکھتا ہون پریشان نئے نئے

ہوتا ہی جب گذر طرف کوے دلربا
جاتے ہین لیکے ساتھ ہم ارمان نئے نئے

حیرانہ کسطرح سے مین سمجھون نہ مانے کو
رنگ اسکے دیکھتا ہون مین ہر آن نئے نئے

حیران ہوتے ہوتے جو زندہ جناب نوح
یہ چشم ترا ٹھاتی ہی طوفان نئے نئے

جب سے خبر طلب کی تجمل نے ہی سنی
دل کر رہا ہی وصل کے سامان نئے نئے

غزل فارسی

اے نور چشم مصطفے اے نور عین مرتضا
اے صاحب تاج و لوا اے بادشاہ کربلا

اے معدن جود و سخا اے نبع فیض و عطا
جا ئی تو بر عرش علی اے واقف سر خدا

من چشم در راہ توام مشتاق درگاہ توام
اطلب مرا اطلب مرا بہر خدا بہر خدا

در کربلا کل سطح خاک از فیض نعمت گشت پاک
از جرم عصیان مرضتا بد مرض اینجا شفا

ای سید والا گهر عکس رخت شمس و قمر | از نور دندان جلوه گر اختر ببالای سما

از پرتو مهر جبین پر نور افلاک و زمین | از نگهت گیسوی تو گشته خجل مشک خطا

ای ماه برج خسروی فرض ست بر ما پیروی | ای تابع حکمت هوا ذره نمی جنبد ز جا

ای مدحت بر انس و جان واجب شده در دو جهان | هر دم باوج آسمان روح القدس نحو ثنا

ای غنچهٔ باغ جنان چون عندلیبان قدسیان | نغمه سرا در مدح تو در مدح تو نغمه سرا

طاقت نمی بندد قلم وصفت چه سان سازد رقم | ای سید والا همم وصفت نماید کبریا

اسم تو بالای زبان لذت ده روح روان | یاد تو هان لکام جان مرهم دل مجروح را

ای بادشاه دو جهان زینت ده کون و مکان | اوصاف همت را شها در بیت میسازم ادا

از حرف حا حمد احد وز میم عیان سر صمد | از حرف یا یاد خدا از حرف نون نور خدا

ای قامت رعنای تو وی عارض زیبای تو | شمشاد گلزار جنان گلدستهٔ شان خدا

حسن جهان را زیور گم کرده ره را رهبری | جان و دلم بر تو فدا جان و دلم بر تو فدا

افتادہ ام در کوی تو در اشتیاقِ روی تو
دیدار خود بنما مرا دیدار خود بنما مرا

دارم ز تو چشمِ کرم من از خطا شرمندہ ام
عذرم بر پیشِ خدا بخشد گناہِ این گدا

ای برجِ شرف لختِ دلِ شاہِ نجف
ای دینِ حق را پیشوا ای نائب خیر الورا

بر درگہت روح الامین با صد ادب سر بر زمین
ای نورِ پاکِ تو جدا کے از خدا و مصطفا

۲۹۹ — ۹

دارد تجمل آرزو در حشر باشد سرخرو
بہرِ خدا بر حال او افگن نظر روزِ جزا

خوش قامتِ رعنائے تو ـ من عاشقِ شیدای تو
گل چہرۂ زیبائے تو ـ من عاشقِ شیدائے تو
دندان ولب لعل و گہر ـ خجلت دہِ شمس و قمر
زلفت عنبر سائے تو ـ من عاشقِ شیدائے تو
ہر لحظہ در دل یادِ تو ـ امید بر امداد تو

تاج ست نقشِ پاے تو - من عاشقِ شیداے تو

دیدار خود نما مرا - بہر خدا با صد ادا

ہر مقصدم برراے تو - من عاشقِ شیداے تو

یادِ تو ہر دم در دلم - از تیغ نازت بسملم

شان خدا اعضاے تو - من عاشقِ شیداے تو

وابستۂ زلفت ختن - دندانِ تو درِ عدن

در دیدۂ من جاے تو - من عاشقِ شیداے تو

ہر آرزوے خاطرم - بر آر از جود و کرم

سر می نہم بر پاے تو - من عاشقِ شیداے تو

اے تاجِ فرقِ خسروی - کے مہربان بر من شوی

عرشِ معلی جاے تو - من عاشقِ شیداے تو

بر دار از رخ پردہ را - بینید تجمل جلوہ را
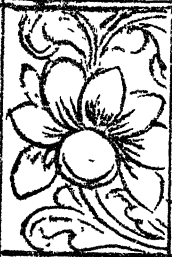
چشم و دلم جویاے تو - من عاشق شیداے تو

مخمس بر غزل مولوی غلام امام شہید

شاداب ہین سب وادی و صحراے مدینہ
سب دیکھتے ہین آکے تماشاے مدینہ
فردوس برین ہو گئی ہر جاے مدینہ
جب سے ہوا وہ گل چمن آراے مدینہ
جبریل بنا بلبل شیداے مدینہ
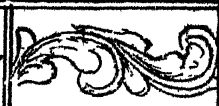
ہر غیرت گلزار جنان جاے مدینہ
جلدی سے خدایا مجھے دکھلاے مدینہ
دل سے یہ نکلتی ہر صداہاے مدینہ
سینہ ہر مرا رشک صحراے مدینہ
دل ہر جرس محمل لیلاے مدینہ
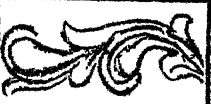
عالم مین ہر کون احمد مختار سے بہتر
بتلاؤ بنی کون ہر اللہ کا دلبر
فرض انکی اطاعت ہر ہر اک جن و بشر پر
کیا شان خدائی ہر کہ ہر تا دم محشر

مسجودِ ملک روضۂ مولاے مدینہ

واللہ عجب قبۂ انور کی جھلک ہی	پر نور اسی سے یہ جہان آج تلک ہی
دربانی در فخر جن وانس وملک ہی	شمسی کی جھلک دیکھ کے خورشیدِ فلک ہی

جاروب کشِ ساحتِ زیباے مدینہ

تعظیم سے چلتے ہین عوض پانؤن کے سر ہی	حاضر یہ تصدق کے لیے جان و جگر ہی
دیکھیگا وہ کیا جسکو نہین نورِ بصر ہی	وان کی در و دیوار مرے پیش نظر ہی

اندھیر ہو گر آنکھ سے چھپ جاے مدینہ

چہرہ بھی رہے شاد تو دل بھی رہے خرم	چھڑکاو کرین اشکون کے ہم قطرون سے پیہم
احقر ہین ملے گر یہ شرف تو ہون معظم	مژگان سے کرین راہ کی جاروب کشی ہم

سو کوس سے گر ہم کو نظر آے مدینہ

قندیل ہین یہ شمع نہین جو رہی نہان	ہر شب ہی منور شبِ دیجور ہی نہان

اس جا کی ہر اک کاہ مین اک نور ہی پنہان
ہر سنگ مین وان کے شرر طور ہی پنہان

ہر خشت کو کہیے ید بیضاے مدینہ

ہر ذرہ کو خورشید بنا دیتے ہین اب تک
قطرہ کو وہ گوہر کے جلا دیتے ہین اب تک

مشتاق کو وہ آب بقا دیتے ہین اب تک
تو مردۂ صد سالہ جلا دیتے ہین اب تک

اک آن مین دربان مسیحاے مدینہ

کیا تاب ہی خورشید مین دیکھے جو جھلک کو
کیا سامنے وہ کھول سکے اپنی پلک کو

بے اذن اجازت نہین آنے کی ملک کو
بوسے کی تمنا ہی جو میناے فلک کو

جھکتا ہی سوے گنبد خضراے مدینہ

بیکار سکندر رہا ظلمت مین پریشان
دھوکے مین پڑا کہنے سے آخر تھا وہ انسان

ہو جان محبون کی فدا روح ہو قربان
ہر چاہ سے جاری ہی وہان چشمۂ حیوان

پیاسون کے لیے خضر ہی سقاے مدینہ

هر دم هی گنه ایک خطا ایک هی هر آن — بخشش کا نظر مین نهین کچه خاک بهی سامان

کهتا هی تجمل یهی با دیدهٔ گریان — آتا هون بڑی دور سے آلودهٔ عصیان

مولی مجهے مت کیجیو رسواے مدینه
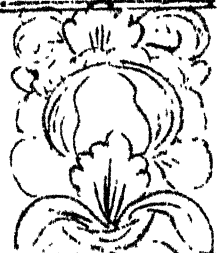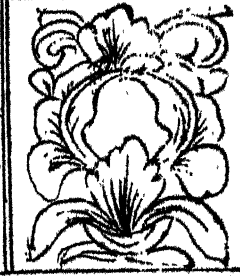
ترجیع بند فارسی در مدح جناب امیر علیه السلام

السلام ای مفتی احکام دین
السلام ای حاکم چرخ و زمین

السلام اے قاضیِ شرع مبین
السلام اے راز احمد را امین

السلام اے دست رب العالمین
السلام ای جاے تو عرشِ برین

السلام ای قدسیان سر بر زمین
نورت آدم را بود نور جبین

السلام اے سایہ ات مہرِ مبین — قطرہ از فیضِ تو شد دُرِّ ثمین

السلام اے دست رب العالمین
السلام اے جای تو عرشِ برین

پاسبانِ درگہت روح الامین — زیرِ پایت آسمان سودہ جبین
تابعِ فرمانِ تو مہرِ مبین — میدہد ہر شب خبر نزدت زمین

السلام اے دست رب العالمین
السلام اے جای تو عرش برین

السلام ای مالکِ لوح و قلم — السلام ای داروی ہر درد و غم
السلام اے خسروِ عالی ہمم — السلام اے صاحبِ تیغ دودم

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای نورِ ایمان را چراغ
السلام ای حضرتِ عالی دماغ

السلام ای بوی خُلقت زنگِ باغ
السلام ای تشنگیِ دل را فراغ

السلام ای دستِ ربُّ العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای تاج بخشِ خسروان
السلام ای ہادیِ ہر کاروان

السلام ای باعثِ کون و مکان
السلام ای مالکِ باغِ جنان

السلام ای دستِ ربّ العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای بابِ علمِ مصطفٰے
السلام ای سرورِ ہر دو سرا

السلام ای دینِ حق را پیشوا
السلام ای چشمۂ جود و سخا

السلام ای دستِ ربّ العالمین

السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای فاتحِ بدر و حنین
السلام اے آفتابِ مشرقین

السلام اے طاعتِ تو فرضِ عین
السلام ای صابرِ رنجِ حسین
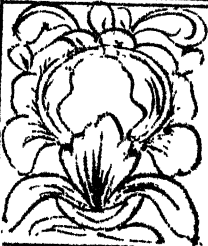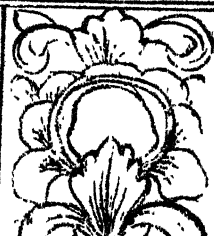
السلام ای دست رب العالمین
السلام اے جای تو عرشِ برین

السلام ای مالکِ خلد و جحیم
السلام ای قاسمِ قصر و نعیم

السلام ای رزقِ جان ہا را قسیم
السلام ای فخرِ عیسیٰ و کلیم

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای مالکِ تیغ و لوا
السلام ای خلق را مشکلکشا

سلام اے پیشوا ای انبیا
السلام ای وصفِ ذاتت لافتا

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای زورِ بازوے نبیؐ
السلام ای واقفِ سرِ خفی

السلام ای ہادی دین را وصی
السلام ای شرح دین احمدی

السلام اے دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام اے صاحب دلدل سوار
السلام ای قدرتِ پروردگار

السلام ای افتخارِ ذوالفقار
السلام ای دین حق را شہریار

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای فخر فخرِ انبیا
السلام ای تاجِ فرقِ اولیا

السلام ای وصفِ ذاتت اِنما | السلام اے کشتۂ راہِ خدا

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای زیرِ پایت چشم ما | جسم و جانِ مومنان بر تو فدا
السلام ای فخرِ عمران مرتضیٰ | السلام ای نفسِ پاکِ مصطفیٰ

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای لامکان شد جای تو | سکۂ مہرِ نبوت پاے تو
السلام ای کعبہ شد ماواے تو | السلام ای حکم حق براے تو

السلام ای دستِ رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای جامع قرآن توئی
السلام ای معنیِ فرقان توئی
السلام ای هادی ایمان توئی
السلام ای حجتِ یزدان توئی

السلام ای دستِ رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای زوربخشِ ناتوان
السلام ای دستگیرِ بیکسان
السلام ای بادشاهِ دوجهان
رازِ خالق جمله شد بر تو عیان

السلام ای دستِ رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای تاجدارِ انما
السلام ای مهرِ چرخِ قل کفا
السلام ای وصفِ تو در هل اتا
مسند آرای سریرِ لافتا

السلام ای دستِ رب العالمین

السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای نائبِ خیر الوریٰ | نام حیدر داشتہ مادر ترا
السلام ای بت شکن شیرِ خدا | در حرم دوشِ پیمبر زیر پا

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای ماہ را طلعت توئے | آسمان را باعثِ رفعت توئے
السلام ای خازنِ جنت توئی | مومنان را آیۂ رحمت توئے

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای مبتدا و منتہے | جاے تو بہتر زجاے مصطفےٰ
السلام ای پایہ ات داند خدا | شد بزارشادت حق از باطل جدا

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جاے تو عرش برین

السلام اے کشتیم را نا خدا
السلام ای نورِ تو نورِ خدا

وادی از طوفان رہائی نوح را
دادہ آئینہ دین را جلا

السلام ای دستِ رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای دستگیرِ مومنان
السلام این گشتہ بر ہر کس عیان

بر درِ تو سنگِ اسود آستان
خفتہ بر بسترِ احمد نہان

السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای شد ز حکمت کوہ زر
شد ز فرمانت صدف پر از گہر

السلام ای زیرپایت بُد ظفر
ساختی دروازهٔ خیبر سپر
السلام ای دستِ رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین
السلام ای صاحبِ عصمت توئی
دینِ حق را باعثِ عصمت توئی
السلام ای خاتم الطاعت توئی
مجرمانِ دہر را رحمت توئے
السلام ای دستِ رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین
روز محشر روبروے دادگر
نیست بی حُبِّ تو انسان را گذر
یافت از نامِ تو عزت بوالبشر
سوخت از قہرِ تو شیطان را جگر
السلام ای دست رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای نامت آمد در اذان
نامِ تو نامِ خدا شد بیگمان

مومنان از رحمتِ تو در امان
شاد گردانی دلم را ہر زمان
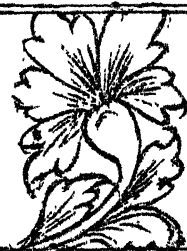
السلام ای دستِ ربّ العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای قاب توسینت مقام
اشہبِ ایام را حکمت لجام

ساختی در جنگِ خیبر چون قیام
بے ظفر تیغت نہ رفت اندر نیام

السلام ای دستِ ربّ العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای دو جہان را کارساز
سر نہادم بر درت باصد نیاز
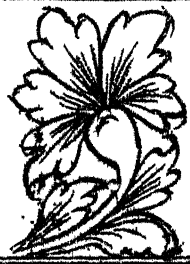
نام تو در دست ہر دم در نماز
از برای حق مرا کن سرفراز

السلام ای دستِ ربّ العالمین

السلام ای جای تو عرشِ برین

السلام ای وارثِ خیر الانام
شاد گردانی دلِ ناشاد کام

بر زبان دارد تجمل این کلام
از خدا بر تو درود از من سلام

السلام ای دستِ رب العالمین
السلام ای جای تو عرشِ برین

منقبت بزبان اُردو

یا علی یا ایلیا یا مرتضا
ای نبی کے بعد دین کے پیشوا

آپ ہین ہر ایک کے حاجت روا
گھیرے ہین مجھکو غم و درد و بلا

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوا اے انبیا زوجِ بتول

ہر زمانہ در پئے رنج و بلا
فکر ہین ہر جان میری مبتلا

آپ ہی کی یاد ہر صبح و مسا | جان و دل دونوں ہیں حضرت پر فدا
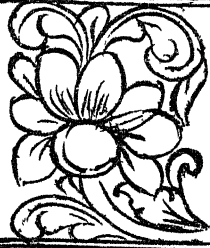
اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول
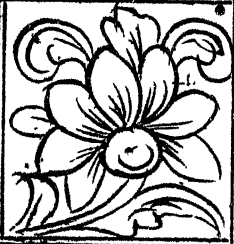
روز و شب رہتا ہے دل میرا ملول | ہر دراز ہی رنج کو اور غم کو طول
حکم دیجیے ہو دعا میری قبول | مطلب دل میرے ہو جائیں حصول

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

آپ پہونچے نوح کی امداد کو | سن لیا سلمان کی فریاد کو
حضرتِ یونس کی پہونچے داد کو | شاد کیجیے اِس دلِ ناشاد کو

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

ہل اتیٰ آیا تمہاری شان مین
لا فتیٰ کی تھی صدا ہر کان مین

کی مدد داؤد کی اک آن مین
مدح خوان خالق ہوا قرآن مین

اب مدد کیجیے مری بہر رسول
پیشوائے انبیا زوج بتول

آپ کی خاطر سے ای حق کے ولی
آسمان پر مہر کو رجعت ہوئی

آپ کو حق نے ہے وہ توقیر دی
جس سے مستحکم ہوا دینِ نبی

اب مدد کیجیے مری بہر رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

آپ کی کعبہ مین پیدائش ہوئی
مہد مین اژدر کو چیرا یا علی

آپ کی تیغِ دودم کیا چلی
خوب خیبر کی لڑائی فتح کی

اب مدد کیجیے مری بہر رسول

پیشواے انبیا زوجِ بتول

ہر زبان زد قصۂ بیر العلم
لائے ایمان پڑھ کے کلمہ دمبدم

کیا بنی جان پر چلی تیغِ دو دم
ہو شجاعت آپ کی کس سے رقم

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

آپ کی اللہ رے شانِ حیدری
جس گھڑی سائل کو دی انگشتری

جسکے قائل دل سے ہین دیو پری
تھی مسلمانون سے سب مسجد بھری

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

مقصدِ دل آپ پر ظاہر ہین سب
ہند مین رہنے سے گھبراتا ہون اب
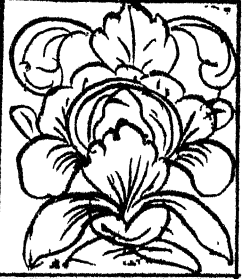
ایک دم مجکو نہین عیش و طرب
کیجیے سوے نجف جلدی طلب

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول
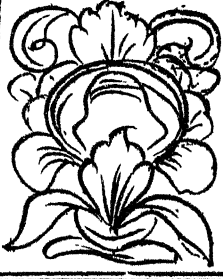
اے شہنشاہِ نجف عالی ہمم
سیدِ کونین خورشیدِ حشم

ہون گرفتارِ غم و درد و الم
کیجیے جلد آکے مجھپر اب کرم

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

آپ کے خادم کا خادم ہون علی
سب گناہون سے ہین نادم ہون علی

آپ کے در کا ملازم ہون علی
مدحت والا کا ناظم ہون علی

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

کیا خلیل اللہ سے احسان کیا
ہر شرر رشکِ گلِ فردوس تھا

دیکھکر نمرود حیران رہگیا | یہ بھی اک تھا معجزہ صلِّ علیٰ
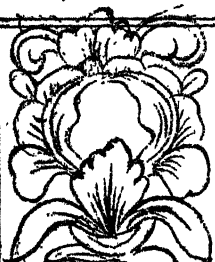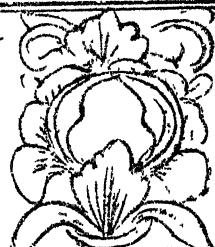
اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

کیا دکھایا معجزہ داؤد کا | موم سخت آہن کو اکدم مین کیا
آپ کے دستِ مبارک کا عصا | حکم سے دم مین بنا تھا اژدہا

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول

اسمِ اعظم آپ ہی کا نام ہی | ایک عالم تابعِ احکام ہی
آپ کا مشکلکشائی کام ہی | آپ کا بندہ یہ کیون ناکام ہی

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشواے انبیا زوجِ بتول
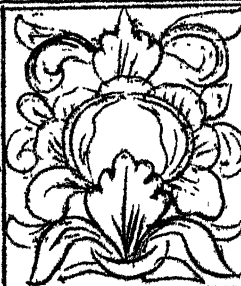
آپ ہی ہیں مالکِ خلد و جحیم
آپ ہی ہیں قصرِ جنت کے قسیم
آپ ہی ہر اک مرض کے ہیں حکیم
آپ ہیں علم لدنی کے علیم

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول
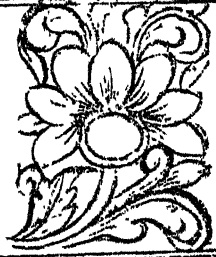
نوربخشِ مہر انور آپ ہیں
فی الحقیقت دین کے رہبر آپ ہیں
مالکِ فردوس و کوثر آپ ہیں
خاتمِ دستِ پیمبر آپ ہیں

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

قاسمِ تسنیم و کوثر مرتضےٰ
مفتیِ ہر چار دفتر مرتضےٰ
فاتح صفین و خیبر مرتضےٰ
قاسمِ رزقِ مقدر مرتضےٰ

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول

پیشوائے انبیا زوجِ بتول

از پئے روحِ پیمبر یا علیؑ
از پئے خاتون محشر یا علی
از پئے شبیر و شبّر یا علی
از پئے سلمان و قنبر یا علی

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول
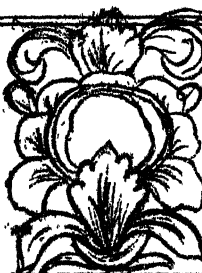
آپ کو گیارہ اماموں کی قسم
آپ کو ہر اپنے ناموں کی قسم
کربلا کے تشنہ کاموں کی قسم
آپ کو اپنے غلاموں کی قسم

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

جلد اب کیجیے شہِ مردان مدد
اب کیجیے ای ضیغمِ یزدان مدد
کیجیے ای عیسیِ دوران مدد
ای چراغِ کعبۂ ایمان مدد
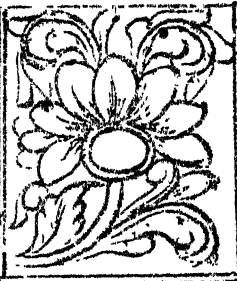
اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

ہو تجمل نام میرا ہون فدا
کسلیے ہون آپ کے در سے جدا
اب طلب کیجیے مجھے بہرِ خدا
کیجیے حل مشکلین مشکلکشا

اب مدد کیجیے مری بہرِ رسول
پیشوائے انبیا زوجِ بتول

رباعیات

یہ سلسلہ مخفی نہین ہو سب پہ جلی
واقف اِس سے تھا ہر نبی و ولی
اللہ کے بعد ہین محمد جس طرح
ہین بعد محمد کے اسی طرح علی

ولہ

ہو عیش کہ غم عمر یہ کٹ جاتی ہو
غفلت کی صفت سب کے لیے ذاتی ہو

عالم میں تحمل یہ مثل ہی مشہور
سُولی پہ بھی انسان کو نیند آتی ہی

ولہ

ہمت پہ سخاوت پہ کمر کو کس لے
اک ہاتھ سے دے دوسرے مین واپس لے
بخشش سے سوا نفع کسی شی مین نہین
غافل اک اک کے عوض دس دس لے

ولہ

دنیا سے فراق مین گذرنا بہتر
ہستی سے سفر عدم کا کرنا بہتر
آفت یہ پڑے خضر پہ تو وہ بھی کہین
اس جینے سے لاکھ درجہ مرنا بہتر

ولہ

چمکے جو وہ تیغ سیکڑون کے سر لے
عشاق کے خون سے پیٹ اپنا بھر لے
تنہا مرے کہنے پہ نہین کچھ موقوف
جسکا جی چاہے امتحان وہ کر لے

ولہ

محشر کا دن ایک روز آئیگا ضرور
نیکی جو کریگا اجر پائیگا ضرور

ہر چند ہی دن قیام تیرا غافل
دنیا مین جو آیا ہی تو جائیگا ضرور

ولہ

کہتے نہین کچھ زبان سے ہین جو عاقل
یہ بات وہی کرتے ہین جو ہین جاہل

بیجا اعمال نیک پر ہی یہ غرور
نیکی نہ بدل جائے بدی سے غافل

ولہ

راحت کچھ تو عدم مین یہ پاتی ہی
ساری خلقت جو اُس طرف جاتی ہی

ہر چند کیا غور تحمل ہمنے
یہ بات سمجھ مین نہین کچھ آتی ہی

ولہ

معشوق کے ناز کو جفا کہتے ہین
قاتل غمزے کو بیحیا کہتے ہین

ناواقفِ عشق بھی عجب ہین ناسمجھ
اتنا نہین جانتے کہ کیا کہتے ہین

ولہ

اُس شوخ کو گھر میں مرے لایا نہ گیا — معشوق کو عاشق سے ملایا نہ گیا
گیا قائل شورِ نالہ ہوں میں اُس سے — بختِ خفتہ مرا جگایا نہ گیا

قطعۂ اسمِ تاریخی دیوان از نتائجِ افکارِ مصنف

شکر صد شکر کہ دیوان مرا ختم ہوا — مجتمع ہو گئے چھپنے کے سبھی سازساماں
جب سنِ طبع کی کچھ فکر تحمل کو ہوئی — دی صدا ہاتفِ غیبی نے کہ مرغوبِ جہاں
۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ مصنف بزبان فارسی

بہ امدادِ سلطان بدر و حنین — شدہ طبعِ دیوان بصد زیب و زین
شدہ سالِ طبعش چنیں حسبِ حال — بجا شادمان شد تحمل حسین
۱۳۰۶ھ

قطعاتِ تواریخ تصنیفاتِ احباب

قطعۂ تاریخ از نتائجِ افکارِ جناب اکمل الکملاء فخر الشعراء

مرحمت الدوله بهار الملک سید محمد غضنفر علی خان صاحب بهادر صولت جنگ المتخلص حلیم ابن اکبر جناب تدبیر الدوله منشی سید مظفر علی خان صاحب اسیر لکهنوی مرحوم و مغفور.

ای خوشا دیوانِ اول کوست لاثانی پُر — هر چه گویم در صفات و مدحتش باشد روا

در فصاحت در بلاغت لاجواب و بی‌نظیر — معنیش بر لفظ و لفظش هست بر معنی فدا

مطلع او مقطعِ خوبی و حسن و نازکی — مقطع او مطلع خورشیدِ عشق کبریا

بر مجازِ او حقیقت در حقیقت عاشق است — ذره اش در غیرت اندازد گردون مهر را

کی رسد تا آسمانِ معنی او مرغ فهم — از تعلی زمینِ شعر پست اوجِ سما

فهم ناقص را کند کامل فصاحت آنقدر — هست در راهِ بلاغت نارسا ذهنِ رسا

با تجمل خان شود گر متصل بعدِ حسین — یابد از نامِ مصنف زیبِ درجِ گوشها

صیت فضلش با دل مشتاق کاری میکند — آنکه با آهن کند اندر جهان آهن ربا

دارد از عزت فزاے درسخن سویم رجوع	ورنہ سلطانِ معانی راچہ حاجت باگدا
بہرِ سالِ طبع چون ہاتف مرا درفکر دید	گفت کن تحسین و شاباش آفرین و مرحبا

۱۸۹۰ء

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار وحید عصر فرید دہر جناب افضل الدولہ مظفر الملک سید محمد افضل علی خان صاحب بہادر شوکت جنگ المتخلص بہ افضل ابن اصغر ملک الشعراء جناب بدیر الدولہ منشی سید مظفر علی خان بہادر اسیر مرحوم و مغفور استاد الاستاد مصنف دیوان

گل یہ دیوان ہے اسمین کچھ نہین شک	اور دیوان ہین صورتِ خاشاک
بامِ معنی بلند ہے ایسا	پہونچے جس تک نہ طائرِ ادراک
ہر زمین شعر کی ہے یہ بے عیب	ہو بجا گر کہون ہین خاکِ پاک
جو کہے اِس کلام کو مٹی	مین کہون اُس سے تیرے منہ مین خاک

کیا معانی کے رنگ کا ہو بیان
شوخ الفاظ بندشین چالاک

اسمین مضمونِ غیر کیا آتا
عین دریا مین بھی ہی سنگ ناپاک

کیون عدو دیکھکر نہون بسمل
ہی جو مصرع وہ خنجرِ سفاک

کیون نہو یہ کلام ہی اسکا
ذہن جسکا ہی علم مین درّاک

کہی تاریخ طبع افضل نے
عاشقانہ کلام حیرت ناک

۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ تصنیف جناب والاحشم عالی ہمم نواب محمد یوسف حسین خان صاحب بہادر تخلص یوسف شاگرد رشید حضرت امیر مرحوم

طرفہ دیوان کہا تجمل نے
جسکی خوبی تلک نہ پہونچے وہم

کہی تاریخ طبع یوسف نے
سخن انتخابِ صاحب فہم

۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از فکر شاعر شیرین زبان یکتاے جہان

جناب نواب حامد حسین خان صاحب بہادر سب جج لکھیم پور شاگرد رشید حضرت اسیر مرحوم نبیرۂ جناب نواب امین الدولہ بہادر وزیر اعظم ملک اودھ مرحوم

ہر کہ دیدہ رخِ مرغوب جہان را یکبار	دخترِ ناز و نیاز از رہِ الفت گفتا
باغبانِ دلِ حامد پئے سال طبعش	ثمرِ نورسِ نیرنگِ محبت گفتا
	۱۸ ۹ ۰ ع

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب والاشان عالی خاندان نواب قاسم علی خان صاحب قاسم صاحبزادۂ جناب نواب امیر محل صاحبہ شاگرد حضرت حکیم

این مطلع اعظم دیوان تجمل دلکش ست	باکمالِ حسن و خوبی در جہان مشہور باد
چون تفحص کرد قاسم سال طبعش را سروش	گفت زین دیوانِ محلِ حشیم بدبین دور باد

قطعۂ تاریخ تصنیف رئیس والاشان عالی دودمان جناب

محمد یوسف خان صاحب نبیرۂ جناب داروغہ عاشق علیخان بہادر مرحوم داروغۂ دیوان خانہ شاہی تخلص یوسف شاگرد حضرت حکیم

مرغوب جہان ہی طرفہ دیوان اسیر
ہین دل سے فریفتہ صغیر اور کبیر

بندش کی ثنا نہین زبان سے ممکن
ہر بیت ہی دام مرغ مضمون ہی اسیر

کلک یوسف نے یون لکھا طبع کا سال
آئینۂ رونماے خوبی ونغیر

۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب پنڈت راجہ رام صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر ضلع اوناو شاگرد حضرت حکیم

ہم پہ دیوان کے سننے سے یہ کھلا
ہی مصنف کو شاعری مین کمال

کیون زمانے کی ہو نظر نہ ادھر
دائرہ شعر کا ہر اک ہی ہلال

کہی تاریخ راجہ رام نے یہ
نیک بنیاد بوستان خیال

۱۰۹۰ھ

قطعہ تاریخ از فکر شاعر رنگین خیال باکمال جناب پنڈت شیونا تھ صاحب بہادر تحصیلدار اوناؤ متخلص بہ کیف شاگرد حضرت حکیم مدظلہ

زہے نظم رنگین کہ در باغ عالم	فصاحت گل حسن اوراست بلبل
چگونہ نگردد نظرست لطفش	کہ ہر دائرہ میدہد ساغر مل
مصنف بود اوستادی کہ کس را	بشاگردی او نباشد تامل
پئے سال طبعش رقم کیف کردہ	کلام تجمل سرود تجمل

۱۳۰۲ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ افکار جناب ناظم لاجواب ناثر انتخاب پنڈت رتن ناتھ صاحب متخلص بہ سرشار صاحب فسانہ آزاد شاگرد حضرت حکیم مدظلہ

کیا خوب یہ دیوان ہے سبحان اللہ	حل اس میں ہے ہر عقدۂ مالاینحل

سرشار نے سالِ طبع لکھا اِسطح	گلدستۂ تازۂ مضامین اول

قطعۂ تاریخ تصنیف شاعرِ نازک خیال رنگین مقال جناب مرزا رضاحسین صاحب رضاؔ شاگرد حضرت حکیم

۱۸۹۰ء

زہے خانِ والا تجمل حسین	کز وہست نام فصیح و بلیغ
شدہ بہرِ دیوان او سالِ طبع	براتِ کلام فصیح و بلیغ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب شیخ ریاست علی صاحب ریاست شاگرد حضرت حکیم

۱۸۹۰ء

شکر ست خدائے دو جہان را	کو صاحب نظم بے نظیر ست
شد طبع ز فضلش اندرین سال	دیوان کہ چو ماہ و خور منیر ست
گفتا تاریخ او ریاست	دیوان تجمل بصیر ست

قطعۂ تاریخ تصنیف شاعرِ رنگین مقال نازک خیال جناب

۱۳۰۷ھ

تسنیخ وزیر علی صاحب وزیر شاگرد حضرت حکیم

طرفہ کلامے شدہ مطبوع دہر
ہست بروِ نظم ثریا نثار

بندشِ او گشتہ ز جوشِ صفا
آئینۂ قدرتِ پروردگار

صفحہ بود خلد زبین السطور
کوثر و تسنیم درو آشکار

بنگرم از روے سواد وبیاض
صورتِ مجموعۂ لیل و نہار

چون نکتہ جانبِ او دل کہ ہست
نقطۂ او خالِ رخِ گلعذار

طبع وزیر از پئے ملبوس سال
عطرِ گلِ فکر تجمل بیار

قطعہ تاریخ تصنیف جناب شیخ نبیاد حسین صاحب ضبط شاگرد جناب حکیم

۱۳۰۷ھ

چھپا کیا خوب دیوان تجمل
کہ جسکے وصف مین قاصر ہی ہمت

ہین وہ خوش ذائقہ مضمون اُسکے
زبان کو جس سے ملتی ہی حلاوت

پڑھو گر وصف شعرِ پُر نمک کا
وہن بنجاے اک کانِ ملاحت

بلاغت وہ فصاحت جس پہ شیدا
فصاحت وہ فدا جس پر بلاغت

ہین روشن آئینہ کی طرح الفاظ
عیان معنی ہین اُسمین مثلِ صورت

لکھی یہ ضبط نے تاریخ اُسکی
نمایان ہر گلستانِ فصاحت
۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ ہجری طبع در صنعت توشیح مترشحۂ سیہ ابر زبانِ کلک نیسان رشک وگہر بار از اوج فکر شاعر عدیم المثال نازک خیال جناب حامد حسین خان صاحب متخلص بہ آرزو شاگرد حضرت حکیم

خوش آن کسیکہ بود فکرِ شاعری اورا
خوش آن کسیکہ دلش با سخن بباشد جفت

ہمان ز اہل جہان بعد مرگ سبقت برد
کہ در حیات خود از بہر نام چیزی گفت

یکی ز محنت و آلام نام پیدا کرد
دگر مدام بعیش و نشاط خورد و بخفت

کسے ز خلق نداند پسِ حمات او را | بسانِ جسم شود نام ہم بخاک نہفت

لبم چرا نشوند از وفورِ خندہ جدا | کہ غنچۂ دلِ من بعد مدتے بشگفت

اگر بہ خویش ببالم درین جہان زیباست | کہ بادِ عیش خسِ درد و رنج و غم را رُفت

مشامِ خاطرِ من تازہ و معطر شد | گلِ مراد ز بوے خوشی ست سفت بہ سفت

تمام گشت درین سال طرفہ دیوانی | کہ جبرئیل ز حیرت تبارک اللہ گفت

جہان مطیع شود حضرتِ مصنف را | لغز و دولت و جاہ و شکوہ باد جفت

مدام از دُرِ امید دامنش پُر باد | بسلکِ نظم چہا گوہرِ مضامین سفت

لطافتِ سخنِ او بہ رفعتے کہ زمین | ز بامِ چرخ صداہاے آفرین بشنفت

حیاے لیلیِ معنیش لائقِ دید است | کہ داشت حجلۂ لفظش ز دیدہا بہ نہفت

سپاس و شکر خداے جہان چرا نکنم | کہ گلستانِ امیدم چمن چمن بشگفت

یکی شب آرزو از بہرِ سالِ تاریخش | چنان بجہد فتادم کہ چشمِ فکر نخفت

نگہ فتاد جو بر حرف اول ہر شعر | زہے کلام تجمل حسین ہاتف گفت
۱۳۰۷ھ

ایضاً

عجب دیوان چھپا مدحت مین جسکی | زبان ہر اک مرا موے بدن ہے
کھلے ہین وہ گلِ مضمون رنگین | کہ جو صفحہ ہے وہ رشکِ چمن ہے
نہین ہین صفحۂ قرطاس پر خط | جبینِ حُسن پر گویا شکن ہے
ہے ہر اک لفظ کے پردے مین معنی | حجابِ شرم مین پنہان دُلھن ہے
گلِ مضمون کی جب سے کی ہے تعریف | برنگِ عطر دان میرا دہن ہے
اگر ہر دائرہ ہے چشمِ آہو | تو نقطہ نافۂ مشکِ ختن ہے
ہے جسمین عاشق و معشوق کا حال | وہ صفحہ مثنویِ نل دمن ہے
ہے جسمین وصلت دیدار کا حال | عجب دلچسپ وہ طرزِ سخن ہے
ہوا ہے یون ادا فرقت کا مضمون | جو ہر دم نوکنِ داغِ کہن ہے

نزاکت کا کیا ہی جس جگہ ذکر — دہان پہ خارِ رشکِ یاسمن ہی
صفا سے ہر اک مصرع کے ظاہر — لیے ہاتھون پہ آئینہ دُلھن ہی
قلم کا شعر لکھنے مین ہی یہ قول — خرام ناز کا مجھ مین چلن ہی
خطون کو دیکھکر کہتے ہین غواص — کہ اک دریاے خوبی موج زن ہی
مصنف کو کہون کیونکر نہ خلاق — معانی روح ہین ہر لفظ تن ہی
ثنا کی جیب سے اِس دیوان کی مینے — خوشی سے تنگ تن پہ پیرہن ہی
ہی باہر وصف تقریر و بیان سے — زبان قاصر ہی تو عاجز دہن ہی
لکھی یہ آرزو نے اسکی تاریخ — بہارِ جلوۂ رنگین سخن ہی

۱۳۰۷ھ

ایضاً

چھپا عجیب یہ دیوان کہ جسکے پڑھنے سے — خراب ذہن بھی ہو بگمان سلیم الطبع
مصنف اِسکے تجمل حسین خان ہین جنھین — بصدق کہتا ہی سارا جہان سلیم الطبع

سخن شناس و عقیل و فہیم و صاحبِ فکر　　بلیغ و افصح و شیرین زبان سلیم الطبع

ہین اُنکی مدح و ستایش مین یکقلم قاصر　　جہان کے اہل خرد نکتہ دان سلیم الطبع

ہنر خود اُنپہ فدا ہی وہ شعر مین بے عیب　　جہان مین تھے ہو ہین ایسے کہان سلیم الطبع

یہ آرزو نے لکھی اُسکے طبع کی تاریخ　　کلامِ شاعرِ رنگین بیان سلیم الطبع

۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف شاعر نکتہ سنج نکتہ دان جناب فدا حسین خانصاحب سعید شاگرد جناب حکیم

اہی خوشا دیوان کہ جسکی مدح مین　　درفشان ہر دم زبانِ کلک ہی

دل نہ کیونکر ہو خنک اُسکی ثنا　　گرمیِ بازار شانِ کلک ہی

سب سے بڑھکر وصف کے میدان مین　　سرفراز اسدم نشانِ کلک ہی

ہر طرف ہین پھول مدحت کے کھلے　　کیا شگفتہ گلستانِ کلک ہی

لکھے ہین اشعار کیسے صاف صاف　　خود فصاحت قدردانِ کلک ہی

کیون نہو افزون جہان مین اسکی قدر	اک زمانہ مدح خوانِ کلک ہی
کیا رقم ہو مجھسے دیوان کی صفت	مدح مین عاجز زبانِ کلک ہی
ای سعید ب لکھ تو یہ تاریخ طبع	نغمۂ بلبل بیانِ کلک ہی
	۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر جناب شیخ سعادت علی صاحب سعادت شاگرد حضرت حکیم

ای خوشا دیوان مرغوبِ جہان	جسکے سب مداح ہین بے قیل و قال
ہی مصنف اُسکا وہ شاعر جو ہی	بے عدیل و بے نظیر و بے مثال
خوش نوا و خوش زبان و خوش بیان	طوطی ہندوستان شیرین مقال
خود سخن کہتا ہی یہ سب سے کہ ہی	عالم امکان مین مثل اُنکا محال
نقص کا دھبہ لگاسے کوئی کیا	شاعری کے فن مین ہی اُنکو کمال
یہ سعادت نے کہی تاریخ طبع	ہی بہارِ دانشِ نازک خیال
	۱۲۹۷ف

قطعہ تاریخ تصنیف جناب محمد امین کربلائی صاحب در صنعت توشیح یعنی ہر مصرع اول کا حرف اول یکجا کرنے سے نام دیوان کا تاریخی پیدا ہوتا ہی

معنی صنعتِ توشیح بیان می سازم
رمز او بر ہمہ احباب عیان می سازم

رغبتِ بلبلِ دل شد کہ بایام بہار
رفتہ و نغمہ سرا ے بکند در گلزار

غنچہ و لالہ شود گل ز مسرت بفراغ
غمِ صرصر نخورد پاک کند دل از داغ

واکند بابِ چمن زود ز صیاد بگو
وارہاند ز قفس بلبلِ ناشاد بگو

بخیالیکہ ز دیوانِ مسمی مرغوب
بسرایم غزلی تازہ و نو خوش اسلوب

جامِ می پیرِ مغان دہ کہ شود غم خارج
جویم و چارہ کنم در سنِ ہجری رائج

ہمہ اسباب طرب پیرِ مغان نزدِ منہ
ہم ز ساز و ہمہ سامانِ جہان نزدِ منہ

از عنایاتِ صمد از کرم و فضلِ خدا
از مددگاری و از بخشش رب دو سرا ۱۳۱۰

نیر در فکر نبود دم کہ صبا داد نشان
تام دیوانِ تجمل شدہ مرغوب جہان
۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب محمد افضل صاحب اونامی ناظر شاگرد جناب رحمت الدولہ بہادر حکیم لکھنوی

مرغوب جہان کیون نہو مقبول زمانہ
گلدستۂ نیرنگِ گلستانِ سخن ہی

جو لفظ ہی وہ معدنِ یاقوت معانی
جو حرف ہی وہ لعلِ بدخشانِ سخن ہی

جو بحر ہی وہ رو کشِ سرچشمۂ حیوان
جو صفحہ ہی وہ مہرِ درخشانِ سخن ہی

دیوان جو مرقع ہی تو ہر شعر ترا اُسمین
ریحانِ سخن شانِ سخن جانِ سخن ہی

لازم ہی مصنف سے کہون ہو کے مخاطب
لاریب کہ تو عیسیِ دورانِ سخن ہی

سیراب ترے فیض سے ہی چشمۂ احسان
شاداب ترے دم سے خیابانِ سخن ہی

تو نثر مین سر دفترِ ارژنگ طرازان
تو نظم مین سرخیلِ نکویانِ سخن ہی

تیرا ہی قلم ابرِ گہربار بہاران
تیری ہی زبان خنجرِ برانِ سخن ہی

ہین اہل زمین گر ترے وابستۂ احکام
تو چرخ ترا تابع فرمانِ سخن ہی

تو فیض مین ہمثیل ہی انصاف مین یکتا
تو قیصرِ گفتار ہی خاقانِ سخن ہی

دعوی کرے کس منہ سے تری مدح و ثنا کا
ناظر کہ جو اک بے سر و سامانِ سخن ہی

لازم ہی کہ اب قطعۂ تاریخ کی ہو فکر
جو طولِ محل ہی نہین شایانِ سخن ہی

یہ مصرعِ نایاب ملا غیب سے ناگاہ
۱۳۰۷ھ
گنجینۂ معنی ہی بہارانِ سخن ہی

قطعۂ تاریخ از نتائج افکارِ جناب سید گدا حسین صاحب گدا رئیس بھدرسوئی

جلد آ ساقیِ گل پیرہن و غنچہ دہن
بیٹھ آغوش مین لا ساغرِ صہبائے کہن

غنچہ و گل تر و تازہ ہین بہار آئی ہی
فرطِ شادی سے ہین خندان گلِ نسرین و سمن

مہربان بادِ بہاری ہی یہ گلزارون پہ
حسن پہ اپنے ہین مغرور جوانانِ چمن

ہی عجب روح فزا سرِ گلِ رعنا کا جمال
قابلِ دید ہی خوبانِ چمن کا جوبن

رات بھر دولتِ شبنم جو ہوئی ہی غارت / موتیون سے ہی بھرا ہر گلِ تر کا دامن

عارضِ حور ہی رنگِ رخِ گل پر قربان / زلفِ لیلی سے ہی سنبل ہین سوا پیچ و شکن

جمع عاشق بھی ہین معشوقِ طرحدار بھی ہین / دشتِ فرخار پہ ہی صحنِ چمن چشمک زن

کسِ تکلف سے ہی آراستہ اک بزمِ طرب / جوشِ عشرت ہی فزون دل ہین نہین رنج و محن

زمزمہ سنجیِ مرغانِ چمن سے ہی عیان / آج عشرتکدہ عام ہی صحنِ گلشن

عاشقانہ وہ غزل گاتے ہین جسکو سنکر / در و دیوار کو ہو وجد بنے موم آہن

قدِ دلبر کی طرح شعر کے مصرع موزون / بیت موتی کی لڑی لفظ ہی لولوے عدن

بندشین چست مضامین نئے انداز درست / غش ہر اک شعر پہ ہون سنکے سخندان کہن

کیون نہ عمدہ ہو غزل یہ کہ ہی آس دیوان کی / جسکی توصیف مین قاصر ہین تمام اہل سخن

وہ مصنف ہی جو ہی گوہر دریاے کمال / مہر تابندۂ چرخِ ہنر و فن سخن

شاعرِ کامل و شیرین سخن و نکتہ شناس / سخن آرا و سخن سنج و سخندان زمن

صاحبِ منصبِ عالی گلِ گلزارِ کرم — ذی حشم ذی شرف پاک دل و نیک چلن

متصل لفظ تجمل سے جو ہو لفظ حسین — اسم اقدس کا ہوا اظہار بہ آئین حسن

ختم دیوان جو کیا شور ہوا تحسین کا — شاعروں کے ہوئے سن سنکے غزل بند دہن

فکرِ تاریخ مری طبع رسا کو جو ہوئی — دی صدا ہاتفِ غیبی نے بصوتِ حسین

وصف دیوان میں کہدا مصرع نایاب لکھو — بیت جو جو ہے وہ ہے حجلۂ لیلی سخن

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب شیخ الٰہی بخش صاحب اسسٹنٹ ۱۳۰۷ اسپتال فتحپور حقیر بزبان فارسی

کرد دیوان چو تجمل تصنیف — او کہ در نظم بود سیف زبان

باذل و ذی سخن و ذی عزت — شاعرِ شامخ و حاکم ہمہ دان

افسرِ عادل و انصاف پسند — باحیا باخرد و با ایمان

سلک گوہر چو در آورد بہ نظم — دلکش و ہر د فصاحت عنوان

فکرِ تاریخ نمودہ چو حقیر | ہاتفی گفت کہ مرغوب جہان ۱۳۰۶ھ

ایضاً زبان اُردو

کیا کہا حضرت تجمل نے | اُردو دیوان برنگِ سیر چمن
قابلِ مدح ہے کلام اُن کا | جسکی ہر نظم خوب مستحسن
درد آلود ہے ہر ایک غزل | ایک اک لفظ پر ہین سو جوبن
ہوئی تاریخ عیسوی کی جو فکر | کہ جہان مین ہے اب اِسی کا چلن
اپنے دل نے کہا یہ ہاتف نے | کیسا اچھا کھلا ہے باغ سخن ۱۸۸۹ع

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار جناب امیر الدین صاحب نجم

چہ دیوان لاجوابی کرد تصنیف | کہ ہر ہر شعر او مرغوب دلہا
تجمل کرد دیوان را چو تصنیف | شدہ نظمش بسا محبوب دلہا
سراپا علم و عالی فہم و دانا | مضامینِ خوشش مرغوب دلہا

کلیمِ وقت سبحانِ زمانہ | بلیغ و افصح و محبوب دلہا
چو شد مشہور این دیوانِ کامل | شدہ در عہدِ ما مطلوبِ دلہا
بیاضِ صفحہ اش الواحِ سیمین | خطوطِ جدولش مذہوب دلہا
بحقِ ذاتِ تو چیزے بگویم | کہ مستدعی شود مطلوب دلہا
احبا از حیاتت شاد باشند | شوند اعداے تو منکوب دلہا
خدایا در جہان باشی باقبال | کتابی تو بود محبوب دلہا
پئے تاریخ طبع ای نجم دین قطع | کہ شاید باشد این محبوب دلہا
چو کردم فکر از وجدانِ ناطق | بگفتا او بود مرغوب دلہا

۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب محمد عیسیٰ صاحب عاصی ولد مولوی محمد جعفر علی کسمنڈوی

خانِ والا شان امیرِ ذی وقار | ایسے ہمالی فہم عالم مین کہان

ہے کلام پاک کیا سحر آفرین | کیون نہو ہر بیت مرغوب جہان
عرش سے لائے مضامین بلند | ہر زمین شعر گویا آسمان
انکا دیوان اب مرتب ہوگیا | فیض لیگا اُس سے ہر پیر و جوان
مصرع تاریخ عاصی نے لکھا | ہے کلام شاعر شیرین زبان

۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب شیخ علی قدر صاحب شیدا
شاگرد جناب نواب یوسف حسین خانصاحب یوسف

زہے دیوان کہ اورا در فصاحت | عدیم المثل در امصار گفتم
زخوبی سیاہی و سفیدی | جواب زلف در وی یار گفتم
ندیدم چون نشان عیب ہا را | برنگ و بوگل بیخار گفتم
مصنف کرد چون این درفشانی | دلش را ابر گوہر بار گفتم
خیال آمد چو بہر سال شیدا | مجلد دفتر اشعار گفتم

۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ تصنیف جناب سید باقر حسین عرف اچھے صاحب شہرت شاگرد برادر زادہ جناب فصاحت صاحب

خوب دیوان تجمل کا چھپا
چار سو جسکا اک آوازہ ہی

فکرِ تاریخ ہر گراہی شہرت
لکھو یہ گلزار تر و تازہ ہی
۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ تصنیف جناب سید ہادی علی صاحب جلیل لکھنوی شاگرد جناب فصاحت صاحب

چہ خوش نظم فرمود دیوانِ خود
تجمل سخن سنج نازک خیال

بگو سالِ تاریخ فضلی جلیل
شدہ طبع این در جہان بیمثال
۱۲۹۷ ف

قطعہ تاریخ تصنیف خواجہ رزاق بخش صاحب حشمت شاگرد جناب فصاحت صاحب

جناب میر تجمل حسین اہلِ سخن
چہار سمت ہی جنکے کلام کا شہرا

کیا تھا جمع جو دیوان اب وہ چھپتا ہی	کمال شوق ہی اہلِ مذاق کو جسکا
جو معجمہ مین ہوئی فکر مجھکو اے حشمت	رقم ہو مصرعِ تاریخ طبع سب سے جدا
کہا یہ بلبلِ دل نے کہ لکھدو ہجری سال	ریاضِ فکرِ تجمل ہی تو پھلا پھولا

۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب حیدر مرزا صاحب فوق لکھنوی شاگرد جناب فصاحت صاحب

تجمل جو ہین شاعرِ صاحبِ جاہ	یہ نظم آنکی چھپی وہ بہت رنگین
حروفِ معجمہ مین عیسوی سال	لکھو فوق اے زہے باغِ مضامین

۱۸۸۹ء

قطعۂ تاریخ جناب شیخ امجد علی صاحب امجد شاگرد حضرتِ حکیم سلمہ اللہ الاحد

کہا ہی وہ دیوان کہ بے مثل ہی وہ	جہان کیون نہ راجع ہو سوے تجمل
ہر اک شعر ہی باغِ دیوان مین وہ گل	کہ رکھتا ہی جو رنگ و بوے تجمل

زہے فرق ہیں اسطور اور مصاریع
یہ سر درتجمل وہ جو ہے تجمل

لکھی تازہ تاریخ امجد نے اسکی
گل قیمتی آرزو ہے تجمل
۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ از طبع نقاد شاعر وقاد جناب شیخ محمد حسین صاحب التجا شاگرد جناب حکیم

عجب دیوان چھپوایا ہی کہکر خان الانی
کہ جسکو دیکھکر ہیں کند ذہن ناظرین بھی تیز

سفید ہی پر گمان چہرۂ معشوق ہی سب کو
سیاہی ہی برنگ گیسوے دلدار عنبر بیز

پڑھا جاتا ہی جب محفل میں ادنی شعر بھی اسکا
تو دب جاتا ہی تحسین کی صدا سے شور رستاخیز

رولاتے بھی ہیں لیکن گو ہنساتے بھی ہیں شعر انکے
کوئی مضمون نشاط انگیز ہی تو کوئی درد آمیز

لکھی تاریخ فرمائش سے کلک التجا نے یہ
تسلی دل مہجور دیوان نشاط انگیز
۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ از تراوش خامۂ ندرت رقم جناب مولوی الہی بخش صاحب مجروح شاگرد جناب حکیم

چون جناب تجمل خوشگو	کرد دیوان اولین ارشاد
حبذا و لفظ زیب دیوانے	که همه ناظراند از و دل شاد
گفت تاریخ طبع او مجد وج	سرمۂ چشم شاعرانِ بلاد

۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف افصح الفصحا ابلغ البلغا طوطی باغ ہندوستان اُستاد زمان شیرین زبان عالی خاندان جناب شیخ فدا علی صاحب عرف اچھے صاحب عیش شاگرد رشید جناب میر کلو صاحب عرش مرحوم

ہوا مطبوع دیوانِ تجمل	مثالِ حسن معشوقِ دل آرا
نہ کیون ہمشل ہو ہر شعرِ اسمین	مصنف ہے سخندانی مین یکتا
جو پوچھی طبع کی تاریخ اے عیش	کہا دل نے گلستان ہے سخن کا

۱۳۰۶ھ

ایضاً

چھپا کیا خوب دیوان تجمل
تعلی پر جو ہر فکرِ مصنف
رئیسِ خاندانے حاکمِ عہد
خلیق و باذل و اہلِ مروت
کیا تاریخ کو ارشاد مجھسے
لکھی ای عیش حسب الحکم تاریخ

سراپا رشکِ حسنِ مہوشان ہی
زمینِ شعر گویا آسمان ہی
تجمل نام سے اُنکے عیان ہی
جہان مین جوہر آنکا مدح خوان ہی
یہ اُنکی قدر دانی کا نشان ہی
کلامِ شاعرِ شیرین زبان ہی
۱۳۰۷ھ

ایضاً

چون تجمل حسین والاجاہ
حاکمِ کشورِ سخندانی
از پیِ طبع داد دیوان را
عیش تاریخ طبع بے سرجہد

سیدِ ذی شرف امیر و رئیس
حبذا حسنِ اوجِ فکر سلیس
گشت مطبوع و شد بطبع انیس
گفت نظم عجیب و پاک و نفیس
۱۳۰۷ھ

قصیدہ بطور تقریظ ریختہ کلک گہر سلک افصح الفصحا ابلغ البلغا نازک خیال عدیم المثال بلبل باغ سخندانی شمع شبستان سحر بیانی شوخ طبع مضامین نوآفرین جناب شیخ علی حزین صاحب حزین شاگرد ارشد حضرت اسیر مغفور در مدح امیر الامرا رئیس الرؤسا جلیل القدر وحید الدہر خلاصہ دودمان ریاست افتخار حکومت و جلالت حضرت سید تجمل حسین خان صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر مصنف دیوان اول ہذا خلد اللہ حشمتہ

ہوا جو فصل بہاری مین سوے باغ گذر
گلون کی سیر نے دل کو مرے کیا خوشتر

دکھا کے گریۂ شبنم مین دیکھتا ہون کیا
ہنسا رہی ہو گلون کو چمن مین بادسحر

ہر اک درخت کی شاخین ہین وہ تر و تازہ
کہ جنکے سایے سے ہو جا سبز خشک شجر

چمن مین پھول ہین ایسے کہ جنکے دیکھنے سے
شگفتہ ہو دل پژمردہ صورت گل تر

زبان خار سے بھی یا علی مدد نکلا　　گلون کے بار سے جھکنے لگی جو شاخ شجر

دلھن بنی ہوئی سر شرم سے جھکاتی ہے　　ہر ایک شاخ جو پھولون کا پہنے ہے زیور

کوئی سفید ہے گل باغ مین کوئی ہے سیاہ　　بقول روز و شب ابتر فدا ہین شام و سحر

حسد نہ کیون ہو گل اشرفی سے گردون کو　　کہ آفتاب کا سکہ ہے اُس سے ناقص تر

روش روش پہ صبا چل رہی ہے مستانہ　　پیے ہوے ہے جو بھر بھر کے پھول کا ساغر

بسی ہوئی ہے جو خوشبو سے ہر گلِ تر سے　　روش روش پہ صبا چل رہی ہے اترا کر

نہین ہین برگ گل تر پہ قطرۂ شبنم　　پڑے ہین کان مین لعلِ یمن کے یہ گوہر

نہالِ سبز مین گل سرخ سرخ پھولے ہین　　نثار باغِ ارم کی بہار ہے اُن پر

عجب ہے سبزے پہ پرتو سنہرے پھولون کا　　بچھی ہین فرش زمرد پہ مسندین بر زر

حسد کے خار کھٹکتے ہین دل مین بلبل کے　　گلون کو چھیڑتی ہے دمبدم جو باد سحر

گلون پہ قطرۂ شبنم چمکتے ہین ایسے　　کہ جنکے سامنے بے آبرو ہے آبِ گہر

بہار تازہ و رنگین گلون پہ آئی ہے
کہ جنکے دیکھنے سے سیر ہو کبھی نہ نظر

شعاع مہر سے ہر برگ گل چمکتا ہے
درخت پہنے ہین گویا کہ خلعت پر زر

ہجوم گل سے یہ ہے کشمکش گلستان مین
کہ آسمین پس گئے دب کے نکہت گل تر

چٹکنے کے لیے ممکن نہین ذرا وسعت
ہر ایک غنچہ پہ اسدرجہ ہے ہجوم نظر

زمین پہ شاخ سے یون چاندنی کے پھول گرے
فلک سے ٹوٹ کے جسطرح پر گرین اختر

خوشی سے پھولی ہوئین بلبلین چہکتی ہین
شگفتہ ہین جو چمن مین ہزار ہا گل تر

یہ نغمہ سنج ہے ہر عندلیب خوش الحان
خزان نہ آئے الٰہی بہار گلشن پر

ہر اک روش پہ گلون کی مین سیر کرتا تھا
کہ اک عمارت دلکش چمن مین آئی نظر

سفید رنگ ہے اسدرجہ اُس عمارت کا
کہ اُسکے سامنے میلا ہوا ہے نور قمر

چمک غضب کی ہے اُسکے طلائی گنبد مین
ذرا ٹھہر نہ سکے اُسپہ صاعقہ کی نظر

گلون کی سیر مین کرتا ہوا جو اُسمین گیا
ہر ایک کمرے مین دیکھا بچھی ہے مسند زر

سجے ہوے ہین تکلف سے اُسکے سب کمرے
پڑا ہوا ہی ہراک درمین اُنکے پردۂ زر

طرح طرح کے جواہر ٹکے ہین پردون مین
کسی مین لعل و زمرد کسی مین ہین گوہر

عجب عمارت عالی کا صحن ہی دلکش
بچھی ہی مسندِ زر اُسکے فرش مخمل پر

بچھی تھی صحن مکان مین جو مسندِ زرتار
قریب اُسکے مین بیٹھا لگا کے تکیہ زر

جو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا بار بار چلنے لگی
ذرا مین لیٹ گیا ہاتھ پانون پھیلا کر

جو فرشِ نرم ملا سو گیا مین راحت سے
عجیب خواب مین دیکھا نظر نے قصر گہر

بنے ہین لعل و زمرد کے اُسمین دروازے
جڑے ہین بازوون مین اُنکے جا بجا اختر

بلند تھا جو نہایت وہ قصر عالیشان
پہونچ سکے نہ توہم کی مثلِ چرخ نظر

بیان ہو نہین سکتی ہی قصر کی وسعت
سماے خلد برین ایک درجے کے اندر

ہر ایک درجہ مین آراستہ ہی شان خدا
عجب اُسمین ہین نقش و نگار رنگین تر

لٹک رہے ہین چھتون مین حباب سرخ سفید
عجب طرح کے دلاویز ہین یہ لعل و گہر

ہر ایک در مین لٹکتی ہی نور کی قندیل
کہ بے چراغ کے روشن ہو شب کو قصر قمر

چھتون مین جھاڑ ہین الماس کے لٹکتے ہوے
کہ انکی دید سے روشن ہی چشم مہر و قمر

میان قصر بچھا ہی وہ فرش نورانی
نثار ہوتی ہی ہر بار چاندنی اوسپر

مقام صدر رہ مسند حریر خلد کی ہی
کہ جسمین حور نے ٹانکے ہین اپنے تار نظر

چمک مین زر سے زیادہ نہ کیون ہو وہ مسند
شعاع مہر کے تارون سے جسکی ہی جھالر

وہ نرم تکیہ زربفت اوسپہ رکھا ہی
کہ جسکے سامنے ہی سخت عارض گل تر

عجیب زینت مسند ہی تکیہ زرین
کہ اوسکے نور پہ تکیہ کیے ہین شمس و قمر

قریب مسند زر مجمع خلائق ہی
یہ بھیڑ ہی کہ نظر کا نہین ہی اوسمین گذر

ہر ایک حسب لیاقت ادب سے بیٹھا ہی
حضور مسند زرین جھکاے اپنا سر

جو صحن قصر مین رکھی ہین کرسیان زر کی
عجیب رنگ کے نگین جڑے ہین لعل و گہر

وہ کرسیان ہین جو اب نگار و مینا کار
نشست تاجوران جہان کی ہی اونپر

مجھے تھی فکر کہ دربارِ عام ہے کسکا ہے انتظار مین کس خاص کے ہر ایک بشر
اسی خیال مین میری نگاہ تھی ہر سو کہ آئی نور کی مجھکو سواری ایک نظر
ملائکہ ہین جلو مین ہزارہا پس و پیش لٹاتے آتے ہین ہر بار آسپہ لعل و گہر
جلال و شوکت و اقبال و صولت و حشمت بافتخار اٹھائے ہین تخت کاندھون پر
جو صحنِ قصر مین پہونچا وہ تخت نورانی زمین پر نظر آیا ہر اک بشر کو قمر
تھے جتنے بیٹھے ہوے سب نے اٹھکے کی تعظیم جھکائے سر پئے تسلیم قرب تخت اگر
نگاہ غور سے دیکھا جو تخت نورانی نظر پڑا مجھے اسپر جوان رشک قمر
نقاب ڈالے ہوئے رخ پہ جلوہ گر ہے وہ نصیب و شوکت صولت کا تاج ہے سر پر
بصد وقار سلاطینِ نامور اسکو چنور ہلاتے ہوے لائے قصر کے اندر
وہ جلوہ گر ہوا مسند پہ جب تو لوگ تمام ادب سے بیٹھے دوزانو جھکا کے اپنے سر
نقاب چہرہ پرنور سے سرک جو گئی جمالِ پاک سے روشن ہوئی ہر ایک نظر

جمالِ پاک جو دیکھا تو خود بدولت ہین | قریب بیٹھ گیا مین جھکا کے اپنا سر

زہے نصیب زیارت ہوئی نصیب اُنکی | نظیر جنکا جہان مین نہین ہے کوئی بشر

تمام خلق جو مشتاقِ مدح تھی اُنکی | قصیدہ پڑھنے لگا مین کمال خوش ہو کر

مطلع

زہے امیر گدا پرور و کرم گستر | خہے رئیس رعایا نواز و گردون فر

وحیدِ عصر اولو العزم سیدِ سندی | علی کی مدح سے پائے یہ رتبۂ برتر

دُرِ یگانۂ بحرِ سیادت و عظمت | قمر شکوہ فلک مرتبت خجستہ سیر

مہِ ریاست و اقبال و نجمِ عز و وقار | سپہر جاہ و جلالت کے مہر روشن تر

فلک پناہ رفیع المکان جلیل القدر | ملک خصال تجمل حسین نیک سیر

بلند رتبہ ہمت ہے کس قدر اُنکا | کبھی پہونچ نہ سکے چشم مہر و مہ کی نظر

بہت وسیع ہے خورشیدِ شوکت و عظمت | کہ اُسکے سامنے کل آسمان ہین اختر

فلک کا رشک کیوں ہو حرم سرائے حضور
طواف کرتے ہین دن رات اُسکا شمس و قمر

بلند شان ہی اسدرجہ بام عزت کی
کہ اُس سے عرش کا ہی پست رتبۂ برتر

جھکے ہین اُنکے در بارگاہ پر افلاک
ادب سے کرتے ہین تسلیم اُسکو شام و سحر

حکومت اُنکی اثر نقش جبکار رکھتی ہی
کہ ہو گئے ہین مسخر قلوب جن و بشر

نہ کسطرح سے ہو محسود سرمہ خاک پا
کہ روشن اُس سے ہوئی چشم کور مثل قمر

جو داستان شجاعت ذرا بیان کر دون
نہ لے جہان مین رستم کا نام کوئی بشر

تمام خلق پہ چھایا ہی رعب قہر اُنکا
فلک پہ کانپتا ہی مہر خوف سے تھرتھر

یہ خوف ضربت شمشیر آبدار کا ہی
کہ آسمان نے روکی ہی مہر و مہ کی سپر

جو فیض عام کو جاری ہی حکم خاص اُنکا
جہان مین نہ کوئی ہو کسی کا دست نگر

لٹائی مہر سخاوت نے اسقدر دولت
تمام ذرۂ خاک زمین ہوئی پر زر

سخا کی فرد سے عاجز ہین کاتب اعمال
ہوئی تمام نہ لکھے ہزارہا دفتر

سخا وجود کا سرچشمہ ذاتِ عالی ہی　کہ فیض پاتے ہین اُسی سے تمام جن و بشر

جو اُنکے عدل سے پروانہ الغیاث کہے　کبھی کٹے نہ سرِ شمع بزم کے اندر

نہیب و رعب اگر اُنکا عدل دکھلائے　جہان مین نہ کرے خیر کے سوا کوئی شر

فنا کرے ابھی شمشیرِ عدل کا پانی　اگر جلائے دلِ سنگ کو ذرا بھی شرر

حباب بحر جو نخوت سے سر اُٹھاتے ہین　تو موجِ عدل مٹا دیتی ہی اُنھین ٹکر ٹکر

فروغ شمع عدالت کو اِسقدر بخشا　کہ اُسکی روشنی ہی ماہ کی طرح گھر گھر

بنا ہی باغِ ارم اُنکے دوستون کے لیے　عدو کے واسطے بھڑکی ہوئی ہی نارِ سقر

ہر ایک علم مین اکمل ہی ذاتِ پاک اُنکی　مروج اُنکے سبب سے ہوے تمام ہنر

کیے ہین حلم نے اُنکے درِ شکایت بند　ہوا ہی قفل ذہن ضبط عاشقِ مضطر

شگفتگی طبیعت کی گر ہوا نہ چلے　کھلے نہ غنچہ کوئی نخل مین نہ آئے ثمر

مہک رہی ہی جو خوشبوے باغ خلق وسیع　دماغِ روح معطر ہی صورتِ گلِ تر

بلند باغِ طبیعت ہے اسقدر اُنکا — کہ مرغ وہم بھی پہونچا نہ گر پڑا تھک کر

بیان کیا ہو وہ شیرین کلام ہین ایسے — کہ اُنکے سامنے ہے تلخ شہد و قند و شکر

نیام طبع یہ شمشیر فکر سے بولا — سخن کے ملک کو قبضہ مین کر لیا کیونکر

کہا اُنھون نے بلیغ و فصیح اک دیوان — لکھون جو وصف تو لاکھون سیاہ ہون دفتر

کہ کس طرح سخن گوش دل کی زینت ہو — ہر ایک شعر کا مصرع ہے مثلِ سلکِ گہر

زیادہ حور کے ابرو سے ہے ہر اک مصرع — ہر ایک بیت ہے قصرِ بہشت سے بڑھکر

اُنھین کی طبع یہ نازک خیالیان ہین ختم — سخن کے فخر و مباہات ہین وہ نیک سیر

کمال کیون نہو شاگرد ہین رشید اُنکے — کہ جنکا دہر مین پیدا نہین ہوا ہمسر

وحید عصر ہین اُستاد بیمثال ہین وہ — کہ فنِ شعر مین اُنسے نہین کوئی بہتر

مہ سپہر امارت گلِ ریاضِ کمال — ملک صفات غضنفر علی خجستہ سیر

ہوا جو مدح مین قاصر حزین نے لب کیے بند — حکیم اُنکا تخلص زبان سے کہکر

قصیدہ ختم ہوا تھا کہ خواب سے چونکا
یہی زبان پہ دعا تھی کہ خالق اکبر
قیام دور مہ و مہر چرخ ہے جب تک
رہین جہان مین تجمل حسین نیک سیر

قطعۂ تاریخ ایضا

فلک مرتبت مہر عز و وقار
در بحر شوکت مہ امتیاز
وحید زمانہ تجمل حسین
سخن سنج شیرین زبان دلنواز
جہان مین فن شاعری کا نشان
ہوا نام سے اُنکے کیا سرفراز
کہا ہے وہ دیوان کہ مضمون نو
ہر اک شعر پہ اُسکے کرتا ہے ناز
مضامین اشعار دلچسپ ہین
غضب لطف دیتے ہین ناز و نیاز
ہر اک طائر دل نہ کیونکر ہو صید
کہ مضمون اشعار دیوان ہین باز
ہر اک شعر مین شکل حسن بتان
عجب ہین دل آویز انداز و ناز
نہ دگر گرے اُسکی بحر طویل
پریشان کبھی ہو نہ زلف دراز

جو اشعار رندانہ زاہد سنے
فراموش اسکو ہو روزہ نماز

وہ دیوان چھپا جسکی توصیف مین
ہوئی سُنکے کوتہ زبانِ دراز

حزین نے رستم کی یہ تاریخ طبع
کلام تجمل ہی الفت طراز
۱۳۰۶ھ

تقریظ از نتائج افکار نظام لاجواب و نثار انتخاب المعی دوران ولوذعی زمان جناب سید دلدار حسین صاحب المتخلص بہ امید شاگرد جناب حکیم مدظلہ

سپاس بیقیاس اُس ناظم رباعی عناصر اربعہ کو زیبا ہی کہ جسنے مسدس شش جہت کو ایجاد کیا اور مخمس حواسِ خمسہ کو اقلیم اجسام و اجساد مین رواج دیا۔ زیر مسبع افلاک مثلث موالیدِ ثلاثہ موزون کیا ہوا اُسکا ہی اور مطلع مہتاب و آفتاب زینتِ مقطع لیل و نہار بنایا ہوا اُسکا ہی۔ لاالٰہ الااللہ و نعت کثیر اُس رسولِ خبیر کو شایان ہی کہ جنکے ارکان تعلیم سے بحر ایمان کامل ہوے

اور دوستون کو مسدس عالم سے جاکر زیارت مثمن ہشت بہشت حاصل ہوئی
محمد رسول اللہ و منقبت لاتعد و لاتحصی ہمی خداداماد مصطفیٰ زوج بتول
عدر امظہر العجائب مفرق الکتائب غالب کل غالب مطلوب کل طالب
علی ابن ابی طالب کو سزاوار ہی کون علی جن کو معرفت کردگارین کمال ہی
لوکشف الغطاء لم ازددت یقیناً اُسپر دال ہی۔ خود سے خدا کا پہچاننا
کار حیدر کرار ہی مضمون عرفت اللہ بفسخ العزائم سے آشکار ہی

رباعی حضرت اسیر مرحوم

دل حیدر کرار کو کیا کہتا ہی ۔ سر دفتر دیوان قضا کہتا ہی
کیا حق سے ہی اتحاد اللہ اللہ ۔ بہکا بھی جو کوئی تو خدا کہتا ہی

شعر

جو مرتبے ہین علی کے وہ کس بشر کے ہین ۔ وہ خانہ زاد کہ مالک خدا کے گھر کے ہین

رباعی حکیم
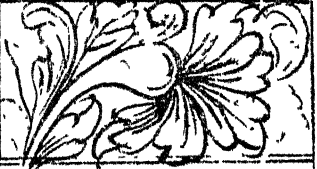
کونین کا مقتدا علی کو پایا
ایسا بندہ کہ جسپہ خالق کا ہو شک
کس منہ سے کہوں کہ کیا علی کو پایا
وہ عبد خدا نما علی کو پایا

علی ولی اللہ - بعد حمد و نعت و منقبت کے طالب فن و واقف سخن شناور دریاے سخندانی و مورد تائیدات سبحانی یکہ تاز میدان ہنر و آسمان کلام کے قمر پر ظاہر اور باہر ہو کہ اس زمانہ مین کہ زر سخن کساد بازاری سے بدتر از خزف ہی بڑے بڑے جوہر شناسون کو گوہر یقین صدف ہی خار بجاے گل ہین اور ساغر آب شور قائم مقام جام مل ہین قطرے انا البحر اور ذرے انا الشرق کا دم بھر رہے ہین غول چراغ ماہ کے قائم مقامی کر رہے ہین - ادنی مقام اعلی مقام ہی کرمک شبتاب کا نجم نام ہی ایک تازہ ارمغان ہاتھ آیا ہی اور ایک طرفہ دیوان چھپا ہی کہ جسنے سب

ہوشیارون کو دیوانہ اپنا بنایا ہی تماشاے قدرت خدا دکھایا ہی بیاض صبح
نور اور سواد لیلۃ القدر ہی ہر نقطہ حیرت دہ شمس و بدر ہی۔ فرق ہین السطور سے
در عشرت باز ہی۔ کہین معشوق کا ناز اور کسی جا عاشق کا نیاز ہی۔ مضمون
بلند کی بلندی کو بلند خیالون سے پوچھنا چاہیے۔ اور خوبی جمال شاہد الفاظ
کو خوش جمالون سے۔ بیوفائی مین مزا وفا کا ہی۔ لطف مین رنگ جفا کا ہی
کیون نہو کس آفتاب آسمان سخن کا کلام ہی۔ کہ جسکے نور فیض نے تمام
ہندوستان کو منور کیا۔ اور نقش حسب کلام سے عراق و عجم کو مسخر۔ اعنی
والاشان عالی دودمان زینت ہندوستان فخر شعراے زمان یکتاے جہان
فلک آستان۔ عرش مکان۔ اعجاز بیان۔ واقف اسرار نہان۔
مورد الطاف حضرت سبحان۔ منبع جود واحسان۔ از کران تا کران
سید تجمل حسین خان سلمہ اللہ المنان۔ رئیس ضلع فیض آباد و گونڈہ و

ڈپٹی کلکٹر ضلع نواب گنج بارہ بنکی من ارشد تلامذہ جناب جامع المعقول
والمنقول حاوی الفروع والاصول نظیری زمان انوری دوران شمس الشموس
اوج سخنوری قمر الاقمار بروج نکتہ پروری ابلغ البلغاء افصح الفصحاء مصلح الشعرا
رشک عرفی وکلیم جناب مرحمت الدولہ بہار الملک سید غضنفر علی خان صاحب
بہادر صولت جنگ المتخلص بہ حکیم - خلف الاکبر جناب تدبیر الدولہ
مدبر الملک منشی سید مظفر علی خان صاحب بہادر بہادر جنگ اسیر غفر اللہ
القصہ ہے چونکہ طول کلام ناروا ہے اختصار سخن پسند ہر شاہ وگدا ہے لہذا
اختتام دعا پر ادنیٰ ہے - کہ یہی اصل مدعا ہے - یارب جب تک مشرق
مطلع خورشید - اور مغرب مقطع مہر جہانتاب ہے اور جس وقت تک مشرق
ومغرب صفحۂ گردون پر نثر بنات النعش مثل نجم پروین انتخاب سا اور
ایک دوسرے کا جواب ہے کمال مصنف کو مثل حیات مصنف ترقی روزافزوں

عطا ہو اور اجابت ہم آغوشِ دعا ہو فقط

قطعہ تاریخ ایضاً

تمام گشت ز تائید کبریا دیوان
که وصف میشود از وصف کردنش خرم

خجل ز مصرع او گشته مصرع بہ نو
ز شعر او شده در آب و تاب شعرے کم

بدفع زہر الم لفظِ او چو تریاک ست
معانیش بدلِ ریش می نہد مرہم

ہر آنکه حرف نہد بر معانی و لفظش
بریده باد الٰہی زبان او چو قلم

مصنف ست تجمل حسین آنکه مدام
سرِ نیاز کند آسمان بہ پیشش خم

چہ شاعر ست که از بہر استفادہ خویش
کلام او ببرند ارمغان بروم و عجم

کلامِ او اگر اعجاز خود کند ظاہر
سوے وجود بیایند رفتگان عدم

عجب مدار گر از فرطِ ہیبتیش افتد
بجسم شیرِ فلک لرزه مثلِ شیر علم

بہ بزم مثلِ جم ست و بعدل چون کسریٰ
بہ رزم ثانیِ رستم بہ خشم شیر اجم

بیانِ مدحتِ او حد خامۂ من نیست
ہمان بہ است کہ اکنون برائے دیوانش
ندا رسید بگوشم ز آسمان امید

چرا بہ فکر ثنایش شوم ندیم و ندم
کنم بہ صفحۂ قرطاس سالِ طبع رقم
کلامِ شاعرِ عالی خیال و بحر کرم
۱۸۹۰ء

خاتمۃ الطبع
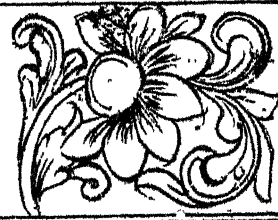
بعد الحمد والمنۃ کہ اس آوان سعادت اقتران مین دیوان مسرت عنوان غیرت شعرائے زمان مسمیٰ باسم تاریخی مرغوب جہان نتیجۂ طبع وقاد ذہن نقاد بلبل ہزار داستان شیرین بیان محسود امثال و اقران سید تجمل حسین خان صاحب ڈپٹی کلکٹر صوبہ اودھ بار اول بطرز حسن و صحت مہا امکن مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین ماہ جون ۱۸۹۰ء مطابق ماہ شوال ۱۳۰۷ ہجری حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوا
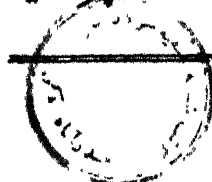
غلطنامۂ مرغوب جہان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳	۴	ہی	ہین
۲۴	۱۱	نہ	نا
۲۷	۱	لہدے	کہدے
۳۶	۱۱	مرا	میرا
۳۸	۶	پہ	یہ
۵۱	۱۰	یہ	پہ
۵۳	۴	دار پر دار	وار پہ وار
۵۸	۶	بگا	یگا
۶۷	۹	ڑ	تڑ
۸۲	۱۱	لعبتو	لعبتو
۸۷	۷	مری	میٹری
۹۲	۱۱	اٹھاتے	اٹھائے
۱۰۳	۴	اسطرح	کسطرح
۱۲۷	۳	گزانبار	گرانبار
۱۲۸	۳	اسے	اسنے
۱۳۳	۱۱	ابنو	ابتو
۱۳۶	۲	اگر	مگر
״	״	غلط کہتے ہین کچھ	سب غلط کہتے ہین کچھ
۱۴۸	۷	فضل	فصل
۱۵۰	۳	لوتا	لوٹا
۱۶۳	۷	یار	بار
۱۶۶	۸	کیاوے	کباوے
۱۷۳	۸	کرو	کرون
۱۷۸	۱	اترتا ہی	اُترتا ہی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۹	۹	ناسے	ناسفے
۲۰۲	۵	پھلین	بہلین
۲۳۱	۳	سے تو	سے
۲۳۳	۷	م	دم
۲۳۹	۲۰	رز	زر
۲۴۴	۳	گئے	کیے
۲۵۱	۱۱	ہوتے	ہوسنے
۲۵۵	۲	ہہ	پہ
۲۵۷	۱۰	ا	نا
۲۵۸	۵	حسد	جسد
۲۶۴	۱	رُکنے	روکنے
۲۸۴	۱۱	شپیرا	شپیر
۲۹۷	۲	طن	وطن
۳۰۰	۸	ہین	مین
۳۰۳	۲	ماغ	باغ
۳۲۴	۲	پوچھے	سیکھے
″	″	پوچھے	سیکھے
۳۵۹	۹	برودت	برورت